تعلیقاتِ رضا

مع

تعلیقاتِ رضا

پر ایک نظر

معلیق نگار

اعلیٰ حضرت امام

احمد رضا خان

حنفی بریلوی

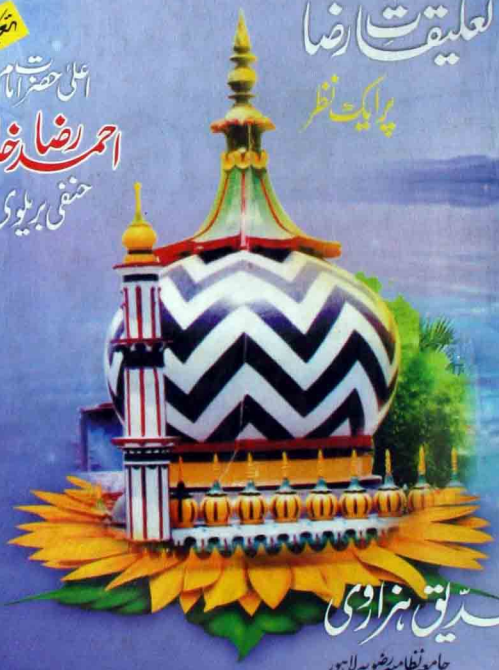

ترجمہ و تحقیق

علامہ محمد صدیق ہزاروی

جامعہ نظامیہ رضویہ لاہور

نظرثانی: محمد رضاء الحسن قادری

کرمانوالہ بک شاپ

حاشیۃ الطحطاوی علی الدرّ المختار
معالم التنزیل (تفسیر البغوی)

پر حواشی

رضا تعلیقات

مع

تعلیقاتِ رضا پر ایک نظر

تعلیق نگار

اعلیٰ حضرت امام احمد رضا خان حنفی بریلوی رحمۃ اللہ علیہ

ترجمہ و تحقیق

علامہ محمد صدیق ہزاروی
جامعہ نظامیہ رضویہ لاہور

نظر ثانی

محمد رضاء الحسن قادری

کرمانوالہ بک شاپ

دوکان نمبر ۲ - دربار مارکیٹ لاہور

Ph: 042 7249 515

marfat.com

بفیضانِ کرم

حضرت سید السادات پیر محمد اسماعیل شاہ بخاری رحمۃ اللہ علیہ

المعروف **حضرت کرماں والے**

آستانہ عالیہ
حضرت کرمانوالہ شریف
اوکاڑہ

شمیم باغ ولایت

- **حضرت سید محمد علی شاہ بخاری** رحمۃ اللہ علیہ

منظر مدبر طریقت

- **حضرت سید محمد عثمان علی شاہ بخاری** رحمۃ اللہ علیہ
- **حضرت پیر سید عضنفر علی شاہ بخاری** رحمۃ اللہ علیہ
- **حضرت پیر سید صمصام شاہ بخاری** مدظلہ العالی

بفیضانِ نظر

حضرت پیر

سید میر طیب علی شاہ بخاری مدظلہ العالی

سجادہ نشین حضرت کرمانوالہ شریف

زیر اہتمام

سمیع اللہ برکت

سیف اللہ برکت

زیر نگرانی

حاجی انعام اللہ طیبی نقشبندی برکاتی

جملہ حقوق محفوظ ہیں

اشاعت دسمبر 2007ء

قیمت 180 روپے

marfat.com

عرضِ ناشر

الحمد للّٰہ ربّ العٰلمین والصلوٰۃ والسلام علی سیّد الانبیاء والمرسلین و علی آلہٖ و اصحابہٖ و اولیاء امتہٖ و علماء ملّتہٖ اجمعین۔ امّا بعد!

بحمداللہ تعالیٰ ادارہ ''کرمانوالہ بک شاپ'' عرصہ پانچ سال سے علمی وقلمی میدان میں دینِ اسلام کی خدمت کیلئے سرگرمِ عمل ہے اور اسلامی تعلیمات کی ترویج واِشاعت کے سلسلے میں بفضلہٖ تعالیٰ اِس مختصر سے عرصے میں قریباً ۵۰ چھوٹی بڑی کتب منظرِ عام پر لانے کا شرف حاصل کر چکا ہے۔ اِن کے علاوہ اور بھی بہت سی علمی وتحقیقی، فکری واِصلاحی کتب پر بڑے زور وشور سے کام جاری ہے۔ دُعا ہے کہ اللہ رحیم وکریم اپنے کمال فضل وکرم سے تمام زیرِ طبع، زیرِ تکمیل، زیرِ ترتیب اور زیرِ غور کام بخیر وعافیت مکمل کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین!

اللہ ﷻ کے فضل وکرم اور حضور نبی کریم ﷺ کی رحمت سے آج اعلیٰ حضرت امام اہلِ سُنّت مجدِدِ دین وملت مولانا شاہ احمد رضا خان فاضلِ بریلوی رحمۃ اللہ علیہ کی تعلیماتِ حقہ کا شُہرہ اپنی تابانیوں اور جولانیوں کے ساتھ چہار دانگِ عالم میں پھیل چکا ہے۔ دِن بدن آپ رحمۃ اللہ علیہ کے رسائل، تصانیف وفتاوٰی پر صاحبانِ علم وتحقیق کام کر رہے ہیں اور صاحبانِ دولت وثروت ان تحقیقات کو جدید اور پیارے انداز میں چھاپنے کی سعادت بھی حاصل کر رہے ہیں۔ فتاوٰی رضویہ جو تینتیس ضخیم مجلدات پر محیط ہے اور فقہِ حنفی کا بحرِ ذخار اور اِنسائیکلوپیڈیا ہے، رضا فاؤنڈیشن لاہور کے زیرِ اہتمام تخریج وتحقیق کے ساتھ شائع ہوا، اِسی سلسلے کی ایک کڑی ہے۔ اِس کے علاوہ بھی بہت سی تصانیفِ مبارکہ بہترین انداز میں چھپ کر منظرِ عام پر آ چکی ہیں۔ کئی رسائل کے انگریزی، ہندی، عربی ودیگر زبانوں میں تراجم بھی ہو چکے ہیں۔ فالحمد للّٰہ علٰی ذٰلک۔

اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ علیہ کی کتب کی دو قسمیں ہیں:

marfat.com

۱-تصنیفات ۲-تعلیقات

تصانیف پر بہت کام ہوا اور ان میں سے اکثر و بیشتر مطبوع بھی ہیں مگر خزائنِ علمیہ اور تحقیقاتِ نادِرہ کا ایک معتد بہا حصہ ''تعلیقات'' تحقیق و اِشاعت کے شرف سے چنداں محروم رہا۔ اب تک ہماری ناقص معلومات کے مطابق اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ علیہ کی اپنی یا دیگر کتب مختلفہ پر لگائی گئی تعلیقات و حواشی میں سے زیادہ سے زیادہ بیس پچیس چھپی ہوئی ہوں گی، اِس سے زیادہ ہرگز نہیں۔

آپ رحمۃ اللہ علیہ کا فتاوٰی شریفہ (جو کثیر ہا فتاوٰی کے علاوہ تقریباً ۲۱۰ رسائل کا مجموعہ بھی ہے) تو علوم و معارِف کا خزینہ و گنجینہ ہے ہی مگر اپنی ''تعلیقات'' میں آپ رحمۃ اللہ علیہ نے جو علمی جواہر دِکھائے ہیں، اُس کے مطالعہ سے آپ رحمۃ اللہ علیہ کی خداداد ذہانت، دِقتِ نظر اور تبحرِ علمی کا اَندازہ ہوتا ہے۔ لیکن افسوس کہ یہ گنج ہائے گرانمایہ ہماری دسترس سے بہت دُور ہیں۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ نے تفسیر و حدیث و فقہ اور ان کے متعلقات نیز سیر و سوانح، تصوُّف، عقائد و کلام، علومِ لسانیہ اور علومِ عقلیہ و نقلیہ کی مُعتبر و مستند کثیر التعداد کتب پر حواشی تحریر فرمائے۔ اِن مُتنوّع الموضوعات حواشی کی تفصیل کتاب کے آخر میں مُلحق فہرست میں مُلاحظہ فرمائیں!

بہت سال پہلے علامہ شمس الحسن شمس صدیقی بریلوی رحمۃ اللہ علیہ نے ''امام احمد رضا کی حاشیہ نگاری'' کے نام سے دو جلدوں میں ایک کتاب مرتب فرمائی جس میں اُنہوں نے ۲۴ تعلیقات و حواشی کے عکوس مع تعارُفِ متن و صاحبِ متن اور ایک مبسوط مقدمہ تحریر فرمایا۔ اِن عکسی حواشی کی اِفادیت صرف خواص تک ہی محدود رہی، عوام اِس سے بے بہرہ تھے مگر یہ بات ضرور تھی کہ ایک اچھا خاصا علمی مواد محفوظ ہو گیا تھا۔ اِسے علامہ سید ریاست علی قادری رضوی رحمۃ اللہ علیہ کی زیرِ نگرانی اِدارۂ تحقیقاتِ امام احمد رضا کراچی نے شائع کیا۔ ''تعلیقات'' اکثر عربی میں ہیں، معدودے چند ہی اردو یا فارسی زبان میں ہیں۔ اِس لیے عوامی ضرورت کو پورا کرنے کے لیے عربی و فارسی حواشی کو اُردو میں منتقل کرنا بہت ضروری تھا۔ ساتھ ہی ساتھ مشکل مقامات کی وضاحت کے لیے حواشیٔ مفیدہ کا اِلتزام بھی ہونا چاہیے تھا۔ ''کرمانوالہ بک شاپ'' نے اِن تمام ضروریات کو محسوس کرتے ہوئے اِس علمی و

marfat.com

تحقیقی مگر تدقیقی کام کو جدید اور بہترین انداز میں منظرِ خاص و عام پر لانے کا بیڑہ اٹھایا ہے۔ چنانچہ نئی کتابت، تخریجِ حوالہ جات، اُردو ترجمہ مع اصل حواشی اور خوبصورت چھپائی سے ''تعلیقاتِ رضا'' کو مزین کیا جا رہا ہے۔ تو ہماری تعلیقات کی اِس پہلی سیریل میں دو حواشی درزبانِ عربی باترجمۂ اُردو و مختصر شرح متعلقہ فقہ وتفسیر ہیں:

۱- حاشیۃ الطحطاوی علی الدرّ المختار للطحطاوی

۲- معالم التنزیل للبغوی

دونوں متون چار چار اجزاء پر مشتمل ہیں۔ اوّل الذکر متن کے ۲۶۷ جبکہ ثانی الذکر متن کے ۳۲ مختلف مقامات پر تعلیق کی گئی ہے۔ علامہ محمد صدیق ہزاروی صاحب دامَتْ بَرَکَاتُھُمُ الْعَالِیَۃُ نے اِن پر تحقیق وترجمہ کیا ہے جنہیں پہلی مرتبہ ۱۴۰۲ھ/۱۹۸۲ء میں مرکزی مجلسِ رضا لاہور نے یکے بعد دیگرے شائع کیا تھا۔ تفسیر البغوی کا حاشیہ رضا اکیڈمی ممبئی سے بھی شائع ہو چکا ہے۔ اب ہم یہ دونوں حواشی یکجا طبع کر رہے ہیں۔ اِس ایڈیشن میں گزشتہ مطبوعہ کی اکثر خامیاں اور غلطیاں دُور کر دی گئی ہیں اور اسے نئی کمپوزنگ و تصحیح کے ساتھ پیش کیا جا رہا ہے۔ بلاشبہ ہمارا یہ ایڈیشن سابقہ ایڈیشنز سے ہر طرح بہتر ہوگا۔ آخر میں محمد رضاء الحسن قادری حفظہ اللہ کی مرتبہ فہرست ''تعلیقاتِ رضا پر ایک نظر'' شامل کی گئی ہے جس میں اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ علیہ کی مختلف کتب کی فہرست وصاحبِ متن کا نام، ساتھ ہی حاشیہ کی زبان اور مطبع کا نام دیا گیا ہے۔ نیز جن حواشی پر تحقیق ہو چکی ہے اُن محققین کے نام بھی حاشیہ میں مندرج ہیں۔ رضویات پر کام کرنے والوں کے لیے یہ ایک اہم چیز ہے۔

ہمارا آئندہ ''تعلیقات'' کا شیڈول درج ذیل ہے:

۱- حاشیہ بر ارشاد الساری شرح صحیح البخاری تحقیق وترجمہ از علامہ غلام مصطفیٰ عقیل بخاری

۲- حاشیہ بر الاصابۃ فی تمییز الصحابۃ تحقیق وترجمہ از علامہ علی احمد سندھیلوی

۳- حاشیہ بر فتاوٰی خیریہ تحقیق وترجمہ از مفتی محمد خان قادری

۴- حاشیہ بر شرح الصدور بشرح حال الموتٰی والقبور تحقیق از محمد رضاء الحسن قادری

۵- حاشیہ بر المقاصد الحسنۃ فی بیان کثیر من الاحادیث المشتہرۃ علی الالسنۃ تحقیق از محمد رضاء

marfat.com

الحسن قادری

۶- حاشیہ بر کشف الظنون عن اسامی الکتب والفنون تحقیق از محمد رضاء الحسن قادری

۷- حاشیہ بر سنن دارمی تحقیق از محمد رضاء الحسن قادری

۸- حاشیہ بر خیالی علیٰ شرح العقائد تحقیق از محمد حُسین رضا قادری

۹- حاشیہ بر غنیۃ المستملی شرح منیۃ المصلی تحقیق از محمد حُسین رضا قادری

۱۰- حاشیہ بر حموی علی الاشباہ والنظائر تحقیق از محمد حسین رضا قادری

۱۱- حاشیہ بر العقود الدرّیہ فی تنقیح الفتاوی الحامدیہ از ڈاکٹر محمد اسماعیل

''تعلیقاتِ رضا'' کے حوالے سے آئندہ ہمارا ایک بڑا پروجیکٹ یہ ہے کہ ان پر تحقیق کر کے بلاترجمہ باعتبارِ موضوع یا بلا امتیازِ موضوع ۸/۳۰×۲۰ تقطیع میں بحسن وخوبی شائع کیا جائے۔ اگر علمائے محققین نے اس سلسلے میں ہم سے تعاوُن کیا تو کوشش یہی ہوگی کہ پہلے قرآنیات پھر حدیث پھر فقہ اسی طرح بتدریج موضوعات پر کام کیا جائے۔ و باللّٰہ التوفیق۔

اب تک تو ہم اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ علیہ کی تصانیف سے کچھ شائع نہیں کر پائے لیکن آپ رحمۃ اللہ علیہ کی سیرت وکردار کے حوالے سے ایک کتاب ''امام احمد رضا رحمۃ اللہ علیہ اور تصوُّف از علامہ محمد احمد مصباحی اعظمی مع امام احمد رضا رحمۃ اللہ علیہ اور تعلیماتِ تصوُّف از سید محمد اعجاز برنی مرتبہ محمد رضاء الحسن قادری'' چھاپنے کا ہمیں بھی شرف حاصل ہے۔

ان شاء اللہ العزیز ''تعلیقاتِ رضا'' کے حوالے سے ہمارا یہ مہتم بالشان کام ایک بلند پایہ حیثیت کا حامل ہوگا جس کی ابھی ''بسم اللہ شریف'' ہو رہی ہے۔ اللّٰھمّ زد فزد۔

علمائے کرام ومحققینِ رضویات سے گزارش ہے کہ وہ اِس سلسلے میں حتی المقدور ہمارے ساتھ مُعاونت فرمائیں اور اِس تحقیقی منصوبے کو پروان چڑھانے میں ہماری راہنمائی فرمائیں۔ ہمارے شعبۂ تصنیف وتالیف کے نگران ''محمد رضاء الحسن قادری حفظہ اللہ'' سے اس سلسلے میں رابطہ مناسب ترین ہوگا۔ ان کا موبائل نمبر یہ ہے: 0321-9425765۔

آخر میں دُعا ہے کہ اللہ کریم اپنے حبیب رءوف رحیم کے صدقے میں ہماری مساعی کو اپنے دربارِ پُر انوار میں قبول فرما کر ہمارے لیے آخرت میں ذریعۂ نجات بنائے۔ آمین!

marfat.com

اللہ ربّ العالمین ادارہ کے منسلکین، متعلقین کو دین و دُنیا کی بھلائیاں نصیب فرمائے۔ علماء و مشائخِ اسلام کا سایہ ہمارے سروں پر قائم دائم رکھے۔ ہمارے والدِ محترم اور ادارہ کے سرپرستِ اعلیٰ الحاج انعام اللہ طیبی نقشبندی برکاتی کو اللہ ﷻ اجرِ جزیل عطا فرمائے۔ آمین یارب العالمین!

ناشران

سمیع اللہ برکت

سیف اللہ برکت

۱۴ رجب المرجب ۱۴۲۸ھ

۳۰ جولائی ۲۰۰۷ء بروز پیر شریف

marfat.com

حرفِ آغاز

الحمد للّٰہ العظیم والصلوۃ والسلام علی رسولہ الکریم ۔ اما بعد!

امام احمد رضا بریلوی قدس سرہ نے تقریباً پچاس علوم وفنون پر تقریباً ایک ہزار علمی تحقیقی تصانیف یادگار چھوڑی ہیں۔ خصوصاً بڑے سائز کی بارہ ضخیم مجلدات پر مشتمل فتاویٰ رضویہ جو علوم وفنون کا مستقل انسائیکلو پیڈیا ہے، آپ کی علمی کاوشوں اور اجتہادی بصیرت کا نادر شاہکار ہے۔ آپ نے تفسیر، حدیث، فقہ اور دیگر علوم وفنون کی کم وبیش تمام کتبِ متداولہ پر حواشی تحریر فرمائے جن میں کچھ چھپ چکے ہیں جبکہ بعض منتظرِ طباعت ہیں۔

جناب سید ریاست علی رضوی رحمۃ اللہ علیہ (سابقہ مینجر ٹیلیفون انڈسٹریز آف پاکستان کراچی سیلز ڈیپارٹمنٹ) نے ۱۹۷۹ء میں بریلی شریف میں قیام کے دوران اعلیٰ حضرت امام احمد رضا بریلوی رحمۃ اللہ علیہ کی کتب و رسائل کے بارے مختلف حضرات سے تبادلۂ خیال کیا جو سودمند ثابت ہوا اور اس کے نتیجے میں حضرت مولانا خالد علی خان صاحب (نواسۂ حضرت مفتیٔ اعظم ہند شاہ مصطفیٰ رضا خان بریلوی) نے اُن کے جذبات کی قدر کرتے ہوئے باسٹھ (۶۲) غیر مطبوعہ حواشی اور کچھ مطبوعہ رسائل مہیا فرمائے۔

اہلِ سنت و جماعت ہر دو حضرات کے ممنونِ احسان ہیں کہ انہوں نے حضرت فاضل بریلوی کی علمی و تحقیقی کاوشوں سے استفادہ کا موقع بہم پہنچایا۔ فجزاھم اللّٰہ احسن الجزاء۔

زیرِ نظر حواشی حاشیۃ الطحطاوی علی الدر المختار، معالم التنزیل (تفسیر البغوی) پر فاضل بریلوی کی علمی تعلیقات ہیں جن کی تحقیق اور ترجمہ کے ضمن میں راقم نے حتی المقدور سعی کی ہے۔ تاہم علمی بے بضاعتی کے پیشِ نظر کوتاہی کا اعتراف ہے اور قارئین سے مفید مشوروں اور اصلاح کی نہ صرف توقع بلکہ اپیل ہے۔

قابلِ قدر اساتذۂ کرام حضرت علامہ مفتی محمد عبدالقیوم ہزاروی رحمۃ اللہ علیہ اور حضرت

marfat.com

علامہ مولانا محمد عبدالحکیم شرف قادری دامَتْ بَرَکَاتُہُمُ الْعَالِیَۃُ نے قدم قدم پر راہنمائی فرما کر میرے لیے اسے سہل بنایا اور حضرت علامہ مولانا علی احمد سندیلی ﷾ نے نظرِ ثانی کے ذریعہ تعاون فرمایا۔ راقم ان حضرات کا تہِ دل سے ممنون ہے۔

''کرمانوالہ بک شاپ'' اہلِ سنت و جماعت کے لیے قیمتی سرمائے سے کم نہیں۔ اس مکتبے کے نوجوان پبلشرز سمیع اللہ برکت اور سیف اللہ برکت دِن رات اسی کوشش میں سرگرداں ہیں کہ اعلیٰ سے اعلیٰ نادر علمی ذخیرہ بہترین انداز میں اہلِ علم تک پہنچایا جائے۔ چنانچہ ۲۵ سال قبل چھپنے والی ''تعلیقاتِ رضا'' مع ترجمہ و مختصر شرح دوبارہ نئی آب و تاب کے ساتھ شائع کر رہے ہیں۔ یہ ان کے علمی ذوق کی روشن دلیل ہے۔ اللہ ﷻ ان کی اس کاوش کو اپنے دربارِ عالیہ میں مقبول و منظور فرمائے اور اِس ادارہ کو دن دوگنی رات چوگنی ترقی عطا فرمائے۔ آمین!

محمد صدیق ہزاروی

مدرس جامعہ نظامیہ رضویہ، لاہور

marfat.com

حاشیۃ الطحطاوی علی الدرّ المختار

پر حواشی

تعلیقاتِ رضا 1

تعلیق نگار:-

اعلیٰ حضرت امام احمد رضا خان حنفی بریلوی

ترجمہ و تحقیق

علامہ محمد صدیق ہزاروی

جامعہ نظامیہ رضویہ لاہور

نظرِ ثانی

محمد رضاء الحسن قادری

کرمانوالہ بک شاپ

marfat.com

بفیضانِ کرم

حضرت سید السادات پیر محمد اسماعیل شاہ بخاری رحمۃ اللہ علیہ

المعروف حضرت کرماں والے

آستانہ عالیہ
حضرت کرمانوالہ شریف
اوکاڑہ

شیرِ میدانِ ولایت

حضرت سید محمد علی شاہ بخاری رحمۃ اللہ علیہ

منفرد طریقت

حضرت سید محمد عثمان علی شاہ بخاری رحمۃ اللہ علیہ

حضرت پیر سید عنصنفر علی شاہ بخاری رحمۃ اللہ علیہ

حضرت پیر سید صمصام شاہ بخاری رحمۃ اللہ علیہ

فیضانِ نظر

حضرت پیر

سید میر طیب علی شاہ بخاری رحمۃ اللہ علیہ

سجادہ نشین حضرت کرمانوالہ شریف

زیرِ اہتمام

سیف اللہ برکت

زیرِ اہتمام

حاجی انعام اللہ طیبی نقشبندی برکاتی

جملہ حقوق محفوظ ہیں

اشاعت دسمبر 2007ء

قیمت 180 روپے

marfat.com

فہرست

۞	تعارف (امام احمد رضا بریلوی)	27
۞	تعارف (امام سید احمد طحطاوی)	28
۞	لفظ اسم کے اشتقاق پر بحث	29
۞	''بسم اللہ'' کا متعلق کیا ہونا چاہئے؟	29
۞	صفت رحیم کے عموم وخصوص پر بحث	30
۞	صفت رحمٰن ورحیم میں سے کونسی صفت ابلغ ہے؟	30
۞	سورۂ براءت کے شروع میں بسم اللہ پڑھی جائے یا نہ؟	31
۞	چوری کی بکری پر بسم اللہ پڑھی جائے تو کیا وہ مالک کیلئے بھی حرام ہو جاتی ہے؟ اعلیٰ حضرت کا امام طحطاوی سے علمی اختلاف	32
۞	اللہ تعالیٰ کو غائب کے صیغہ سے خطاب کرنا	33
۞	الفِ اشباعی کا مسئلہ	34
۞	امام ابو حنیفہ سے متعلق من گھڑت واقعہ نقل کرنے پر خطیب بغدادی اور امام طحطاوی پر اعلیٰ حضرت کی گرفت	35
۞	مجتہد کون ہوسکتا ہے؟	36
۞	علم حقیقی کے مسئلہ پر اعلیٰ حضرت کا امام طحطاوی سے اختلاف	36
۞	علم جفر کا بانی کون ہے؟	37
۞	علم جفر کا حصول کب ناجائز ہے؟	37
۞	محدث کامل بننے کیلئے کن کن مراحل سے گزرنا ضروری ہے	38
۞	امام اعظم کے والد ماجد کی حضرت علی کی خدمت میں حاضری	39

marfat.com

۞	حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا اجتہاد امام اعظم کے اجتہاد کے موافق ہوگا	40
۞	ایک غیر معروف کتاب سے امام اعظم سے متعلق غلط واقعہ نقل کرنے پر اعلیٰ حضرت کی گرفت	42
۞	ایک مسئلہ پر عربی عبارت کی تصحیح	42
۞	مسئلۂ ختم نبوت پر امام طحطاوی کی ایک لغزش پر گرفت	43
۞	حضرت ابو ہریرہ کے عدل پر حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی تصدیق	43
۞	فقہ حنفی کا دوام	45
۞	مسواک کی مقدار	45
۞	اعضائے وضو کو تین بار سے زائد دھونا	46
۞	بوقت ضرورت اعضائے وضو کو تین بار سے کم دھونا	47
۞	مسنون تعداد کے اعتقاد کے ساتھ تین بار سے کم یا زیادہ دھونا	47
۞	ایک مسئلہ میں امام محمد کی ترجیح کی وضاحت	48
۞	قے ناقضِ وضو ہے؟	49
۞	حالت سجدہ میں سونے سے وضو ٹوٹنے کے مسئلہ پر امام زیلعی سے اختلاف	50
۞	اعلیٰ حضرت کی دقتِ نظر	51
۞	کان سے پیپ نکلنے کے مسئلہ پر علمی اختلاف	51
۞	اعلیٰ حضرت کی وسعت مطالعہ، امام طحطاوی سے ایک علمی اختلاف	51
۞	مسئلۂ احتلام	52
۞	امام طحطاوی سے وجوب غسل پر اختلاف	53
۞	نشہ والے، بیہوش اور نیند سے بیدار ہونے والے کے احتلام کا مسئلہ	54
۞	پانی میں مخلوط پاک مائع کی اقسام	54
۞	غیر جاری کثیر پانی کی مساحت پر اعلیٰ حضرت کی تحقیق	56
۞	مستعمل پانی کے بارے میں تحقیق	56

marfat.com

۞	پاک کب ناپاک ہوتا ہے؟ اختلاف ائمہ	57
۞	تیمّم کی نیّت کس وقت کی جائے	57
۞	''فا'' کی حیثیت پر امام طحطاوی سے اختلاف	58
۞	درمختار میں تضاد کی وضاحت اور دوسرے کو تیمّم کرانے کیلئے تین ضربوں کی توجیہ	59
۞	سنت موکدہ اور تیمّم ؟	59
۞	اسلام لانے کیلئے کیے گئے تیمّم سے نماز پڑھنے کے مسئلہ پر اختلاف ائمہ	60
۞	جنبی، حائض، بے وضو اور میت میں سے پانی کا مستحق کون ہے؟	61
۞	مباح پانی کی صورت میں جنبی اولیٰ ہے	61
۞	مٹی مستعمل نہیں ہوتی، اعلیٰ حضرت کی تحقیق	62
۞	جنبی حدثِ اکبر کے ساتھ محدث ہوتا ہے	62
۞	قدرتِ غیر سے قادر کہلا سکتا ہے؟	63
۞	مدتِ حیض کا تعین ساعت فلکی سے ہوگا	63
۞	ساعتِ فلکی کی مقدار	63
۞	سات سال کے بچے کو نماز کا حکم دینا فرض ہے یا واجب؟	64
۞	ظہر کے وقت میں کراہت نہیں، امام طحطاوی کے تضاد کی وضاحت	64
۞	اذان میں ترجیع نہیں	65
۞	''ملتقی الابحر'' کتنی اور کن کن کتب کے متون پر مشتمل ہے	65
۞	اذان واقامت کے ساتھ تکرارِ جماعت کے مسئلہ پر امام طحطاوی سے اختلاف	65
۞	مکبر ''حی علی الفلاح'' کہے تو کھڑا ہونا چاہئے	66
۞	استقبال قبلہ کے ضمن میں اعلیٰ حضرت کی تحقیق	67
۞	جبہہ اور جبیں کا فرق	68

marfat.com

۞	قعدۂ اخیرہ کی رکنیت سے امام طحطاوی کے انکار پر اعلیٰ حضرت کا علمی و استدلالی محاکمہ	69
۞	اتباعِ امام کا مسئلہ	70
۞	مقتدی کا فعل فعل امام سے مقارن ہونا ضروری نہیں البتہ تاخیر منع ہے	71
۞	کسی قدر قراءت کے بعد کوئی اقتداء کرے تو دوبارہ قراءت نہ کی جائے بلکہ اس سے آگے بلند آواز سے پڑھے	71
۞	امام کے نزدیک مفسد نماز کا مقتدی کو علم ہو اور امام کو علم نہ ہو تو مقتدی کی نماز کے جواز میں اختلاف	72
۞	اعلیٰ حضرت کا وسیع مطالعہ	72
۞	معذور کی اقتداء میں طاہر کی نماز کے مسئلہ پر اعلیٰ حضرت کی تفصیلی و جامع گفتگو اور امام طحطاوی سے اختلاف	73
۞	ہکلا کی نماز کا مسئلہ	75
۞	''و لا الضالین'' کو ''ظا'' کے ساتھ پڑھنے سے نماز فاسد ہو جاتی ہے	76
۞	مسئلۂ سدل پر امام طحطاوی اور علامہ شامی سے اختلاف	77
۞	شافعی مسلک امام کی اقتداء میں دعائے قنوت کا مسئلہ	77
۞	امام رکوع کے بعد قنوت نازلہ پڑھے تو مقتدی کو کیا کرنا چاہئے	78
۞	اس مسئلہ میں امام زیلعی سے اختلاف	78
۞	قنوت نازلہ تمام جہری نمازوں میں نہیں بلکہ صرف صبح کی نماز میں ہے	79
۞	قنوت نازلہ کب پڑھی جائے؟	79
۞	اعلیٰ حضرت کی کتب فقہ پر گہری نظر	80
۞	قنوت کے ضمن میں اتباع امام کا مسئلہ	80
۞	نوافل منذورہ میں قیام کی حیثیت	80
۞	سواری کی حالت میں نماز باجماعت کا حکم	81

marfat.com

۞	قنوت اور تشہد میں اتباعِ امام کا مسئلہ	81
۞	تنہا فرض پڑھنے والے کیلئے تراویح با جماعت پڑھنے کے مسئلہ پر امام طحطاوی کا صاحبِ درمختار پر اعتراض اور علامہ شامی کا جواب	82
۞	وتروں کی جماعت فرضوں کی جماعت کے تابع ہے، علامہ شامی کا امام طحطاوی کو جواب	83
۞	وتر عشاء کے تابع ہیں، اعلیٰ حضرت کا امام طحطاوی کو جواب	83
۞	تنہا فرض پڑھنے والا وتر بھی تنہا پڑھے	83
۞	ایک مسئلہ پر نحوی تصحیح	84
۞	کتبِ فقہ کے ساتھ اعلیٰ حضرت کا گہرا تعلق	84
۞	مسافتِ سفر کا مسئلہ	86
۞	اعلیٰ حضرت کا فقہی مطالعہ	86
۞	مسافر کیلئے قصرِ نماز کا مسئلہ	86
۞	اعلیٰ حضرت کا وسیع مطالعہ	87
۞	علتِ قصر کے ضمن میں ابن ہمام سے اختلاف	87
۞	نزولِ برکات باعتبار ترتیب صفوف	88
۞	بدھ کو شروع کیا جانے والا کام پایۂ تکمیل کو پہنچتا ہے	88
۞	یجوز کونسی کراہت کا متقاضی ہے؟ امام طحطاوی سے اختلاف	89
۞	مسلم وغیر مسلم کا مخلوط اجتماع بلا ضرورت مکروہ ہے	89
۞	قرطبی سے نقل کردہ ایک روایت پر اعلیٰ حضرت کی جرح	90
۞	قبر کے پاس نماز پڑھنا کیسا ہے؟	90
۞	شاہد عدل حاکم کے پاس چاند کی شہادت دے تو سننے والے کیلئے روزہ رکھنا ضروری ہے	91
۞	ظاہر العدالۃ اور مستور العدالۃ کا فرق	91

marfat.com

۞	ایک آدمی کی دوسرے پر شہادت	91
۞	اعلیٰ حضرت کی وسعت علمی	92
۞	عید الفطر کے چاند کیلئے علل مطلع	92
۞	بسلسلہ چاند حکمران کی عدم موجودگی میں علماء سے فیصلہ لیا جائے	93
۞	دو عادلوں کی خبر سے افطار کا حکم کیسا ہے؟	93
۞	حاکم خود چاند دیکھے تو طریقۂ شہادت کیا ہے؟ امام طحطاوی سے اختلاف اور قرین قیاس صورت کا بیان	94
۞	دورِ تساہل میں عید الفطر کے چاند کا مسئلہ اور مصر میں رونما ہونے والا واقعہ	94
۞	رمضان کا چاند دیکھنے والا خود روزہ رکھے	95
۞	ثبوت چاند کا طریقہ تمام مہینوں کے لئے ایک جیسا ہے	96
۞	کان میں پانی داخل ہونا مفسد صوم ہے یا نہیں؟	96
۞	اعلیٰ حضرت کی اسماء الرجال پر گہری نظر	97
۞	روضۂ انور کی زیارت مستحب بلکہ طاقت ہو تو واجب ہے	98
۞	روضۂ انور کی نیت سے سفر کرنا چاہئے	98
۞	زیارتِ روضۂ رسول کے ضمن میں نجدیوں کا ابطال (حاشیہ)	98
۞	مسجد نبوی کی فضیلت	99
۞	نکاح بالاقرار کے انعقاد سے متعلق تین قول	99
۞	اعلیٰ حضرت ایک بے مثال فقیہ	99
۞	بالغہ لڑکی کے نکاح سے متعلق امام طحطاوی کی عبارت میں تضاد اور اس کی وضاحت	100
۞	کراہت تحریمی اور تنزیہی دونوں کیلئے نہی کا صیغہ ضروری ہے	101
۞	قصاص وحدود کے علاوہ پنج قاضی کے حکم میں ہے	102
۞	وکیل بالنکاح خود نکاح پڑھائے ورنہ نکاح فضول ہوگا	103

marfat.com

۞	نکاح کر کے دینے والا باپ یا دادا ہو تو صرف خاوند کا ذکر کفایت کرتا ہے ورنہ ذکر مہر بھی لازمی ہے	103
۞	اعلیٰ حضرت کی بے مثال فقاہت	103
۞	باپ کا غیر کفو میں نکاح کر کے دینا کیسا ہے؟	104
۞	باپ اور دادا کے علاوہ کسی دوسرے شخص کا غیر کفو میں یا غبنِ فاحش کے ساتھ نکاح کر کے دینا	104
۞	نکاح فاسد کی تعریف	104
۞	نکاح فاسد سے ثبوت نسب	105
۞	کافر کا مسلمان عورت سے نکاح باطل ہے	105
۞	امام طحطاوی کے کلام میں تضاد	105
۞	شعر کے آخری لفظ کو وقف کے ساتھ پڑھنے اور اس پر تعلیل پیش کرنے کے سلسلہ میں امام طحطاوی سے اختلاف	105
۞	عورت خاوند کو جماع سے کب روک سکتی ہے؟	106
۞	بسبب عدم ادائیگی مہر عورت کو جماع سے روکنے کا حق ہے	106
۞	شریعت میں عرف کا اعتبار	107
۞	آنحضرت ﷺ کے والدین کریمین مسلمان تھے	109
۞	ابو طالب کے عذاب میں تخفیف کی وجہ تکریمِ رسول تھی نہ کہ اعمال	109
۞	والدین کریمین کے ایمان سے متعلق ایک واقعہ	110
۞	محارم سے نکاح اور وراثت کا مسئلہ	110
۞	مدت ایلاء (چار ماہ) سے زیادہ انقطاعِ جماع نہیں ہونا چاہئے	111
۞	مدت ایلاء کے ضمن میں امام طحطاوی کی تشکیک کا ازالہ	111
۞	عورت کی نافرمانی کا ڈر ہو تو تنبیہ کی صورتیں اور ان پر بحث	112
۞	خاوند کی اطاعت کن امور میں واجب ہے	113

marfat.com

۞	عورت خاوند کے بلانے پر حاضر نہ ہو تو سزا دینے کا مسئلہ	113
۞	طلاق کو طلاق نامہ سے مشروط کرنا	114
۞	جھوٹی طلاق کا اقرار	115
۞	طلاق سے متعلق الفاظ کنایہ کے ضمن میں امام طحطاوی کی تصحیح	115
۞	الفاظ کنایہ سے متعلق تحقیق واختلاف	115
۞	"اظفری بمرادك" میں دو احتمال ہیں، امام طحطاوی سے اختلاف	116
۞	طلاق کو محال بات سے معلق کرنا	117
۞	عدم طلاق کو امر محال سے معلق کرنا	117
۞	اجنبی عورت کی طلاق کو معلق کرنا	118
۞	عرف کا اعتبار	118
۞	طلاق مریض کے ضمن میں علامہ شامی کا صاحب درمختار سے اختلاف	119
۞	بیوی کو ماں کی مثل کہنے سے وقوع طلاق کے مسئلہ پر اعلیٰ حضرت کا اختلاف	119
۞	کوئی چیز مباح کی جائے تو مالک کی ملک زائل ہو جائے گی	120
۞	کفارہ کے ضمن میں اباحت سے تملیک مراد لینا	120
۞	"الشکاز" کیا ہے؟	122
۞	عنین کا مفہوم	122
۞	عنین کو مہلت دینا	123
۞	غیر قاضی کی تاجیل کا حکم	123
۞	باکرہ اور ثیبہ کی پہچان	123
۞	خاوند میں عیب کی صورت میں عورت کو اختیارِ رد	124
۞	بچے کی تربیت	124
۞	کتنے سال کا بچہ عاقل کہلاتا ہے	126
۞	حضرت علی کتنے سال کی عمر میں اسلام لائے؟	126

marfat.com

۞	پرورش کرنے والی عورت اپنی ربیبہ کے غیر محرم سے نکاح کرے تو حقِ حضانت کا کیا حکم ہے؟	126
۞	بچی کی حضانت کب تک ہے؟ تفصیلی بحث	127
۞	فقاہتِ اعلیٰ حضرت	128
۞	غیر اللہ کی قسم کھانا	128
۞	یمینِ لغو کے بارے میں اختلاف ائمہ	128
۞	"و سلطان اللہ" کے الفاظ قسم ہیں یا نہیں؟	129
۞	وجوبِ حد کیلئے حرمتِ زنا کا علم ضروری ہے یا نہیں؟	130
۞	گواہانِ زنا سے قاضی کیا سوال کرے؟	130
۞	"کیف ھو" کے سوال پر اعلیٰ حضرت کا اختلاف	131
۞	جنتیوں کے دبر نہیں ہوں گے	131
۞	جنتی عورتوں کی شرمگاہیں بھی نہ ہوں گی، اعلیٰ حضرت کا قیاس	131
۞	عورت پر جہاد فرض نہیں	131
۞	عورت پر کن کن امور میں خاوند کی اطاعت واجب ہے	132
۞	دارِ حرب کے قیدیوں کی خریداری میں کیا ترتیب ہے؟	132
۞	کفار سے استعانت	133
۞	اعلیٰ حضرت ایک عظیم فقیہ	133
۞	انبیاء و قرآن کی توہین کفر ہے، اس میں نیت کا اعتبار نہیں	134
۞	انبیاء کرام معصوم ہیں	134
۞	عصمت انبیاء کا انکار کفر ہے	134
۞	نبی اکرم ﷺ باعثِ تخلیقِ آدم ہیں	135
۞	شخص معین کی بعثت سے انکار کفر ہے یا نہیں؟	135
۞	مسئلۂ شراکت	135

marfat.com

۞	فقہی مسائل پر اعلیٰ حضرت کی گہری نظر	136
۞	تعلیق وقف اور وقف مریض	136
۞	بانی کے ورثا نمازیوں کو مسجد کی توسیع سے روکنے کا حق نہیں رکھتے بشرطیکہ راستہ میں گنجائش ہو اور مسجد کی توسیع کی ضرورت ہو	136
۞	غیر آباد مسجد کا سامان دوسری مساجد میں صرف کرنا	137
۞	متولی کا کسی کو وصی یا متولی بنانا	137
۞	وقف میں ذمہ دار شخص دوسرے کیلئے فارغ ہوسکتا ہے یا نہیں؟	137
۞	وقف کی نگرانی کا مسئلہ	138
۞	سلطان کا بیت المال سے زمین کا وقف کرنا	138
۞	وقفِ سلطان کی خریداری	139
۞	حموی کی عبارت پر نحوی بحث	140
۞	مجبور آدمی کی خرید وفروخت	141
۞	ادائیگیٔ قرض میں دراہم ودنانیر کی یکسانیت کا مسئلہ	141
۞	غصب شدہ کھانے کا خریدنا	142
۞	غاصب مغصوب کا مالک ہے یا نہیں؟	142
۞	قرض خواہ کا مقروض کے دراہم پر قابو پانا	143
۞	بیع سلم کی تعریف وشرائط	143
۞	صحتِ استصناع کا مدار کیا ہے؟	144
۞	بیع وفا کی تعریف	144
۞	ایک مسئلہ پر اعلیٰ حضرت کا علمی اختلاف	145
۞	عطیہ اور رشوت	145
۞	معروف مشروط کی طرح ہے	145
۞	جس کا کام کرنا اخلاقی فرض ہے، اس پر کچھ لینا جائز نہیں	145

marfat.com

۞	مصانعت کی تعریف اور حکم	146
۞	ہدیہ کی صورتیں	146
۞	حیلۂ استئجار	147
۞	غیر انبیاء پر خلیفۃ اللہ کا اطلاق کیسا ہے؟	148
۞	عادل اور جائر کا مفہوم	148
۞	صحابۂ کرام کا ادب واحترام لازمی ہے	149
۞	اپنے مسلک کے خلاف اجتہاد کا مسئلہ	149
۞	فرع اصل کا عدل ثابت کرسکتا ہے یا نہیں؟	149
۞	دعویٰ زمین میں حد بندی کی شرط	150
۞	مالک کی اجازت کے بغیر مضارب کا عمل غصب شمار ہوگا	150
۞	اجارۂ فاسدہ میں مضارب کا نفع میں حصہ نہیں	151
۞	بعض الفاظ جن سے عاریت ثابت ہوتی ہے، سلطان کی طرف سے ہبہ کے معنی میں ہیں	151
۞	ہبہ میں شرطِ خیار کا مسئلہ	152
۞	کسی کو اپنے مال میں کھانے یا لین دین کا اختیار دینا	154
۞	مشترک چیز کا ہبہ	154
۞	مشترک مال سے قرض دینا	154
۞	موہوب لہٗ نہ مشترک چیز کا مالک ہے نہ تصرف کا اختیار رکھتا ہے	155
۞	اولاد کو عطیہ دینے میں تفاوت برتنا	155
۞	کیا تملیک ہبہ کا غیر ہے؟	156
۞	امام طحطاوی سے اختلاف	157
۞	اقسام تملیک	157
۞	تملیکِ فاسد	160

marfat.com

۞	خطوط سے متعلق مسئلہ	160
۞	اجارۂ فاسدہ میں اجرِ مثل کا وجوب	161
۞	اعلیٰ حضرت کی وسعتِ معلومات	162
۞	عقدِ موالات کی تعریف اور مسائل	162
۞	عقدِ موالات کیلئے ارث اور دیت کی شرط	162
۞	مجبور کا ہبہ	164
۞	مجبور کا اقرار	164
۞	صحتِ اسلام کیلئے شرط	165
۞	غلط کاموں میں مال صرف کرنا فسق ہے	165
۞	آتش بازی اور پتنگ بازی وغیرہ ممنوع ہیں	165
۞	غصب شدہ دراہم کا واپس کرنا	165
۞	بچے سے درہم لے کر خرچ کرنا اور پھر واپس کر دینا	166
۞	مال مغصوب یا مال ودیعت سے حاصل شدہ نفع کا صدقہ کرنا	166
۞	بعض صورتوں میں حکم نفع حکم اصل کے خلاف ہوتا ہے	167
۞	غصب شدہ رقم سے کچھ خرید کر کھانا	167
۞	مغصوبہ کپڑے سے خریدی گئی لونڈی سے جماع کرنا	168
۞	معین ونقد دراہم غصب کے ساتھ خریدی گئی چیز کا استعمال	169
۞	مغصوبہ کاغذ پر کچھ لکھنے سے مالک کی ملک منقطع ہو جاتی ہے	169
۞	مغصوبہ بکری کو بھوننا یا پکانا	169
۞	مغصوبہ چیز کے بدلنے پر اس سے انتفاع کا مسئلہ	170
۞	اعلیٰ حضرت کی فقہی بصیرت	170
۞	ضمانت غصب کی چند مثالیں	170
۞	غیر کی زمین میں مکان تعمیر کرنا یا درخت لگانا	171

marfat.com

۞	جہاد کے علاوہ کسی کے گھر میں بلا اجازت داخل ہونا ناجائز ہے	172
۞	مذکورہ بالا مسئلہ میں علامہ طحطاوی کی دو، علامہ شامی کی تین اور اعلیٰ حضرت کی پانچ توجیہات	172
۞	مغصوبہ مال کی اُجرت کے مسئلہ میں امام طحطاوی سے اختلاف	173
۞	اہل ہوا اور بدعتی کی تکفیر	174
۞	کلام فقہاء کے خلاف غیر فقہاء کا کلام معتبر نہیں	174
۞	مذبوحہ جانور کے پیٹ سے نکلنے والا ناتمام بچہ نہ کھایا جائے	175
۞	شرم گاہ، کپورے اور مثانہ مکروہ ہیں	175
۞	پتہ مکروہ ہے	175
۞	خون کا مسئلہ	175
۞	اعلیٰ حضرت کی وسعت مطالعہ	176
۞	شراب پی جانے والے جانور کو اسی وقت ذبح کیا جائے تو اس کے گوشت کا حکم	176
۞	کیا عورت محبتِ شوہر کے حصول کیلئے تعویذ کرا سکتی ہے؟	176
۞	تعویذ کا جواز	177
۞	نماز کے بعد مصافحہ مستحب ہے	177
۞	بازار میں بکنے والی چیز کے مغصوبہ ہونے کا گمان ہو تو نہ خریدی جائے	178
۞	مغصوبہ چیز کے مسائل	178
۞	شراب کے ارادے سے انگور نچوڑنا منع ہے	179
۞	گانے بجانے والوں کو کچھ دینا حرام ہے	180
۞	پرندوں کو خرید کر آزاد کرنا	180
۞	قرض خواہ قرض دار کا مال بلا اجازت رہن رکھ سکتا ہے	181
۞	راہن کا مرہون کو فروخت کرنا	181

marfat.com

۞	مرہون کے زوائد سے مرتہن کا نفع حاصل کرنا	182
۞	آنکھوں کی دیت	183
۞	بیٹے کا حصہ کسی دوسرے کیلئے وصیت کرنا	183
۞	وصی کی تقرری اور اختیار کا مسئلہ	183
۞	وصی میت کا نائب ہے	184
۞	محافظِ اوقاف فقراء کا وکیل ہے	184
۞	وصی یتیم کے مال سے کسی کو قرض نہیں دے سکتا	184
۞	وصی کا کسی کو وصی مقرر کرنا	185
۞	قاضی اپنے مقرر کردہ متولی کو معزول نہیں کرسکتا	185
۞	واقف اپنے مقرر کردہ متولی کو معزول نہیں کرسکتا	185
۞	ادائیگی قرض سے پہلے ترکہ میں ورثا کا تصرف کیسا ہے؟	186
۞	عصبات نہ ہونے کی صورت میں بقیہ ترکہ اصحاب فروض کی طرف لوٹے گا البتہ بیوی یا خاوند کو نہیں ملے گا	186
۞	ثبوت بالروایت ثبوت بالدرایت سے اولیٰ ہے	186

--------۞--------

marfat.com

امام احمد رضا خان بریلوی رحمۃ اللہ علیہ

علم وفضل کے نیّرِ تاباں اور آفتاب درخشاں امام احمد رضا بریلوی قُدِّسَ سِرُّہٗ کا شمار اُن نابغۂ روزگار شخصیات میں ہوتا ہے جن پر خود زندگی ناز کرتی ہے۔ آپ ۱۰ شوال المکرّم ۱۲۷۲ھ/ ۱۴ جون ۱۸۵۶ء میں بریلی شریف (بھارت) کے ایک علمی و روحانی خانوادے میں پیدا ہوئے۔ والدِ ماجد مولانا نقی علی خان رحمۃ اللہ علیہ (متوفّٰی ۱۲۹۷ھ/ ۱۸۸۷ء) اپنے وقت کے جید عالمِ دین تھے۔

امام احمد رضا بریلوی رحمۃ اللہ علیہ نے چار سال کی عمر میں قرآنِ مجید ناظرہ ختم کیا اور تیرہ برس کی عمر میں صرف، نحو، ادب، حدیث، تفسیر، کلام، فقہ، اُصول، معانی و بیان، تاریخ، جغرافیہ، ریاضی، منطق، فلسفہ اور ہیئت وغیرہ تمام علومِ دینیہ وعقلیہ ونقلیہ کی تکمیل کر کے ۱۴ شعبان ۱۲۸۶ھ کو سندِ فراغت حاصل کی اور اِسی روز مسئلۂ رضاعت پر پہلا فتویٰ تحریر فرمایا۔

آپ کو مذکورۂ بالا علوم کے علاوہ تاریخ، لُغت، ارثماطیقی، جبر و مقابلہ، حساب، ہیئتی، لوگارثمات، توقیت، اکر، زیجات، مثلثِ کُروی، مثلثِ سطح، ہیئتِ جدیدہ، جفر، علم الفرائض، عروض وقوافی، نجوم، نظم ونثرِ فارسی، نظم ونثرِ ہندی، خطِ نسخ، خطِ نستعلیق وغیرہ فنون میں کمال حاصل تھا۔ درس و تدریس، فتاویٰ نویسی، تصنیف و تالیف، احیائے اسلام، رد بدعات و منکرات اور تجدیدِ عشقِ رسالتِ مآب جیسی اہم مصروفیات سے بھرپور زندگی کے تقریباً اڑسٹھ سال گزارنے کے بعد آپ نے ۲۵ صفر المظفر ۱۳۴۰ھ/ ۱۹۲۱ء کو اس دارِ فانی سے کُوچ کر کے ابدی زندگی حاصل کی۔

marfat.com

علاّمہ سیّد احمد طحطاوی رحمۃ اللہ علیہ

فقہ حنفی کے مفتی شہیر علاّمہ سیّد احمد بن محمد بن اسماعیل دو قاطی طحطاوی سیّد محمد نوقادی رومی کی اولاد سے تھے۔ آپ کے والد ماجد اسیوط (مصر) کے قریب مقامِ ''طحطا'' میں سکونت پذیر تھے اور وہیں علاّمہ طحطاوی رحمۃ اللہ علیہ کی ولادت ہوئی۔

تحصیل علم سے فراغت کے بعد آپ قاہرہ تشریف لے گئے اور مفتی حنفیہ مقرر ہُوئے۔ علم فقہ کے حصول کیلئے آپ نے شیخِ وقت شیخ محمد حریری قُدِّسَ سِرُّہٗ کے سامنے زانوئے تلمذ تہ کیا۔

علاّمہ طحطاوی علم وفضل میں یکتائے روزگار شخصیت کے مالک تھے۔ چار ضخیم جلدوں پر مشتمل درمختار پر حاشیہ، نورالایضاح کی شرح مراقی الفلاح پر حاشیہ اور موزوں پر مسح کے بارے میں رسالہ آپ کے رشحاتِ قلم سے ہیں۔ تحقیق وتدقیق سے مزیّن یہ تصانیف شہرتِ تامہ رکھتی ہیں اور آپ کی فقہی بصیرت کا منہ بولتا ثبوت ہیں۔ مشہور حنفی فقیہ علاّمہ ابن عابدین شامی قُدِّسَ سِرُّہٗ نے ردالمحتار کی تصنیف میں آپ رحمۃ اللہ علیہ کے حواشی سے استفادہ کیا۔

۱۵ رجب المرجب ۱۲۳۱ھ کو آپ کا وصال ہوا۔[1]

۱- عمر رضا کحالہ معجم المؤلفین ۲/۸۱
اسمٰعیل پاشا بغدادی ہدیۃ العارفین ۱/۱۸۴
فقیر محمد جہلمی حدائق الحنفیہ صفحہ ۴۶۸

marfat.com

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ ط

1- طحطاوی رحمۃ اللہ علیہ

امام سید احمد طحطاوی رحمۃ اللہ علیہ ''بسم اللہ الرحمٰن الرحیم'' کی تشریح میں لفظ ''اسم'' کی اصل میں اختلاف کی طرف اشارہ کرتے ہوئے لکھتے ہیں کہ یا تو یہ سِمْوٌ سے مشتق ہے یا وِسْمٌ سے۔ اول الذکر بصریوں کا مذہب ہے اور دوسرے قول کے قائل کوفی ہیں۔

اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ علیہ

کوفیوں کے نزدیک اسم کا وِسْمٌ سے مشتق ہونا باب القلب سے ہے جیسے اَدْرٌ اصل میں اَدْوٌ تھا، واؤ کو مقدم کر کے ہمزہ سے بدل دیا گیا اور اَنِیْقٌ دراصل اَیْنِقٌ تھا۔

2- طحطاوی رحمۃ اللہ علیہ

''بسم اللہ'' میں ''ب'' کے ظرف کا ذکر کرتے ہوئے امام طحطاوی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ جمہور شارحین اور عام مفسرین کے نزدیک حرفِ جار کا متعلَّق اِقْرَأُ ہے جو بسم اللہ کے بعد مقدر ہے اور یہاں پانچ امور ہیں: متعلَّق فعل ہو، فعل مضارع ہو، خاص فعل ہو، محذوف ہو اور مؤخر ہو۔ فعل خاص کے متعلق ہونے پر بطور دلیل علامہ طحطاوی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ شروع کئے جانے والے کام کی مناسبت سے فعل کا مقدر ہونا اولیٰ ہے۔

اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ علیہ

جب شروع کئے جانے والے کام پر کوئی قرینہ موجود ہو تو پھر فعل خاص کی تقدیر میں کوئی حرج نہیں۔[1]

3- طحطاوی رحمۃ اللہ علیہ

اللہ تعالیٰ کی صفت رحمٰن اور رحیم کی بحث میں علامہ طحطاوی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ رحمٰن کا

1- مثلاً کھانا سامنے ہو تو اُکُلُ مقدر ہوگا۔ قلم، دوات اور کاغذ کا ہونا کتابت پر قرینہ ہے لہٰذا اُکْتُبُ فعل مقدر کیا جاسکتا ہے و علیٰ ھٰذا القیاس۔ ۱۲ ہزاروی

marfat.com

لفظ اللہ تعالیٰ کی ذات کے ساتھ خاص ہے۔غیرِ خدا پر اس کا اطلاق نہیں ہوتا البتہ معنوی اعتبار سے یہ عام ہے کہ مومن اور غیر مومن سب سے متعلق ہوسکتا ہے لیکن ''رحیم'' لفظاً عام ہے کہ اللہ تعالیٰ کے علاوہ مخلوق پر بھی اس کا اطلاق ہوسکتا ہے[1] لیکن معنوی اعتبار سے صرف مومنین کے ساتھ اور وہ بھی آخرت میں، خاص ہے۔

اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ علیہ

صفتِ ''رحیم'' کا مومن کے ساتھ آخرت میں خاص ہونا اس وقت ہے جب کہ اس کا اطلاق اللہ تعالیٰ پر کیا جائے یعنی اللہ تعالیٰ کی صفت ہو۔

4-طحطاوی رحمۃ اللہ علیہ

دونوں صفتوں میں سے کونسی ابلغ ہے؟ اس اختلاف کی طرف اشارہ کرتے ہوئے امام طحطاوی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ بعض کے نزدیک ''رحمٰن'' ابلغ ہے اور یہی قول زمخشری کا مختار ہے اور بعض کے نزدیک ''رحیم'' ابلغ ہے۔

قولِ ثانی کی ترجیح پر بطورِ دلیل امامِ طحطاوی رحمۃ اللہ علیہ نے حدیث بیان کی: رحیم الدنیا و رحمٰن الأخرۃ۔

اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ علیہ

حدیثِ پاک کے الفاظ میں رحمٰن اور رحیم دونوں کو دنیا و آخرت سے متعلق بیان کیا گیا چنانچہ فرمایا گیا:

رحمٰن الدنیا و الأخرۃ و رحیمھما۔

لہٰذا صفتِ رحیم کو دنیا اور آخرت سے متعلق بیان کرنا الفاظِ حدیث میں تبدیلی ہے اور یہ تفنن کی قسم سے ہے ورنہ حدیثِ پاک کے الفاظ دونوں مذاہب کا رد کرتے ہیں، ان کا بھی جو رحمٰن کو خاص مانتے ہیں اور ان کا بھی جو رحیم کو خاص مانتے ہیں لہٰذا بہتر وہی ہے جسے بعد میں علامہ طحطاوی رحمۃ اللہ علیہ نے خود بیان کیا:

1- جیسے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کیلئے بِالْمُؤْمِنِيْنَ رَءُوْفٌ رَّحِيْمٌ فرمایا گیا۔۱۲ ہزاروی

marfat.com

وقیل الاظهران جهة المبالغة فیها مختلفة فمبالغة فعلان من حیث الاستیلاء و الغلبة و مبالغة فعیل من حیث التکرار۔

5-طحطاوی رحمۃ اللہ علیہ

بسم اللہ پڑھنے کے احکامات و مقامات کا ذکر کرتے ہوئے امام طحطاوی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ بعض جگہ بسم اللہ پڑھنا مکروہ ہے اور انہی مقامات میں سے ایک سورۂ براءت سے ابتداءِ قراءت ہے لیکن بعض مشائخ نے یہ قید لگائی ہے کہ جب سورۂ براءت کو سورۂ انفال سے ملا کر پڑھے تو مکروہ ہے ورنہ سورۂ براءت سے ابتداء ہو تو سنت ہے۔ اس کے بعد ان مقامات کا ذکر کیا ہے جہاں بسم اللہ پڑھنا مباح ہے۔

اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ علیہ

میں کہتا ہوں کہ یہی بات اس حدیثِ پاک سے ثابت ہے جس میں حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے سورۂ براءۃ کے شروع میں بسم اللہ نہ لکھنے کی وجہ بیان فرمائی۔[1]

6-طحطاوی رحمۃ اللہ علیہ

بسم اللہ پڑھنا حرام ہے جس طرح حرام کام کے آغاز کے وقت، بلکہ بعض اوقات قائل کافر ہو جاتا ہے۔

1- حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے حضرتِ عثمان ذی النورین رضی اللہ عنہ سے پوچھا کہ سورۂ انفال اور سورۂ براۃ کے درمیان ''بسم اللہ الرحمٰن الرحیم'' نہ لکھنے کی وجہ کیا ہے؟

آپ نے فرمایا:

جب کوئی آیت نازل ہوتی تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کاتبینِ وحی کو بلا کر حکم فرماتے کہ اس آیت کو فلاں سورت میں درج کر دو۔ سورۂ انفال مدینہ طیبہ میں نازل ہونے والی ابتدائی سورتوں میں سے ہے جبکہ سورۂ براءۃ آخرِ قرآن سے ہے، ان دونوں کے بیان کی مشابہت کی وجہ سے میں نے ان کو ایک شمار کیا، بعد ازاں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم وصال فرما گئے اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان دونوں سورتوں کے ایک ہونے کے بارے میں کچھ نہیں فرمایا پس میں نے ان دونوں کو بسم اللہ لکھے بغیر ملا دیا۔ (ملخصاً) (جامع ترمذی: ابواب التفسیر 2/139) -۱۲ ہزاروی

marfat.com

خلاصہ میں ہے:

ان قال بسم اللّٰہ عند شرب الخمر او عند اکل الحرام او عند الزنا یکفر۔

''اگر شراب پیتے، حرام کھاتے یا زنا کا ارتکاب کرتے وقت بسم اللہ پڑھی تو کافر ہو جائے گا''۔

کیونکہ یہ قطعی حرام کو حلال سمجھنا ہے اور بسم اللہ وہاں لائی جاتی ہے جہاں اللہ تعالیٰ کی رضا اور اذن ہو کیونکہ اس کے نام سے برکت یا امداد کا حصول اس کی رضا کے بغیر متصوّر نہیں چنانچہ اگر کوئی شخص ایک بکری چوری کر کے اس پر بسم اللہ پڑھ کر دم کرے، پھر وہ مالک کو مل جائے تو کیا وہ اسے کھائے؟ اصح بات یہ ہے کہ وہ نہ کھائے کیونکہ اس چور نے حرام قطعی پر بسم اللہ پڑھ کر کفر کا ارتکاب کیا ہے، اس لئے کہ نہ تو وہ اس بکری کا مالک ہے اور نہ ہی اسے مالک کی اجازت حاصل ہے۔

اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ علیہ

اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ علیہ نے علامہ طحطاوی رحمۃ اللہ علیہ کے ساتھ مسئلۂ مذکورہ میں اختلاف کرتے ہوئے اسے خلافِ معتمد علیہ قرار دیا ہے اور فتاویٰ شامی کے حوالہ سے بتایا کہ یہ صحیح نہیں اور یہ بھی بتایا کہ فتاویٰ رضویہ میں خود آپ رحمۃ اللہ علیہ نے اس مسئلہ کو ذبائح کی بحث میں بیان فرمایا ہے۔

فتاویٰ شامی میں ہے:

وفیہ نظر لان المعتمد خلافہ بد لیل قولھم بصحّۃ التضحیۃ بشاۃ الغصب و اختلافھم بشاۃ الودیعۃ و لھٰذا قال السائحانی اقول ھٰذا ینافی ماتقدم فی الغصب و فی الاضحیۃ فلا یعول علیہ۔[2]

خود علامہ طحطاوی رحمۃ اللہ علیہ نے کتاب الاضحیہ میں کمایصح لوضحّٰی بشاۃ الغصب کی تشریح میں لکھا ہے:

یستفادمنہ حل الذبیحۃ بالضمان و عدم الکفر بالتسمیۃ علی

2- ردالمحتار المعروف بہ فتاویٰ شامی 307/5

marfat.com

الحرام القطعی بل لا یکفر الا بالاستحلال۔[1]

پھر حاشیہ طحطاوی علیٰ مراقی الفلاح میں ہے:

وینبغی ان تو کل ھٰذہ الشاۃ۔[2]

7- طحطاوی رحمۃ اللہ علیہ

درِ مختار کے مصنف حضرتِ علامہ علاء الدین حصکفی رحمۃ اللہ علیہ نے کتاب کے خطبہ میں اللہ تعالیٰ کو مخاطب کرتے ہوئے لکھا:

یا من شرحت۔

''اے وہ ذات جس نے ہمارے سینوں کو کھول دیا''۔

اس پر علامہ طحطاوی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ ''یا من'' کا مطلب ہے ''اے وہ ذات جسے پکارا گیا'' اور یہ اندازِ تخاطب تعظیمِ خداوندی کے پیشِ نظر ہے۔

اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ علیہ

بعض لوگوں نے اللہ تعالیٰ کو اس طرح مخاطب کرنا مکروہ خیال کیا ہے لیکن حق یہ ہے کہ یہ صحیح ہے کیونکہ بہت سی احادیث میں اس طرح مذکور ہے۔ایک حدیث میں ہے:

یا من ستر القبیح واظھر الجمیل۔

''اے وہ ذات جس نے برائی کو چھپایا اور اچھائی کو ظاہر کیا''۔

دوسری حدیث میں فرمایا:

یا من وعد فوفا و اوعد فعفا۔

''اے وہ ذات جس نے وعدہ کیا پس پورا کیا اور ڈرایا پھر معاف کیا''۔

8- طحطاوی رحمۃ اللہ علیہ

علامہ علاء الدین حصکفی رحمۃ اللہ علیہ نے درِ مختار کے خطبہ میں فرمایا کہ اس کتاب کو دیکھنے

1- حاشیۃ الطحطاوی علی الدر المختار 167/4

2- حاشیۃ الطحطاوی علیٰ مراقی الفلاح 3/1

marfat.com

والے سے مجھے امید ہے کہ وہ اسے رضامندی اور غور وفکر کی نگاہ سے دیکھے اور اگر کہیں نقص پائے تو اصلاح کے ساتھ اس کی تلافی کرے۔ چنانچہ الفاظ یہ ہیں:

ومامولی من الناظر فیه ان ینظر بعین الرضا و الاستبصار و ان یتلافی تلافه بقدر الامکان او یصفح الخ[1]

لفظِ تلافہ پر بحث کرتے ہوئے امام طحطاوی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ یہ تلفہ ہے۔ ہوسکتا ہے کہ الف[2] اشباعی ہو اور یہ بعض لوگوں کی لغت ہے جس طرح قفیہ میں کہا گیا ہے اگرچہ زیلعی نے اس کو (قواعد کی رُو سے) بعید قرار دیا ہے اور شعر کے ساتھ مخصوص گردانا ہے۔

اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ علیہ

بطور استشہاد امام احمد رضا بریلوی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ الف اشباعی کے ساتھ "تلفہ" کو پڑھنا اسی طرح ہے جس طرح بعض لوگوں کی لغت میں حروف مدہ کی جگہ صرف حرکات کی ادائیگی پر اکتفاء کیا جاتا ہے اور یہ بھی قفیہ میں مذکور ہے۔ پس پہلا گروہ اعوذ کو اعوذ (حرفِ مدہ کے ساتھ) پڑھتے ہیں اور دوسرے حرفِ مدہ کے بغیر صرف حرکت کے ساتھ اَعُذُ پڑھتے ہیں۔

9- طحطاوی رحمۃ اللہ علیہ

امام طحطاوی رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی کتاب میں ''تاریخ بغداد'' کے حوالے سے امامِ اعظم ابو حنیفہ رضی اللہ عنہ کے طلبِ فقہ کے بارے میں ایک حکایت نقل کی ہے جو بقولِ خطیب بغدادی امام یوسف رحمۃ اللہ علیہ نے روایت کی جس میں امام صاحب قُدِّسَ سِرُّہٗ نے اپنے بچپن کا واقعہ ذکر فرمایا جس کا خلاصہ یہ ہے کہ امام صاحب رحمۃ اللہ علیہ طلبِ علم کے سلسلہ میں استخارہ کرتے ہیں تو کہا جاتا ہے: قرآن سیکھو! (آپ فرماتے ہیں:) میں پوچھتا ہوں اس کا انجام کیا ہوگا تو جواب ملتا ہے کہ جب تم قرآن حفظ کر کے ایک جگہ بیٹھ جاؤ گے، بچے پڑھنے آئیں گے پھر ان میں سے کوئی تم سے زیادہ لائق ہو جائے گا یا برابر ہوگا تو آپ کی سرداری ختم ہو جائے

1- دُرِّ مختار شرح تنویر الابصار صفحہ 7

2- الف اشباعی کھڑی زبر (الفِ مقصورہ) کو کہتے ہیں۔ ۱۲ ہزاروی

marfat.com

گی، اسی طرح علمِ حدیث کے بارے میں کہا جاتا ہے کہ جب آپ حدیث پڑھیں گے پھر طلباء آپ کے پاس آئیں گے تو کچھ ہی عرصہ بعد آپ غلط بیانی سے محفوظ نہ رہ سکیں گے تو جھوٹ سے متہم ہوں گے تو میں نے کہا اس کی بھی حاجت نہیں، پھر میں نے کہا اگر میں نحو پڑھوں، انجام کار کیا ہوگا؟ جواب دیا گیا: تُو مدرس بن جائے گا اور پھر تیری آمدنی دو تین دینار سے زیادہ نہیں ہوگی، میں نے کہا اس کا نتیجہ بھی اچھا نہیں۔ پھر میں نے کہا اگر میں شعر کہوں اور مجھ سے بڑھ کر کوئی شاعر نہ ہو؟ جواباً کہا گیا کہ یا تو تُو کسی کی مدح کرے گا یا ہجو۔ دونوں صورتوں میں کسی نہ کسی لحاظ سے نقصان کا سامنا کرنا پڑے گا۔ اسی طرح علم کلام کے بارے میں سوال کیا گیا تو جواب ملا کہ اس کا انجام بھی اچھا نہیں کیونکہ تجھے (معاذ اللہ) زندیق کہا جانے لگے گا۔ آخری سوال فقہ کے بارے میں کیا تو جواب ملا کہ جب تو فقیہ بن جائے تو لوگ تجھ سے مسائل پوچھیں گے، تُو فتوی دے گا اور تجھے عہدۂ قضا کیلئے دعوت دی جائے گی تو میں نے کہا کہ اس سے بڑھ کر کوئی علم نفع بخش نہیں پس میں نے علم فقہ حاصل کیا۔

اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ علیہ

امام احمد رضا بریلوی رحمۃ اللہ علیہ اس من گھڑت واقعہ پر تعجب کا اظہار کرتے ہوئے اولاً سب کیلئے مع امام طحطاوی کے بخشش مانگتے ہیں اور پھر فرماتے ہیں کہ امام طحطاوی رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی کتاب میں امامِ اعظم قُدِّسَ سِرُّہٗ کے مناقب اور خرابیوں کو جمع کیا، تعریف کرنے والوں اور طعن کرنے والوں کے کلام کو شاملِ کتاب کیا، پھر خطیبِ بغدادی کا ذکر کرتے ہوئے فرماتے ہیں کہ اس نے اپنی تاریخ میں برائیاں کرنے والوں کے جاہلانہ خیالات کو جمع کیا اور اس کا جواب انہیں "السهم المصيب فی کبد الخطيب"[1] نامی کتاب کے ذریعے دے دیا گیا اور یہ حکایت بھی اس سلسلہ کی ایک کڑی ہے اور تعجب کی بات ہے کہ کس طرح اس حکایت کو گھڑنے والے جھوٹے شخص نے اسے اس انداز سے بیان کیا کہ وہ بصورتِ ذم نہ ہو اور اسی سے امام جلال الدین سیوطی رحمۃ اللہ علیہ کو بھی مغالطہ پیدا ہوا اور انہوں نے اسے

1- السهم المصيب فی کبد الخطيب یا فی ردّ الخطيب از عیسٰی بن ابی بکر ایوبی حنفی متوفّٰی ۶۲۴ھ۔ (کشف الظنون عن اسامی الکتب والفنون ۲/۱۰۱۰)۔ ۱۲ ہزاروی

marfat.com

''مناقب'' میں ذکر کیا اور پھر اس سید (امام طحطاوی رحمۃ اللہ علیہ) نے (اللہ اس کی بخشش کرے) اس کی اتباع کی۔

اس واقعہ کے خود ساختہ ہونے کی طرف امام احمد رضا بریلوی رحمۃ اللہ علیہ اشارہ فرماتے ہیں کہ ہر عقلمند اس واقعہ کی کمزوری کی گواہی دے گا اور یہ عوام الناس میں سے کسی کا قول ہوسکتا ہے، علماء اسلام میں سے کسی کا قول نہیں کیونکہ وہ خیر القرون کا دور تھا اور لوگ اس قدر بوگس نہیں تھے کہ قرآن وحدیث کو ترک کر دیں اور ان کی طلب سے لوگوں کو منع کریں اور پھر اس کے بطلان پر سب سے بڑی دلیل یہ ہے کہ ان دنوں فقہ کسی شخص کے فروعات کے طور پر معروف نہ تھی بلکہ وہ اجتہاد کا دوسرا نام تھا اور (حقیقت یہ ہے کہ) قرآن وحدیث کے احکام اور اجماع کا احاطہ کئے بغیر اجتہاد ناممکن ہے اور ان کا ادراک عربی میں مہارتِ تامہ کے بعد ہی ہوسکتا ہے پس اللہ تعالیٰ اس مفتری کا بھلا نہ کرے، اس نے اِس من گھڑت واقعہ کے ذریعے (لوگوں کو) یہ تاثر دینے کی کوشش کی ہے کہ امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ نہ تو قرآن کا علم رکھتے تھے اور نہ حدیث کا بلکہ آپ صرف عربی دان تھے، اس لئے آپ نے شریعت کو اپنی مرضی کے تابع کر کے جو چاہا حلال کر دیا اور جو چاہا حرام کر دیا اور یہ بات کوئی بے حیا و بے دین ہی کہہ سکتا ہے ولاحول ولا قوۃ الا باللہ العلیّ العظیم۔

10- طحطاوی رحمۃ اللہ علیہ

اگر کوئی شخص غلط نیت سے بھی علم حاصل کرے تو علم کی برکت سے نیت صحیح ہو جاتی ہے۔

اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ علیہ

امامِ طحطاوی رحمۃ اللہ علیہ سے اختلاف کرتے ہوئے اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ علیہ امام غزالی رحمۃ اللہ علیہ کے حوالہ سے فرماتے ہیں کہ علمِ حقیقی وہی ہے جو ماسوی اللہ سے تعلق قطع کر کے اللہ تعالیٰ سے رشتہ جوڑ دے اور وہ خلوصِ نیت ہی سے حاصل ہوسکتا ہے، غیر مخلص کا علم علمِ حقیقی نہیں۔

11- طحطاوی رحمۃ اللہ علیہ

بعض لوگوں کی اس بات کا رد کرتے ہوئے کہ علمِ جفر کے بانی امیر المؤمنین حضرت

marfat.com

علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ ہیں، امام طحطاوی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ یہ جھوٹ ہے اور اس کی کوئی اصل نہیں اور علمِ نجوم اس وقت حرام ہے جب اس کو حاصل کرنے والا اللہ تعالیٰ کی قضا پر ایمان نہ رکھتا ہو یا اپنی طرف سے علمِ غیب (کے حصول) کا دعوی کرے، ایسی صورت میں وہ شخص کافر ہو جائے گا۔[1]

اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ علیہ

علمِ جفر کی ابتدا کی نسبت حضرتِ امیر المؤمنین رضی اللہ عنہ کی طرف کرنا جھوٹ ہے البتہ اس علم کے بانی حضرتِ امام جعفر صادق رضی اللہ عنہ ہیں جیسا کہ علامہ زرقانی نے شرح مواہب اللدنیہ میں ذکر فرمایا ہے۔[2] جو شخص علمِ جفر سے واقفیت رکھتا ہے اسے معلوم ہے کہ اس میں عدمِ جواز کی وجہ اس کے سوا کچھ نہیں کہ کوئی شخص خیر و شر کو (حقیقۃً) غیر اللہ کی طرف سے جانتا ہو یا ذاتی طور پر علمِ غیب کا دعویدار ہو اور اس سے نفسِ علم (کے حصول) میں ضرر ثابت نہیں ہوتا۔

12- طحطاوی رحمۃ اللہ علیہ

صاحب درِ مختار فرماتے ہیں:

ثم نقل فی مسئلة الرباعیات و محطها ان الفقه هو ثمرة الحدیث ولیس ثواب الفقیه اقل من ثواب المحدّث۔

علامہ طحطاوی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں "نقل" علامہ شیخ زین الدین بن ابراہیم المعروف ابن نجیم مصری حنفی (متوفی ۹۷۰ھ) ہیں اور انہوں نے الاشباہ والنظائر میں عبارتِ مذکورہ بالا تحریر فرمائی۔

اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ علیہ

اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ علیہ نے "الاشباہ و النظائر" سے مسئلہ رباعیات اجمالاً نقل فرمایا

1- علامہ شامی رحمۃ اللہ علیہ نے بھی علمِ نجوم کی حرمت کے بارے میں یہی نقل فرمایا ہے۔
(ردالمحتار المعروف بہ فتاوی شامی ۱/ 30)-۱۲ ہزاروی

2- علاوہ ازیں اردو دائرۂ معارفِ اسلامیہ جلد ۷ صفحہ ۲۷، مطبوعہ پنجاب یونیورسٹی، لاہور میں بھی آپ رضی اللہ عنہ کی طرف نسبت کا ذکر ہے۔۱۲ ہزاروی

marfat.com

جس کا مفہوم تفصیلاً درج ذیل ہے:

''کامل محدث بننے کیلئے نبی اکرم ﷺ کی احادیث مبارکہ اور احکام صحابہ کرام کی روایات اور ان کی عمریں، تابعین اور دیگر علماء کے احوال اور تواریخ کا علم، نیز ان چار کے ساتھ دیگر چار باتوں یعنی ان کے نام، کیفیت، مقام اور زمانہ کا علم اس طرح ضروری ہے جس طرح خطبات کیلئے ''الحمد للہ''، اظہار عجز کیلئے دعا، سورت کیلئے بسم اللہ اور نماز کیلئے تکبیر لازمی ہے۔ علاوہ ازیں احادیث کی اقسام مثلاً مسند، مُرسَل، مَوقوف اور مقطوع کا علم بھی ضروری ہے۔ عمر کے تمام مراحل بچپن، بلوغ، جوانی اور بڑھاپے میں نیز مصروفیت، فراغت، محتاجی اور کشادگی کی حالت میں پہاڑوں، دریاؤں، صحراؤں اور بستیوں سے پتھروں، ٹھیکریوں، چمڑوں اور ہڈیوں پر لکھ کر[1] اپنے سے بڑے، چھوٹے، ہم عمر اور اپنے باپ کی کتاب سے جب یقین ہو کہ اسی کا خط ہے، علم حدیث حاصل کیا جائے۔ رضائے الٰہی کا حصول عمل بشرطیکہ قرآن پاک کے مطابق ہو، طلباء کو سکھانا اور مٹ جانے کے وقت دوبارہ زندہ کرنا، مقصد ہو۔

ان تمام امور کی تکمیل کیلئے آٹھ باتیں لازمی ہیں چار یعنی کتابت، لغت، صرف، نحو کا جاننا خود بندے کے ذاتی عمل سے متعلق ہے، جبکہ دوسری چار یعنی ہمت، قدرت، حرص اور حفظ محض فضل الٰہی پر موقوف ہیں۔ جب یہ تمام باتیں پُوری ہو جائیں تو چار چیزیں اہل، اولاد، مال اور وطن بے وقعت ہو جاتے ہیں اور چار باتوں یعنی دشمن کے تمسخر، دوستوں کی ملامت، جہلاء کے طعن اور علما کے حسد کے ساتھ آزمائش ہوتی ہے۔ اس آزمائش کو صبر کے ساتھ برداشت کرنے پر چار چیزیں دنیا میں اور چار آخرت میں عطا کی جاتی ہیں۔ دنیا میں قناعت، ہیبت نفس، لذت علم اور ابدی زندگی اور آخرت میں مرتبۂ شفاعت، عرش کا سایہ جب کہ اس کے علاوہ سایہ نہ ہوگا، حوض کوثر سے سیرابی اور اعلیٰ

1- یہ اس وقت ہے جب کاغذ نہ ملتے ہوں۔ ۱۲ ہزاروی

marfat.com

علّتین میں قربت انبیاء سے بہرہ ور کیا جاتا ہے''۔[1]

13- طحطاوی رحمۃ اللہ علیہ

خطیب بغدادی نے اپنی تاریخ (تاریخ بغداد) میں امام اعظم ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کے پوتے اسمٰعیل بن حماد سے روایت کی ہے کہ امام صاحب قُدِّسَ سِرُّہٗ کو ان کے والد ثابت امیر المؤمنین حضرت علی مرتضٰی رضی اللہ عنہ کی خدمت میں لے کر حاضر ہوئے تو امیر المؤمنین نے ان کیلئے اور ان کی اولاد کیلئے برکت کی دعا فرمائی۔

امام طحطاوی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں یہ کیسے ہوسکتا ہے کیونکہ حضرت علی المرتضٰی رضی اللہ عنہ آپ رحمۃ اللہ علیہ کی پیدائش سے قبل اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے وصال کے ۲۹ سال چھ ماہ بعد انتقال فرما چکے تھے جبکہ امامِ اعظم رحمۃ اللہ علیہ 80ھ میں پیدا ہوئے۔[2] یہ اشکال اسمٰعیل بن حماد کے ان الفاظ ''ذھب ثابت بجدی'' میں ''ب'' کی زیادتی سے پیدا ہوا۔

اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ علیہ

بعض راویوں یا بعض ناقلین کی طرف سے ''بجدی'' میں ''ب'' کی زیادتی ہوئی اور صحیح روایت یہ ہے کہ ''ذھب ثابت جدی'' یعنی میرے جدِ اعلیٰ ثابت امیر المؤمنین رضی اللہ عنہ کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ اس صورت میں کوئی اشکال وارد نہیں ہوتا۔

14- طحطاوی رحمۃ اللہ علیہ

''ذخائر المہات'' کے مصنف نے اپنی کتاب کے خاتمہ میں کہا کہ ''الاشاعہ'' کے مصنف نے بعض جہلاء حنفیوں کا یہ دعویٰ کہ ''حضرت عیسیٰ علیہ السلام اور امامِ مہدی رضی اللہ عنہ امام ابو حنیفہ رضی اللہ عنہ کی تقلید کریں گے'' نقل کر کے اس کا شدید رد کیا ہے۔

1- الاشباہ والنظائر مع شرحہ الحموی صفحہ 397، 398

2- ایسا معلوم ہوتا ہے کہ امام طحطاوی رحمۃ اللہ علیہ سے سبقتِ قلم کے تحت قبل الثلاثین تحریر ہوا اور مناسب قبل الثمانین ہے کیونکہ 80ھ میں امام ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کی پیدائش ہوئی اور اس سے قبل یعنی 40ھ میں حضرتِ علی مرتضٰی رضی اللہ عنہ کا وصال ہوا نہ کہ 30ھ سے قبل۔ ۱۲ ہزاروی

marfat.com

اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ علیہ

صاحب الاشاعہ سے مراد سید محمد بن سیّد عبد الرسول برزنجی مدنی شافعی متوفی ۱۱۰۳ھ رحمۃ اللہ علیہ ہیں۔

15- طحطاوی رحمۃ اللہ علیہ

ہندوستان کے ایک شیخِ طریقت نے بھی اپنی ایک مشہور تصنیف میں اسی قسم کے خیالات کا اظہار کیا اور جہلاء کا رد کیا جو امام مہدی رضی اللہ عنہ اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے بارے میں تقلیدِ امام کا نظریہ رکھتے ہیں۔

اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ علیہ

یعنی وہ ہندوستانی مصنف جن کی تصنیف مشہور ہے، امامِ ربانی مجدد الف ثانی شیخ احمد سرہندی رحمۃ اللہ علیہ اور ان کی تصنیف (مکتوبات) فارسی زبان میں ہے۔ حضرتِ مجدد الفِ ثانی رحمۃ اللہ علیہ نے بھی اسی طرح ان جہلاء کا رد کیا جس طرح ''الاشاعہ'' میں کیا گیا ہے اور اس بات کا ذکر آپ نے مکتوبات کی پہلی جلد کے مکتوب نمبر ۲۸۲ میں کیا ہے۔

پھر جلد ثانی میں مندرج مکتوب نمبر ۵۵ میں اس قول کی تاویل کہ ''حضرت عیسیٰ علی نبینا و علیہ الصلوٰۃ و السلام نزول کے بعد امام ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ کے مذہب پر عمل کریں گے'' یوں فرمائی کہ حضرتِ روح اللہ کا اجتہاد امامِ اعظم رحمۃ اللہ علیہ کے اجتہاد کے مطابق ہوگا۔[1]

16- طحطاوی رحمۃ اللہ علیہ

کتاب انیس الجلساء میں ایک طویل واقعہ ذکر کیا گیا ہے جس کا ماحصل یہ ہے:

''حضرت خضر علیہ السلام امام اعظم ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ سے علم حاصل کرتے رہے یہاں تک کہ آپ رحمۃ اللہ علیہ کا وصال ہوگیا تو حضرتِ خضر علیہ السلام نے اللہ عزوجل سے امامِ اعظم رحمۃ اللہ علیہ کی قبر پر جا کر تکمیلِ علم کی اجازت چاہی تو اللہ تعالیٰ نے اجازت

1- مکتوباتِ امام ربانی 14/7/2

marfat.com

دے دی، پھر تکمیلِ علوم پر خضر علیہ السلام نے پوچھا الٰہی! اب کیا کروں؟ حکم ہوا میرا حکم آنے تک عبادت میں مشغول رہو۔ اسی دوران ماوراء النہر کے ایک شہر میں ایک نوجوان امام ابوالقاسم قشیری رحمۃ اللہ علیہ کا ظہور ہوا جو اپنی ماں کی خدمت میں مصروف رہتے تھے، ایک دن انہوں نے ماں سے اجازت مانگی کہ وہ طلبِ علم کیلئے سفر اختیار کریں، ماں نے کارِ خیر سے روکنا مناسب نہ سمجھتے ہوئے بادلِ ناخواستہ اجازت دے دی اور پھر بیٹے کو الوداع کر کے دروازے پر بیٹھ گئیں، روتی رہیں اور بیٹے کی جدائی کے غم میں غمگین تھیں، عرض کرنے لگیں اے اللہ تعالیٰ! جب تک میں اپنے بیٹے کو نہ دیکھوں مجھ پر یہاں سے اٹھنا اور کھانا حرام ہے چنانچہ اتفاقاً امام قشیری رحمۃ اللہ علیہ ایک منزل طے کرنے کے بعد قضائے حاجت کیلئے بیٹھے تو نجاست سے ان کے کپڑے آلودہ ہو گئے اس لئے وہ اپنے ساتھیوں کی اجازت سے واپس گھر آ گئے، ازاں بعد حضرت خضر علیہ السلام آئے اور کہا کہ چونکہ تم نے والدہ کی خدمت کے پیشِ نظر طلبِ علم کیلئے سفر کا ارادہ ترک کیا ہے لہٰذا جو علم میں نے امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ سے پڑھا ہے، وہ تجھے پڑھاؤں گا، چنانچہ امام قشیری رحمۃ اللہ علیہ تین سال تک ان سے پڑھنے کے بعد بہت بڑے فاضل بن گئے اور انہوں نے ایک ہزار کتب تصنیف کر کے اپنے خاص شاگرد کو صندوق میں بند کر کے دیں کہ وہ دریائے جیحون میں ڈال دے، اوّلاً تو وہ دو تین مرتبہ جھوٹ بولتا رہا لیکن آپ رحمۃ اللہ علیہ پر اس کا جھوٹ ظاہر ہو جاتا چنانچہ آخری دن جب اس نے صندوق دریا میں ڈالا تو ایک ہاتھ نمودار ہوا جس نے وہ صندوق پکڑ لیا، شاگرد کے پوچھنے پر امام قشیری رحمۃ اللہ علیہ نے راز بتایا کہ جب قربِ قیامت حضرت عیسیٰ علیہ السلام نزول فرمائیں گے تو ایک طرف انجیل رکھی ہو گی تو آپ علیہ السلام فرمائیں گے کہ کتبِ محمد یہ کہاں ہیں کیونکہ مجھے بارگاہِ الٰہی سے ان کتب کے مطابق فیصلہ کریں گے۔ پھر عیسیٰ علیہ السلام سے پوچھا جائے گا کہ امام قشیری رحمۃ اللہ علیہ نے یہ مرتبہ کیسے پایا؟ تو آپ

marfat.com

علیہ السلام فرمائیں گے کہ اپنی ماں کی خدمت کی وجہ سے''۔

حضرت مُلّا علی قاری رحمۃ اللہ علیہ نے اس من گھڑت واقعہ کا رد فرمایا اور کہا کہ یہ بعض ملحدین کا افتراء ہے جو دین میں فساد پیدا کرنے کی کوشش کرتے ہیں اس لئے کہ حضرتِ خضر علیہ السلام کا عظیم مرتبہ ہے اور حضرتِ موسیٰ علیہ السلام نے بھی ان سے علم حاصل کیا تو کس طرح آپ علیہ السلام حضرتِ امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کے شاگردوں میں سے ہو سکتے ہیں؟ وغیرہ وغیرہ۔

اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ علیہ

''انیس الجُلساء'' نامی کتاب غیر معروف ہے اور اس کا مؤلف بھی مشہور نہیں اور نہ ہی کشف الظنون میں اس کتاب کا ذکر ہے۔

17- طحطاوی رحمۃ اللہ علیہ

حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے بارے میں تقلیدِ امامِ ابوحنیفہ کا قول باطل ہے بلکہ قائل نے اس قسم کے خیالات کا اظہار کر کے ارتکابِ کفر کیا ہے، کیونکہ نبی غیر کا مقلد نہیں ہو سکتا۔

اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ علیہ

''الاشاعہ'' میں ''فیما ظھر'' کے لفظ سے مرقوم ہے ''فیما اظھر'' نہیں ہے اور اگر اس طرح ہو جس طرح یہاں طحطاوی میں ہے تو پھر ''فیما'' کی بجائے ''بما اظھر'' ہونا چاہئے۔

18- طحطاوی رحمۃ اللہ علیہ

حدیث پاک میں ہے:

لا نبی بعدی۔

''میرے بعد کوئی نبی نہیں''۔

امام طحطاوی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: علماء کے نزدیک اس کا مطلب یہ ہے کہ میرے بعد کوئی نیا نبی ایسی شریعت لے کر نہیں آئے گا جو میری شریعت کو منسوخ کر دے۔

marfat.com

اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ علیہ

اللہ کی پناہ! اس ترجمہ میں قبیح لغزش واقع ہوئی (وہ معنیٰ نہیں جو امام طحطاوی رحمۃ اللہ علیہ نے بیان کیا[1] بلکہ) معنیٰ یہ ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد کوئی نبی نہیں، چاہے موافق شریعت کے ساتھ یا مخالف کے ساتھ یا موافقت ومخالفت کچھ بھی نہ ہو اور یہی مسلمانوں کا ایمان ہے۔

19- طحطاوی رحمۃ اللہ علیہ

حضرتِ ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کے کثرت سے احادیث بیان کرنے پر جب لوگوں نے ان پر انکار کیا تو آپ رضی اللہ عنہ نے فرمایا: اگر میرے وصال سے پہلے حضرتِ موسیٰ علیہ السلام نے نزول فرمایا تو ان سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی احادیث بیان کروں گا اور وہ میری تائید فرمائیں گے۔

امام طحطاوی رحمۃ اللہ علیہ نے اس سے استدلال کیا کہ حضرتِ ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کا ''فیصدقنی'' فرمانا اس بات کی دلیل ہے کہ حضرتِ عیسیٰ علیہ السلام آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی تمام سنت کے عالم ہیں اور افرادِ امت میں سے کسی فرد سے اس بات کے حصول کی انہیں احتیاج نہیں ہے حتی کہ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کو ان مرویات کی تصدیق کیلئے حضرتِ عیسیٰ علیہ السلام کی احتیاج ہے۔

اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ علیہ

اس روایت سے صرف یہ بات ثابت ہوتی ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام اس بات کے عالم ہیں کہ حضرتِ ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ عادل ہیں، بات کو یاد رکھنے والے ہیں اور ان کی بات پسندیدہ ہے۔

20- طحطاوی رحمۃ اللہ علیہ

پھر کتاب الاشاعہ کے مصنف نے ان لوگوں کا رد بھی کیا جو کہتے ہیں کہ امامِ مہدی رضی اللہ عنہ امام ابو حنیفہ رضی اللہ عنہ کی تقلید کریں گے البتہ صاحب الاشاعہ نے دلائلِ شافیہ کے ساتھ ثابت کیا کہ امام مہدی رضی اللہ عنہ مجتہدِ مطلق ہوں گے۔

۱- امام طحطاوی رحمۃ اللہ علیہ کی کلام سے وہم پیدا ہوتا ہے کہ موافق شریعت کے ساتھ نبی آسکتا ہے حالانکہ ایسا غیر ممکن ہے۔ ۱۲ ہزاروی

marfat.com

اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ علیہ

یعنی "رد" کا فاعل صاحب الاشاعہ ہیں کیونکہ یہاں تک یہ پوری کلام کچھ اختصار کے ساتھ صاحب الاشاعہ کی ہے۔

21- طحطاوی رحمۃ اللہ علیہ

بعض جاہل لوگ تعریف کرتے ہوئے غلو اختیار کر لیتے ہیں اور امامِ ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کے فضائل سے متعلقہ کتب سے ناواقف ہیں چنانچہ وہ من گھڑت واقعات کا سہارا لیتے ہیں جن سے نہ تو خدا راضی ہوتا، نہ رسول صلی اللہ علیہ وسلم اور نہ ہی خود امام ابو حنیفہ رضی اللہ عنہ کو یہ بات پسند ہے اور اگر امام ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ ان باتوں کو سن لیتے تو قائل پر کفر کا فتویٰ لگاتے۔

امامِ اعظم رحمۃ اللہ علیہ کے فضائل میں ذکر کئے گئے صحیح واقعات ہی (مخالفین کو) جواب دینے کیلئے کافی ہیں اور آپ رحمۃ اللہ علیہ کی فضیلت ثابت کرنے کیلئے من گھڑت واقعات کی کوئی ضرورت نہیں خصوصاً اس قسم کے واقعات جو انبیاء علیہم السلام کی تنقیص کا موجب ہوں۔

اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ علیہ

آپ رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ اس کے بعد صاحب الاشاعہ نے امام قہستانی پر تعجب کیا کہ انہوں نے باوجود اپنے فضل وجلالت کے ان لوگوں کی اتباع میں اپنے خطبہ کی شرح میں خطا کی کہ عیسیٰ علیہ السلام نزول فرمائیں گے تو امام ابو حنیفہ رضی اللہ عنہ کے مذہب پر عمل کریں گے اور یہ بات "الفصول الستۃ" میں مذکور ہے۔ اس پر تعجب کرتے ہوئے صاحب الاشاعہ کہتے ہیں کہ "الفصول الستۃ" کیا ہے اور یہ قول کیا!

امام احمد رضا بریلوی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: "الفصول الستۃ" مشہور کتاب ہے اور اس کے مصنف حضرتِ سید خواجہ محمد پارسا قُدِّسَ سِرُّہٗ متوفی ۸۲۲ھ ہیں، اگر سید محمد صاحبِ کتاب الاشاعہ کشف الظنون کی طرف رجوع کرتے تو انہیں وہاں اس کا ذکر ملتا اور پھر جب اس کتاب اور اس کے مصنف (جو عالم اور صاحبِ کشف ہیں) کی پہچان حاصل ہو جاتی تو دلیل طلب نہ کرتے کیونکہ کشف ایک عیاں وظاہر چیز ہے اور ظاہر کو بیان کی حاجت نہیں،

marfat.com

علاوہ ازیں عبارت کا مطلب ہرگز تقلید نہیں بلکہ مطلب یہ ہے کہ ان کا عمل امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کے مذہب کے موافق ہوگا جس طرح کہ خود صاحب الاشاعہ رحمۃ اللہ علیہ نے اس سے کچھ پہلے شیخ محی الدین ابن عربی رحمۃ اللہ علیہ کے فتوحات سے نقل کیا ہے کہ اگر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم (ظاہری حیات کے ساتھ) زندہ ہوتے اور پھر یہ اختلاف آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف اٹھایا جاتا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم وہی فیصلہ فرماتے جو امام مہدی رضی اللہ عنہ نے فرمایا اور اسی پر امام شعرانی رحمۃ اللہ علیہ کا وہ قول بھی دلیل ہے جو علامہ ابن عابدین شامی رحمۃ اللہ علیہ نے ردالمحتار میں نقل فرمایا ہے اور وہ یہ ہے ''امام شعرانی رحمۃ اللہ علیہ میزانِ کبریٰ میں فرماتے ہیں کہ جب اللہ تعالیٰ نے اپنے خاص احسان سے مجھے شریعت کے چشمہ پر مطلع فرمایا تو میں نے تمام مذاہب کو اس چشمہ سے متصل دیکھا اور چار مذاہب کو اس طرح دیکھا کہ ان کی نہریں جاری ہیں اور ان تمام مذاہب کو بھی دیکھا جو مٹ چکے ہیں، ان کی نہریں پتھروں سے بھری جا چکی ہیں، میں نے دیکھا کہ ائمہ میں سب سے بڑی نہر حضرت امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کی ہے، اس کے ساتھ امام مالک، پھر امام شافعی، پھر امام احمد رضی اللہ عنہم متصل ہیں۔ سب سے چھوٹی نہر امام داؤد رحمۃ اللہ علیہ کی ہے جو پانچویں صدی میں کٹ چکی ہے پس میں نے اس کی تاویل ائمہ اربعہ کے مذاہب کے عرصۂ دراز تک جاری رہنے اور ان (امام داؤد رحمۃ اللہ علیہ) کے قلیل المدت ہونے سے کی، پس جس طرح سب سے پہلے امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کے مذہب کی تدوین ہوئی، اسی طرح آپ رحمۃ اللہ علیہ کا مذہب سب سے آخر میں ختم ہوگا'' ۔[1]

22- طحطاوی رحمۃ اللہ علیہ

مسواک کی موٹائی خنصر (سب سے چھوٹی انگلی) کے برابر ہونی چاہئے، اسی طرح مسواک کی لمبائی کے بارے میں کہا گیا ہے کہ وہ ایک بالشت ہو۔[2]

اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ علیہ

شیخ موصوف علامہ طحطاوی رحمۃ اللہ علیہ نے مراقی الفلاح شرح نور الایضاح کے حاشیہ پر بھی

1- ردالمحتار المعروف بہ فتاوی شامی 1/39

2- علامہ طحطاوی رحمۃ اللہ علیہ نے یقال (مجہول کا صیغہ) استعمال کر کے قائل کو ذکر نہیں فرمایا۔ ۱۲ ہزاروی

marfat.com

بعض کا قول اسی طرح نقل کیا ہے کہ ایک بالشت لمبائی ہونی چاہئے کیونکہ زائد پر شیطان سوار ہوتا ہے۔

23- طحطاوی رحمۃ اللہ علیہ

وضو کی سنتوں میں سے ایک ''تثلیث الغسل'' یعنی ہر عضو کو تین تین مرتبہ دھونا ہے۔ اس سلسلہ میں علامہ شامی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ اگر کوئی شخص تین مرتبہ سے زیادہ اعضاء کو دھوئے اور اس کی نیت وضو پر وضو یا اطمینانِ قلب کا حصول ہو تو کوئی حرج نہیں اور حدیثِ پاک میں جو آیا ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک مرتبہ اعضاء کو دھونے کے بارے میں فرمایا کہ اس وضو کے بغیر اللہ تعالیٰ نماز کو قبول نہیں فرماتا، دو دو مرتبہ اعضاء دھونے کے بارے میں فرمایا کہ اس طرح وضو سے دوگنا اجر ملتا ہے اور تین تین مرتبہ اعضاء کو دھونے کے بارے میں فرمایا یہ میرا اور مجھ سے پہلے انبیاء علیہم السلام کا وضو ہے لہٰذا جس نے اس میں کمی یا زیادتی کی، اس نے حد سے تجاوز کیا اور ظلم کا ارتکاب کیا۔ اس ظلم و تعدی کو اعتقاد پر محمول کیا گیا کہ اگر کسی شخص کا یہ اعتقاد ہو کہ جب تک تین سے زیادہ مرتبہ اعضاء نہ دھوئے جائیں، وضو نہیں ہوگا۔ وہ شخص متجاوز قرار پائے گا۔ بدیں وجہ علماء نے حدیثِ پاک کا مفہوم بیان کرتے ہوئے یہ کہا کہ اگر وہ تین تین مرتبہ دھونے کو سنت سمجھتے ہوئے پھر وضو علی الوضو کی نیت سے یا اطمینانِ قلب کے حصول کی خاطر زیادہ مرتبہ دھوتا ہے یا کسی حاجت کے سبب کم کرتا ہے تو کوئی حرج نہیں ہے۔[1]

اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ علیہ

''قالوا فی المفهوم'' سے مراد یہ ہے کہ علماء کرام نے اپنے اس قول کہ ''حدیثِ پاک اعتقاد پر محمول ہے'' کو بیان کرتے ہوئے یہ بات کہی کہ طمانیتِ قلب اور وضو علی الوضو وغیرہ کیلئے زیادتی جائز ہے جب کہ وہ تین مرتبہ کو سنت سمجھتا ہو۔

1- امامِ طحطاوی رحمۃ اللہ علیہ اپنا مسلک بیان کرتے ہوئے فرماتے ہیں کہ اگر کوئی شخص تین تین مرتبہ اعضاء کے دھونے کو سنت بھی سمجھتا ہو پھر بھی اس صورت میں اسراف کے سبب گنہگار ہوگا۔ ۱۲ ہزاروی

marfat.com

24-طحطاوی رحمۃ اللہ علیہ

اگر کسی حاجت کے سبب مسنون وضو میں کمی کی تو کوئی حرج نہیں۔[1]

اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ علیہ

فقہاء کی اس قید (حاجت وغرض) سے یہ فائدہ حاصل ہوا کہ اگر کسی غرض کے بغیر زیادتی کی تو یہ ناجائز ہے۔

25-طحطاوی رحمۃ اللہ علیہ

اگر ایسی صورت پر ہو جیسے ذکر کیا گیا کہ تعداد کے مسنون ہونے پر اعتقاد رکھتا ہے تو پھر زیادتی مطلقاً مکروہ نہیں۔

اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ علیہ

اصل بات اعتقاد کی ہے۔ اگر تعداد مسنون کا اعتقاد رکھتے ہوئے زیادتی یا کمی ہو تو کوئی حرج نہیں اور اگر تعداد مسنون کو کوئی اہمیت نہ دی جائے تو پھر کمی، زیادتی ناجائز ہے۔

26-طحطاوی رحمۃ اللہ علیہ

نواقضِ وضو کے ضمن میں تنویر الابصار اور اس کی شرح درمختار میں ہے:

(وینقضه خروج) کل خارج (نجس) بالفتح و بالکسر (منه) ای من المتوفی الحی معتادا اولا من السبیلین اولا۔

علامہ طحطاوی رحمۃ اللہ علیہ نے دو قسمیں بیان فرمائیں: متوفی حقیقی اور متوفی مجازی (جو باوضو ہو) پھر کہا کہ یہ تقسیم اس لئے کی گئی ہے کہ اگر متوفی حقیقی پر محمول کیا جائے تو پھر شارح کی طرف سے "الحی" کی قید بے فائدہ ہے کیونکہ متوفی کا اگر حقیقی مفہوم مراد ہے تو اسی کے ساتھ میت سے احتراز ہو جاتا ہے۔

علامہ طحطاوی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں لیکن اسے ایک ہی لفظ (لفظ متوفی) کا حقیقت ومجاز

1- بشرطیکہ اعتقاد صحیح ہو۔ ۱۲ ہزاروی

marfat.com

دونوں معنوں میں استعمال لازم آتا ہے۔

اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ علیہ

میں کہتا ہوں کہ "مُتوفّٰی" کے لفظ کو دوسرے معنٰے پر محمول کیا جائے یعنی متوفی سے مراد یہاں وہ شخص ہے جسے وضو شامل ہے اور یہ اس زندہ شخص کو شامل ہوگا جس نے خود وضو کیا۔

27- طحطاوی رحمۃ اللہ علیہ

نواقضِ وضو کے سلسلہ میں یہ کہا گیا کہ ہر وہ نجس چیز جو باوضو شخص کے جسم سے نکلے اور اس مقام کی طرف جائے جسے پاک رکھنے کا حکم ہے۔ مخرج سے جو سیلان ہوگا اس کی حد میں اختلاف ہے۔ حضرتِ امام ابو یوسف رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں اس کی حد یہ ہے کہ وہ نجاست بلند ہو کر پھر نیچے ہو جائے اور امام محمد رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں جب راس میں زخم کھولنے سے پیپ وغیرہ ظاہر ہو تو وضو ٹوٹ جائے گا اگر چہ وہ نیچے نہ ہو۔ (بقول امام طحطاوی) صاحبِ درایہ نے امام محمد رحمۃ اللہ علیہ کے قول کو اصح کہا۔ اسی کو امام سرخسی رحمۃ اللہ علیہ نے اختیار کیا اور کمال نے کہا کہ یہی اولیٰ ہے۔

"لما قالوا" یہ عبارت درِّ مختار کی ہے جس کا مطلب یہ ہے کہ خروج من السبیلین سے مراد فقط ظہور ہے جبکہ ان کے غیر سے خروج عین سیلان ہے اگر چہ بالقوہ ہو (بالفعل نہ ہو) بدیں سبب یہ صورت ہو تو فقہائے کرام نے کہا ہے کہ جب بھی وہ خون نکلے، پونچھا جائے اور جب چھوڑا جائے پھر بھی جاری ہو جاتا ہو تو اس صورت میں ناقضِ وضو ہے ورنہ نہیں۔

اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ علیہ

کمال اور سرخسی دونوں نے امام محمد رحمۃ اللہ علیہ کے قول کو ترجیح نہیں دی بلکہ کمال نے امام محمد رحمۃ اللہ علیہ کے قول کو اور سرخسی نے امام ابو یوسف رحمۃ اللہ علیہ کے قول کو ترجیح دی جس طرح ردالمحتار میں ہے:

قال فی الفتح بعد نقله ذٰلك وفی الدراية جعل قول محمد اصح و مختار السرخسي الاول (ای قول ابی یوسف) وهو اولیٰ۔[1]

1- ردالمحتار المعروف بہ فتاوٰی شامی 1/91

marfat.com

امام طحطاوی رحمۃ اللہ علیہ نے اس تحریف کو اپنایا جو بحر الرائق میں ہے۔[1] (جس کا ذکر پیچھے ہو چکا ہے)

28- طحطاوی رحمۃ اللہ علیہ

اور درایہ میں ہے کہ امام محمد رحمۃ اللہ علیہ کا قول اصح ہے۔

اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ علیہ

فتح القدیر میں بھی یونہی ہے لیکن منحۃ الخالق میں ہے کہ درایہ میں اولاً امام ابو یوسف رحمۃ اللہ علیہ کا قول ذکر کیا گیا ہے پھر حضرتِ امام محمد رحمۃ اللہ علیہ کا قول مذکور ہے، پھر کہا ہے کہ پہلا قول اصح ہے (اور پہلا قول امام ابو یوسف رحمۃ اللہ علیہ کا ہے)[2]

29- طحطاوی رحمۃ اللہ علیہ

قے جب منہ بھر کر ہو، وضو کو توڑ دیتی ہے، چاہے وہ صفرا اور سودا ہو، چاہے طعام اور پانی ہو۔ تنویر الابصار کے اس قول کی شرح میں صاحبِ درِّ مختار نے فرمایا:

اذا وصل الی معدته و ان لم یستقرّ وهو نجس مغلظ۔

''جب یہ چیزیں معدہ تک پہنچ جائیں اگرچہ وہاں نہ ٹھہریں، نجاستِ غلیظہ ہیں''۔[3]

حسن نے کہا اگر کوئی شخص کھانا کھائے یا پانی پیے پھر اسے اسی وقت قے ہو جائے، وضو نہیں ٹوٹے گا کیونکہ یہ طاہر ہے لہٰذا نہ تو یہ نجس ہے اور نہ ہی اس سے حدث لازم آتا ہے۔ امامِ طحطاوی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں ان دونوں قولوں کی تصحیح کی گئی ہے۔

1- بحر الرائق شرح کنز الدقائق 1/32

2- منحۃ الخالق بہامش بحر الرائق 1/32

3- دُرِّ مختار شرح تنویر الابصار صفحہ 24

marfat.com

اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ علیہ

شارح (صاحب دُرِّ مُختار) نے جو مسلک اختیار کیا ہے وہ ظاہرِ روایت ہے۔[1]

30- طحطاوی رحمۃ اللہ علیہ

حالتِ سجدہ میں سو جانے سے وضو کے ٹوٹنے میں اختلاف ہے، بعض نے کہا ہے کہ اگر سجدہ نماز کا ہو تو مطلقاً وضو نہیں ٹوٹتا اور نماز کے علاوہ کوئی دوسرا ہو تو پھر اگر طریقۂ مسنونہ سے پڑھے تو نہیں ٹوٹے گا ورنہ ٹوٹ جائے گا الخ۔

امام زیلعی رحمۃ اللہ علیہ نے اس بات کی تصریح کی کہ یہ قول اصح ہے اور سجدۂ تلاوت اور سہو کے دونوں سجدے بھی سجدہ صلبیہ کی طرح ہیں۔

نہر الفائق کے مصنف نے کہا کہ بحر الرائق میں جو اس مسئلہ پر امام زیلعی کی تصحیح کی گئی ہے وہ سہو ہے بلکہ عقدِ فرائد میں ہے کہ حالتِ نماز میں ساجد کا وضو اس صورت میں نہیں ٹوٹتا جب وہ ہیئتِ مسنونہ پر ہو، یہی صحیح ہے اور محیط میں اسی طرح ہیئتِ مسنونہ کے ساتھ مُقیّد کیا گیا ہے۔

اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ علیہ

''لھٰذا'' میں ''ھٰذا'' اسمِ اشارہ کا مشار الیہ ''عدمِ نقض'' ہے یعنی نماز میں حالتِ سجدہ میں سو جانے سے وضو کے نہ ٹوٹنے کا قول مطلقاً صحیح نہیں اور اس مسئلہ میں امام زیلعی رحمۃ اللہ علیہ کی تصحیح سہو ہے۔

31- طحطاوی رحمۃ اللہ علیہ

حالتِ بیداری میں قہقہہ سے بالغ آدمی کی نماز کے بطلان کے ضمن میں تنویر الابصار میں ''بطھارۃ صغریٰ'' اور اس کی شرح میں ''ولو تیمما'' مذکور ہے۔ بعض نسخوں میں ''لو تیمما'' کے بعد ''صلاۃ'' کا لفظ بھی ہے۔

1- یعنی طعام وغیرہ کی قے جبکہ استقرار فی المعدہ بھی نہ ہو، کو نجس قرار دینا ظاہرِ روایت کے مطابق ہے۔ ۱۲ ہزاروی

marfat.com

اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ علیہ

لفظِ صلوٰۃ کسی صاحبِ نسخہ نے درج کر دیا جیسا کہ واضح ہے، کیونکہ یہ "بطھارۃ صغریٰ" کی صفت ہے۔

نوٹ: پیشِ نظر نسخۂ طحطاوی میں لفظِ صلوٰۃ لکھنے کے بعد کاٹ دیا گیا ہے۔

32- طحطاوی رحمۃ اللہ علیہ

تنویر الابصار اور درِ مختار میں ہے کہ اگر کان وغیرہ سے پیپ بغیر درد کے نکلے تو وضو نہیں ٹوٹے گا اور اگر درد کے ساتھ برآمد ہو تو ٹوٹ جائے گا کیونکہ درد زخم کی دلیل ہے۔

علامہ طحطاوی رحمۃ اللہ علیہ نے بحر الرائق کی عبارت نقل کی جس میں اس پر اعتراض کرتے ہوئے کہا گیا کہ پیپ وغیرہ درد کے ساتھ نکلیں یا بغیر درد کے، ناقضِ وضو ہیں کیونکہ یہ بغیر علت کے نہیں نکلتے۔ اس پر علامہ طحطاوی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ اگر پیپ کان سے اس وقت نکلے جب زخم صحیح ہو چکا ہو، جس کی علامت درد کا نہ ہونا ہے لہٰذا حصر جائز نہیں کہ پیپ جب بھی نکلتی ہے، کسی علت کے باعث نکلتی ہے۔

اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ علیہ

میں کہتا ہوں: حصر واضح ہے کیونکہ یہ بغیر علت کے نہیں اور زخم کا صحیح ہونا اسے کالعدم نہیں کر دیتا۔

33- طحطاوی رحمۃ اللہ علیہ

غسل کرتے وقت عورت پر فرجِ خارج کا دھونا واجب ہے لیکن فرجِ داخل میں اپنی انگلی داخل نہ کرے کیونکہ بسا اوقات اس طرح شہوت حاصل ہوتی ہے اس لئے انزال کا خدشہ ہے۔

اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ علیہ

میں کہتا ہوں کہ میری یادداشت کے مطابق زاہدی نے بھی اسی طرح ذکر کیا ہے۔[1]

1- یعنی عورت اپنی انگلی فرجِ داخل میں نہ ڈالے۔ ۱۲ ہزاروی

marfat.com

34- طحطاوی رحمۃ اللہ علیہ

مذکورہ بالا مسئلہ میں اتفاق کے باوجود اس بارے میں اختلاف ہے کہ آیا یہ نفیِ وجوب ہے یا نہی ہے۔ حلبی نے شرنبلالی سے نقل کیا کہ یہ نفیِ وجوب ہے (یعنی واجب نہیں جس کا مفاد یہ ہے کہ منع بھی نہیں)۔

امامِ طحطاوی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ میرے مطالعہ کے مطابق یہ بات بحر الرائق، نہر الفائق، فتاوٰی ہندیہ، زیلعی اور شلبی وغیرہا نے ذکر نہیں کی۔ پس یہ قابلِ تسلیم نہیں۔

اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ علیہ

پس ھٰذا المعنیٰ سے مراد نفیِ وجوب کا مراد ہونا اور نہی کا مراد نہ لینا ہے۔

35- طحطاوی رحمۃ اللہ علیہ

امامِ طحطاوی رحمۃ اللہ علیہ نے چند کتبِ فقہ کا ذکر کیا جن میں نفیِ وجوب مراد نہیں لی گئی، ان کتب میں بحر الرائق، نہر الفائق، فتاوٰی ہندیہ، زیلعی اور شلبی وغیرہا کتب ہیں۔

اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ علیہ

فتح القدیر میں لفظِ لا یجب کے ساتھ مذکور ہے جس کا مفہوم یہ ہے کہ نفیِ وجوب ہے، نہی نہیں۔

36- طحطاوی رحمۃ اللہ علیہ

جب کوئی شخص نیند سے بیدار ہو اور وہ (اپنی ران یا کپڑوں پر) منی یا مذی دیکھے تو چاہے احتلام یاد ہو یا نہ، غسل واجب ہوگا البتہ اگر اسے مذی ہونے کا یقین ہو یا شک ہو کہ آیا مذی ہے یا ودی (منی کے نہ ہونے کا یقین ہو) تو غسل واجب نہ ہوگا۔

امامِ طحطاوی رحمۃ اللہ علیہ نے بحر الرائق کے حوالہ سے "فخذہ او ثوبہ" کے ساتھ تشریح کی۔

اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ علیہ

منیۃ المصلی اور فتاوٰی خانیہ میں اوفی احلیلہ کا اضافہ کیا گیا ہے یعنی یا شرمگاہ کے

marfat.com

سوراخ میں (منی یا مذی) پائے جائے چنانچہ منیۃ المصلی میں ہے:

و ان استیقظ فوجد فی احلیله بللا۔[1]

37- طحطاوی رحمۃ اللہ علیہ

وجوبِ غسل کے اسباب کی بحث میں تنویر الابصار اور اس کی شرح دُرِّ مختار میں ہے کہ اگر نیند سے بیدار ہونے والا شخص منی یا مذی (اپنے جسم یا کپڑے پر) دیکھے تو احتلام یاد ہو یا نہ، غسل واجب ہوگا۔ مصنف تنویر الابصار پر یہ اعتراض وارد ہوتا ہے کہ اگر مذی پائی جائے اور احتلام بھی نہ ہو تو غسل لازم نہیں جبکہ مصنف کی عبارت سے مترشح ہوتا ہے کہ غسل بہر صورت واجب ہوگا، اس کے جواب میں شارح تنویر الابصار صاحبِ درمختار نے فرمایا کہ اگر مذی کا یقین ہو یا مذی اور ودی کے درمیان شک ہو تو غسل واجب نہ ہوگا۔

علامہ طحطاوی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ شارح کا قول الا اذا علم انه مذی مصنف کے قول و ان لم یتذکر سے متعلق ہے، معطوف علیہ محذوف ان تذکر کے ساتھ اس کا ربط نہیں یعنی حالتِ عدمِ تذکُّر میں اسے یقیناً معلوم ہو کہ مذی ہے تو غسل واجب نہیں ہوگا۔ اگر اس کا تعلق محذوف ان تذکر کے ساتھ ہو تو پھر مطلب یہ ہوگا کہ غسل واجب ہے، اس لئے مؤخر الذکر کے ساتھ ربط و تعلق صحیح نہیں۔

اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ علیہ

شارح تنویر الابصار کے قول و ان علم کا تعلق معطوف علیہ محذوف ان تذکر کے ساتھ اِس لئے نہیں کہ تذکُّرِ احتلام کی صورت میں اگرچہ اسے مذی ہونے کا یقین بھی ہو، غسل واجب ہو جائے گا۔

38- طحطاوی رحمۃ اللہ علیہ

صاحبِ دُرِّ مختار نے تنویر الابصار کے اس قول و رؤیة مستیقظ کے بعد فرمایا:

خرج رؤیة السکران و المغمٰی علیه المذی۔

1- منیۃ المصلی صفحہ 14

marfat.com

اور علامہ طحطاوی رحمۃ اللہ علیہ نے "بعد افاقتها" کی قید لگائی جس کا مفاد یہ ہے کہ اگر سکران و مغمیٰ علیہ (نشے والا یا بیہوش) بیماری سے افاقہ کے بعد منی دیکھیں تو بالاتفاق غسل واجب ہو گا۔ یہ بات "المذی" کی قید سے معلوم ہوئی نیز یہ بھی معلوم ہوا کہ مستیقظ کے مفہوم میں تفصیل ہے۔

اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ علیہ

یعنی مستیقظ کے مفہوم مخالف سکران اور مغمیٰ علیہ پر غسل کے حکم میں تفصیل ہے یعنی اگر وہ افاقہ کے بعد مذی دیکھیں تو بالاتفاق غسل نہیں اور منی دیکھیں تو غسل ہے بخلاف مستیقظ کے کہ اس پر حالتِ منی میں بھی غسل واجب ہے اور حالتِ مذی میں بھی۔

39- طحطاوی رحمۃ اللہ علیہ

صاحبِ درمختار کی عبارت اوشك انه مذی او ودی الخ کے بارے میں علامہ طحطاوی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ یہ بھی مصنفِ (تنویر الابصار) کے کلام و ان لم یتذکر الاحتلام سے ہی متعلق ہے یعنی جب اسے احتلام یاد نہ ہو اور شک ہو کہ آیا یہ مذی ہے یا ودی تو اس صورت میں بھی غسل واجب نہ ہوگا۔

اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ علیہ

یعنی یہ اسی طرح مصنف کے قول سے متعلق ہے جیسے شارح کا قول الا اذا علم اس سے متعلق ہے کہ حالتِ عدمِ تذکر میں جب مذی کا علم ہو تو غسل واجب نہ ہوگا۔

40- طحطاوی رحمۃ اللہ علیہ

اس پانی کے ساتھ بھی وضو جائز نہیں جس پر کوئی پاک چیز غالب آجائے، اگر وہ چیز مائع ہو تو اس کی تین صورتیں ہیں: یا تو وہ اپنی صفات میں پانی کا مبائن ہوگا یا موافق یا مماثل۔ اگر مبائن ہو تو اکثر اوصاف کے تغیر سے پانی مغلوب ہوگا، اگر موافق ہو تو کسی ایک صفت کی تبدیلی سے اور اگر مماثل ہو جیسے مستعمل پانی تو پھر وزن کی زیادتی سے وہ مطلق پانی

marfat.com

پر غالب رہے گا۔

علامہ طحطاوی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ چوتھی قسم کا ذکر شارح تنویر الابصار نے نہیں کیا اور بحر الرائق میں مذکور ہے اور وہ یہ کہ اگر تمام اوصاف میں موافق نہ ہو بلکہ بعض میں مطلق پانی کے موافق ہو۔

اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ علیہ

درِ مختار کے مصنف نے مطلق پانی میں مخلوط ہونے والی پاکیزہ (مائع) چیز کو تین قسموں میں تقسیم کیا۔ تمام اوصاف میں پانی کے مخالف (مبائن)، تمام اوصاف میں موافق اور تمام اوصاف میں مماثل، لیکن وہ مائع چیز جو بعض صفات میں مطلق پانی کے موافق ہو، اس کا ذکر نہیں کیا جیسے امام زیلعی اور ان کے متبعین نے کہا، اس (عدمِ ذکر) کی وجہ حکم میں اتحاد ہے یعنی ایک وصف کی تبدیلی سے (بھی) اس مائع چیز کے غلبہ کا حاصل ہونا لہٰذا اسے علٰحدہ شمار نہیں کیا پس مصنف رحمۃ اللہ علیہ نے نہایت اختصار سے کام لیا ہے۔

41- طحطاوی رحمۃ اللہ علیہ

کثیر پانی جو جاری نہ ہو اور اس میں نجاست گر جائے جس کا اثر دکھائی نہ دیتا ہو، اس کے ساتھ وضو جائز ہے۔ متاخرین نے مربع کیلئے چالیس گز، مُدَوَّر (گول) کیلئے ۳۶ گز اور مُثَلَّث کیلئے سوا پندرہ گز مقرر کیا ہے، مثلث کی کل مساحت معلوم کرنے کیلئے علامہ طحطاوی رحمۃ اللہ علیہ نے ضابطہ بیان فرمایا کہ اس کے ایک ضلع کو اسی (80) کے ساتھ ضرب دے کر حاصلِ ضرب کا عشر (دسواں حصہ) اور ثلث (تیسرا حصہ) نکالا جائے پھر ان دونوں کو جمع کیا جائے تو کل مساحت آجائے گی، اب ایک ضلع $\frac{1}{4}$ 15 کو اسی کے ساتھ ضرب دینے سے حاصل ضرب $\frac{9}{16}$ 232 آتے ہیں۔

اس کسر (9/16) کو علامہ طحطاوی رحمۃ اللہ علیہ نے نصف گز اور 1 گز کا 8/6 قرار دیا (جبکہ یہ نصف گز اور 1/8 کا نصف یعنی 1/16 بنتا ہے)

اس کے بعد حاصل ضرب کا عشر علامہ طحطاوی رحمۃ اللہ علیہ نے نکالا ہے جو $\frac{41}{160}$ 23 گز

marfat.com

ہے اور اس کسر کو علامہ طحطاوی رحمۃ اللہ علیہ نے نصف گز اور 10/8 کا نصف یعنی 5/2 قرار دیا، اس کے بعد حاصل ضرب کے ثلث کا ذکر نہیں۔[1] اب عشر اور ثلث کو جمع کرنے سے ایک سو گز پورے اور 4/3 گز نیز کچھ اور جو ربع سے بھی کم ہے، حاصلِ جمع آتا ہے جو اس حوض کی کل مساحت ہے جو مثلث کی شکل میں ہے۔

اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ علیہ

آپ رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: معلوم ہوتا ہے کہ یہاں عبارت رہ گئی ہے پھر آپ نے عبارت نقل فرمائی[2] جس میں علامہ طحطاوی رحمۃ اللہ علیہ نے لفظِ سدس ثمن ذراع کی تصحیح کرتے ہوئے نصف ثمن ذراع درج فرمایا یعنی 16/9 نصف ذراع اور نصف ثمن ہے نہ نصف اور سدس ثمن اور پھر حاصل ضرب کا ثلث جو حاشیۃ الطحطاوی میں رہ گیا تھا، درج فرمایا۔ البتہ جدید نسخہ میں حاشیہ پر جو ثلث دیا گیا ہے اس میں اور اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ علیہ کے تحریر کردہ ثلث میں الفاظ کا فرق ہے البتہ مفہوم دونوں کا ایک ہے، اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ علیہ کا تحریر کردہ ثلث $77\frac{651}{1250}$ اور علامہ طحطاوی رحمۃ اللہ علیہ کے حاشیہ کے مطابق $77\frac{25}{48}$ اور یہ کسر نصف ذراع اور 1/8 کا چھٹا حصہ ہے۔[3]

42- طحطاوی رحمۃ اللہ علیہ

تنویر الابصار مع درِ مختار میں ہے کہ ظاہر روایت کے مطابق وضو کا مستعمل پانی پاک ہے اگرچہ جنبی سے ہو لیکن اس کا پینا اور اس سے آٹا گوندھنا مکروہ تنزیہی ہے اور روایت نجاست کے مطابق مکروہ تحریمی ہے۔

امامِ طحطاوی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں بحر الرائق میں ہے کہ روایت نجاست کے مطابق حرام ہے کیونکہ قرآنِ پاک میں فرمایا: و یحرم علیھم الخبآئث اور انہی سے نجاست بھی ہے

1- موجودہ نسخہ میں حاشیہ پر مندرج ہے اور وہ $77\frac{25}{48}$ گز ہے۔ ۱۲ ہزاروی

2- جدید نسخہ میں حاشیہ پر وہ عبارت موجود ہے۔ ۱۲ ہزاروی

3- تفصیل کیلئے دیکھئے: فتاوٰی رضویہ 1/322۔ ۱۲ ہزاروی

marfat.com

الخ اور شارح (صاحب درِ مختار) نے امام محمد رحمۃ اللہ علیہ کا قول اختیار کرتے ہوئے کہ کراہتِ تحریمہ عین حرام ہے، اسے مطلق بیان کیا۔

اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ علیہ

میں کہتا ہوں بلکہ ظاہر یہ ہے کہ شارح نے قطعیت اور ظنیت کا فرق اختیار کیا کہ دلیل قطعی کے ساتھ ممانعت حرام اور دلیل ظنی کے ساتھ مکروہ تحریمی ہے اور دونوں قول اجتہاد کے مطابق ہیں، کسی کے بارے میں قطعی بات نہیں کہی جاسکتی۔

43- طحطاوی رحمۃ اللہ علیہ

درِ مختار میں ہے کہ اگر کنوئیں میں چوہا وغیرہ گر جائے اور وقت معلوم نہ ہو تو جب سے وہ گرا، پانی ناپاک شمار کیا جائے گا ورنہ ایک دن اور رات سے، بشرطیکہ وہ پھولا نہ ہو اور یہ حکم وضو اور غسل کے بارے میں ہے لیکن اس پانی سے جو آٹا گوندھا گیا اسے کتوں کے آگے ڈال دیا جائے اور کہا گیا ہے کہ بیچ دیا جائے۔ یہ امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ کا مسلک ہے۔

امام طحطاوی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: داؤدی مذہب رکھنے والوں کے نزدیک بھی یہی ہے جس طرح بحر الرائق میں ہے اور یہ اس لئے کہ ان کے نزدیک پانی فی الحال نجس ہوگا، پہلے کا اعتبار نہیں۔

اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ علیہ

شافعیہ اور داؤدیہ کے اس قول کی وجہ یہ ہے کہ شافعیہ کے نزدیک پانی جب قلّتین (دو مٹکوں) کو پہنچ جائے تو ناپاک نہیں ہوتا اور ظاہریہ داؤدیہ کے نزدیک مطلقاً ناپاک نہیں ہوتا۔

44- طحطاوی رحمۃ اللہ علیہ

تیمّم کے ارکان اور شرائط کے بیان میں صاحبِ درِ مختار فرماتے ہیں کہ نیت تیمّم کی شرائط میں سے ہے۔

امام طحطاوی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ زمین پر ضرب کے وقت نیت کی جائے جس طرح

marfat.com

نورالایضاح میں ہے:

ووقتها عند ضرب یدہٖ علیٰ ما یتیمم به۔[1]

اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ علیہ

یعنی اگر کسی شخص نے ضرب کے وقت نیت نہ کی بلکہ ضرب کے بعد نیت کی تو اس کا کیا حکم ہے؟ اسے امامِ طحطاوی رحمۃ اللہ علیہ نے اپنے قول بضربتین کے قریب بیان کیا ہے اور وہ یہ ہے:

لو احدث بعد الضرب اونوی بعدہ لابجزیة۔[2]

''اگر ضرب کے بعد بے وضو ہو گیا یا ضرب کے بعد نیت کی تو تیمّم جائز نہیں''۔

45- طحطاوی رحمۃ اللہ علیہ

شارح تنویر الابصار صاحبِ درِّ مختار فرماتے ہیں:

و معادن فی محالها فیجوز بتراب علیها

''معدنیات جو اپنی جگہ پر ہیں ان پر چڑھی ہوئی مٹی سے تیمّم جائز ہے''۔

یعنی خود معدنیات سے کسی صورت میں جائز نہیں، چاہے اپنے مقام پر ہوں یا منتقل کئے گئے ہوں، صرف ان پر لگی ہوئی مٹی سے جائز ہے۔

علامہ طحطاوی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ فیجوز پر ''ف'' برائے تفریع لانے کی کوئی وجہ نہیں کیونکہ پہلے معدنیات کا ذکر ہے اور بعد میں مٹی کا ذکر ہے۔

اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ علیہ

یہ فائے تفریع نہیں بلکہ فی محالها سے جو نفی ثابت ہوتی ہے اس کی علت کے طور پر ''ف'' لائی گئی ہے یعنی فی محالها کہہ کر نفسِ معدنیات سے تیمّم کے جواز کو مطلقاً منتفی کیا گیا ہے، چاہے وہ اپنے مقام پر ہوں یا کسی دوسرے مقام پر منتقل کئے گئے ہوں اور اس کی علت یہ ہے کہ تیمّم مٹی سے ہو سکتا ہے اور جب معدنیات مٹی نہیں ہیں تو ان سے بھی تیمّم

1- نورالایضاح

2- حاشیۃ الطحطاوی 1/124

marfat.com

ناجائز ہوگا۔ فتح القدیر اور بحر الرائق میں یونہی ہے۔

46- طحطاوی رحمۃ اللہ علیہ

درِ مختار میں ہے کہ اگر کسی شخص کو کوئی دوسرا آدمی تیمّم کرائے تو مٹی پر تین ضربیں مارے، ایک چہرے کیلئے اور دو دونوں ہاتھوں کیلئے، حالانکہ اس سے قبل مصنف کے قول بضربتین کے ساتھ ہی ولو من غیرہ کی قید گزر چکی ہے جس کا مطلب یہ ہے کہ صرف دو ہی ضربیں ہوں گی اگرچہ غیر سے تیمّم کرائے۔

اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ علیہ

آپ رحمۃ اللہ علیہ نے درمختار کے کلام میں تضاد واضح کر کے تین ضربوں کی وجہ بیان فرمائی۔ (فرمایا:) شاید تین ضربوں کی وجہ یہ ہے کہ عام طور پر جب کوئی شخص کسی اور کو تیمّم کراتا ہے تو وہ اپنے ہاتھوں سے اسکے دونوں ہاتھوں کا مسح کرتا ہے، پس جب ضربِ ثانی کے ساتھ اس نے اس کے دائیں ہاتھ کا مسح کیا تو مٹی مستعمل ہوگئی لہٰذا بائیں ہاتھ کیلئے تیسری ضرب کی ضرورت پڑے گی، پس خود تیمّم کرنے اور تیمّم کروانے میں یہی فرق ہے۔

47- طحطاوی رحمۃ اللہ علیہ

صلوٰۃ کسوف اور سننِ مؤکدہ اگرچہ صبح کی سنتیں ہوں، جب ان کے فرائض کے بغیر فوت ہونے کا خوف ہو تو تیمّم کے ساتھ پڑھی جاسکتی ہیں، اس کی مختلف صورتیں بیان کی گئی ہیں: مثلاً ایک صورت یہ ہے کہ اگر کوئی شخص یہ سمجھتا ہو کہ وضو کرنے سے تنگیٔ وقت کے سبب سنتیں فوت ہو جائیں گی اور اگر تیمّم کرے تو سنت اور فرض دونوں اس کے ساتھ پڑھ سکتا ہے لیکن اس سے یہ لازم آئے گا کہ فرض بھی تیمّم کے ساتھ پڑھے جائیں گے حالانکہ پانی کی موجودگی میں عبادت کے فوت ہونے کے خوف سے تیمّم دوسری عبادت کو کفایت نہیں کرسکتا جب تک کہ وہ دوسری عبادت ایسی نہ ہو جس کے بلا بدل فوت ہونے کا خوف ہو (مثلاً عید کی نماز وغیرہ) اب دو عبادتوں کے درمیان اتنا وقت نہیں کہ طہارت حاصل ہو جائے اور صبح کے فرض بدل کی طرف فوت ہو رہے ہیں[1] لہٰذا یہ فرض اس تیمّم سے ادا نہیں کئے جاسکتے اور اگر

1- یعنی ان کی قضا ہے۔ ۱۲ ہزاروی

marfat.com

ہم سنت کی ادائیگی کے بعد پانی سے طہارت لازم قرار دیں تو صبح کے فرضوں کی ادائیگی فوت ہو رہی ہے اور یہ سنتوں کی وجہ سے ہوا لہٰذا یہ باطل ہے۔ (حلبی)

امامِ محمد رحمۃ اللہ علیہ کے قول پر یہ صورت بن سکتی ہے کہ سورج کے بلند ہونے پر قضا کرے اور وہ اس طرح کہ زوال سے قبل تک مؤخر کر دے کیونکہ اگر وہ وضو کرے تو وقت نکل جائے گا اور اگر تیمّم کرے تو ادائیگی ممکن ہے پس تیمّم کر کے شروع کر دے۔

بعض نے یہ صورت بیان کی ہے کہ پانی کی عدم موجودگی کے سبب فرضوں کیلئے تیمّم کیا، صبح کی سنتیں شروع کیں پھر قعود بقدرِ تشہد سے پہلے پانی مل گیا، اب وقت اتنا ہی ہے کہ جس میں وضو کیا جا سکتا ہے اور صرف دو فرض پڑھے جا سکتے ہیں پس وہ اسی تیمّم سے سنتوں کو پورا کرے اور پھر وضو کر کے فرض پڑھے اور پانی مل جانے کے باوجود سنتوں کو نہ توڑے کیونکہ ایسا کرے گا تو صبح کی سنتیں (اکیلی) فوت ہو جائیں گی، اب یہاں اسبابِ رخصت ہیں: پہلا سببِ رخصت پانی کا نہ ہونا تھا اور دوسرا وقت کی تنگی ہے۔

اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ علیہ

یعنی اب اس تیمّم کے ساتھ سنتوں کو پورا کرے اور پھر وضو کر کے (وقت نہ ہونے کے سبب) صبح کے فرض ظہر کے وقت قضا کرے۔

48- طحطاوی رحمۃ اللہ علیہ

اس بارے میں اختلاف ہے کہ جب کوئی کافر اسلام لانے کیلئے تیمّم کرے تو آیا یہ تیمّم درست ہے اور اس کے ساتھ نماز پڑھی جا سکتی ہے یا نہیں؟ امامِ ابو یوسف رحمۃ اللہ علیہ کے نزدیک یہ درست ہے اور اس تیمّم سے نماز بھی جائز ہے اور امامِ ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ و امامِ محمد رحمۃ اللہ علیہ کے نزدیک جائز نہیں کیونکہ تیمّم میں نیت شرط ہے اور کافر کی نیت صحیح نہیں۔

امامِ طحطاوی رحمۃ اللہ علیہ نے بحر الرائق کا قول نقل کرتے ہوئے فرمایا کہ اس تیمّم کے ساتھ نماز کا صحیح نہ ہونا متفق علیہ مسئلہ ہے اور امام ابو یوسف رحمۃ اللہ علیہ نے تو یہ فرمایا کہ یہ اسلام لانے کیلئے صحیح ہے۔

marfat.com

اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ علیہ

امام ابو یوسف رحمۃ اللہ علیہ کے نزدیک کافر کا تیمم اسلام لانے کیلئے صحیح ہے اور اس کے ساتھ ادائیگی نماز بھی درست ہے۔ بحر الرائق میں اس کی تصریح یوں ہے:

روی عن ابی یوسف اذا تیمم ینوی الاسلام جاز حتّٰی لو اسلم لا یجوزله ان یصلی بذٰلك التیمم عند العامة و علیٰ روایة ابی یوسف یجوز۔[1]

49- طحطاوی رحمۃ اللہ علیہ

اگر کسی مقام پر جنبی، حائض، بے وضو اور میت ہوں اور پانی صرف ایک کو کفایت کرتا ہو تو اس کے استعمال کا کون زیادہ مستحق ہے؟ اس میں تفصیل ہے اور وہ یہ کہ اگر پانی مباح ہو تو جنبی اولیٰ ہے۔ اگر ان میں سے کسی ایک کی ملکیت ہو تو وہ خود استعمال کرے اور اگر ان سب میں مشترک ہو تو میت کیلئے صَرف کیا جائے اور باقی تیمم کریں۔ اس کی مختلف وجوہات ہیں:

1- تجہیز میت میں جلدی مطلوب ہے۔
2- میت کیلئے پانی کا حصول ناممکن ہے۔
3- میت کی جانب سے اپنے حصے کی عطا ناممکن ہے۔

امام طحطاوی رحمۃ اللہ علیہ نے اعتراض کیا کہ جب مشترکہ پانی میت پر صرف کیا جاتا ہے تو مباح پانی کا صرف کرنا تو اولیٰ ہوگا۔

اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ علیہ

شاید یہاں میت کیلئے مشترکہ پانی کے استعمال کا حکم تیسری دلیل پر مبنی ہے یعنی میت کی طرف سے عطا کا عدمِ جریان اور مباح پانی میں یہ دلیل جاری نہیں ہوتی لہٰذا وہاں جنبی اولیٰ ہے۔

50- طحطاوی رحمۃ اللہ علیہ

ایک ہی جگہ سے ایک پوری جماعت تیمم کر سکتی ہے کیونکہ مٹی مستعمل نہیں ہوتی اور

1- البحر الرائق شرح کنز الدقائق ۱/۱۵۱

marfat.com

اگر چہ وہ مٹی موجود ہاتھوں سے لگی ہوئی ہے۔ یہاں تک کہ اگر تیمّم کرنے والوں کے ہاتھوں سے مٹی کو جھاڑ کر جمع کیا جائے تو اس کے ساتھ بھی تیمّم جائز ہے۔

اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ علیہ

مٹی استعمال کی صفت سے موصوف نہیں ہوتی۔ علامہ شامی رحمۃ اللہ علیہ نے نہر الفائق، حلیہ اور غنیہ کے حوالے سے ثابت کیا ہے کہ جو مٹی ہاتھوں کے ساتھ لگی ہو اور اس کے ساتھ مسح کرے تو وہ مستعمل ہو جائے گی البتہ وہ جگہ مستعمل نہیں ہوگی جہاں سے تیمّم کیا گیا۔[1]

ہم نے اللہ تعالیٰ کی توفیق سے تحقیق کی ہے کہ صحیح یہ ہے کہ مطلقاً مٹی مستعمل نہیں ہوتی۔ ہمارے فتاوی (فتاوی رضویہ) میں ملاحظہ کریں۔

51- طحطاوی رحمۃ اللہ علیہ

نواقضِ تیمّم کے سلسلے میں صاحبِ تنویر الابصار نے فرمایا: و ناقضہ ناقض الاصل۔

علامہ طحطاوی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ مطلق تیمّم چاہے حدثِ اصغر سے ہو یا حدثِ اکبر سے، ناقضِ وضو سے ٹوٹ جاتا ہے، چاہے صرف ناقضِ وضو پایا جائے یا ناقضِ غسل اور ناقض وضو دونوں پائے جائیں، لہٰذا اگر ناقضِ وضو پایا گیا تو وہ آدمی مُحدِث کہلائے گا، جنبی نہیں ہوگا اور اگر نواقضِ غسل پائے گئے تو اس پر جنبی کا اطلاق ہوگا، محدث کا اطلاق نہ ہوگا فیصیر جنبا لا محدثا چاہے وہ تیمّم حدث سے کیا ہو یا جنابت سے۔

اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ علیہ

علامہ طحطاوی رحمۃ اللہ علیہ کے قول لا محدثا کی وضاحت کرتے ہوئے اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ مُحدِث بحدثِ اصغر مراد ہے (یعنی محدث تو ہوگا مگر حدثِ اکبر کے ساتھ نہ کہ حدثِ اصغر کے ساتھ) اگر چہ ہر جنبی محدث ہے۔

اسی سے علامہ طحطاوی رحمۃ اللہ علیہ کا نقل کردہ وہ اعتراض دور ہو گیا کہ جب ایک آدمی جنبی ہوگا تو وہ محدث ضرور ہوگا۔[2]

1- ردّ المحتار المعروف بہ فتاوی شامی 1/169

2- جواب کی تفصیل یہ ہے کہ جُنبی محدث ضرور ہے لیکن حدثِ اصغر کے ساتھ نہیں بلکہ حدثِ اکبر کے ساتھ۔ ۱۲ ہزاروی

marfat.com

52-طحطاوی رحمۃ اللہ علیہ

زخمی ہاتھوں والے شخص کو اگر ایسا شخص مل جائے جو وضو کرائے، تو امام ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کے نزدیک غیر سے مدد مستحب ہے اور صاحبین کے نزدیک فرض ہے اور اس اختلاف کی وجہ یہ سوال ہے کہ آیا قدرتِ غیر سے یہ شخص قادر شمار کیا جائے گا یا نہیں؟ (حلبی)

اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ علیہ

امام ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کے نزدیک قادر شمار نہیں کیا جائے گا اور صاحبین کے نزدیک شمار کیا جائے گا اور ردالمحتار میں ہے کہ امام صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے نزدیک قدرت کا عدمِ اعتبار مطلقاً نہیں بلکہ بعض مواضع میں ہے۔[1]

53-طحطاوی رحمۃ اللہ علیہ

تنویر الابصار مع دُرِّ مختار میں ہے کہ حیض کی کم سے کم مدت تین دن رات ہے اور اس کا اندازہ ساعتِ فلکی کے ساتھ کیا جائے گا۔

علامہ طحطاوی رحمۃ اللہ علیہ ساعتِ فلکی کے بارے میں فرماتے ہیں کہ اس کی ہر ساعت پندرہ درجہ کی ہوتی ہے۔

اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ علیہ

یعنی ایک ساعت میں کوکبِ ثابت کی حرکتِ غریبہ پندرہ درجہ ہوگی اور کوکب ثابت اور آفتاب کی حرکت کے درمیان اتنا تفاوت ہوگا جس قدر ایک ساعت میں سیرِ وسط کے ساتھ سورج چلتا ہے اور وہ (سیرِ شمس) دو دقیقے، ۲۹ ثانیے، ۳۳ ثالثے، ۲۳ رابعے اور ۳۸ خامسے ہیں۔

54-طحطاوی رحمۃ اللہ علیہ

حدیث پاک میں جو آیا ہے کہ بچہ سات سال کا ہو جائے تو اسے نماز کا کہا جائے اور جب

1- ردالمحتار المعروف بہ فتاوی شامی 1/509

marfat.com

دس سال کا ہو جائے تو اسے نماز نہ پڑھنے پر مارا جائے گا۔

اس پر علامہ طحطاوی رحمۃ اللہ علیہ استفسار کرتے ہیں کہ کیا سات سال کے بچے کو نماز کا حکم دینا اسی طرح واجب ہے جیسے دس سال کے بچے کو مارنا واجب ہے اور کیا ہر صورتِ وجوب میں وجوبِ اصطلاحی مراد ہے یا وجوب فرض کے معنیٰ میں ہے؟

اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ علیہ

علامہ شامی رحمۃ اللہ علیہ نے بیان کیا ہے کہ ہاں کیونکہ امر ہے اور امر وجوب کیلئے آتا ہے اور وجوب سے استحباب کی طرف پھیرنے والی کوئی علت نہیں۔ علامہ شامی رحمۃ اللہ علیہ نے یونہی یہ بھی بیان کیا کہ وجوب اپنے اصطلاحی معنیٰ میں ہے، فرض کے معنیٰ میں نہیں کیونکہ حدیث ظنی ہے (قطعی نہیں)۔

علامہ شامی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

وظاهر الحديث ان الامر لا بن سبع واجب كالضرب و الظاهر ايضا ان الوجوب بالمعنى المصطلح عليه لا بمعنى الا فتراض لان الحديث ظنى۔[1]

55- طحطاوی رحمۃ اللہ علیہ

خزانہ میں ہے کہ جب ظہر کا وقت حدِ اختلاف میں داخل ہو جائے یعنی ہر چیز کا سایہ اس کی ایک مثل ہو جائے تو یہ وقت مکروہ ہے۔

اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ علیہ

اسی کتاب حاشیۃ الطحطاوی کے صفحہ ۱۷۹ نیز بحر الرائق کے حوالہ سے مذکور ہے کہ وقتِ ظہر میں کوئی کراہت نہیں۔ اور یہی زیادہ بہتر ہے جیسا کہ میں نے رد المحتار کے حاشیہ پر تحقیق کی ہے۔

بحر الرائق کی عبارت یہ ہے:

1- رد المحتار المعروف بہ فتاوی شامی 1/235

marfat.com

لان الفجر و الظهر لا كراهة فی وقتهما۔[1]

56- طحطاوی رحمۃ اللہ علیہ

اذان میں ترجیع نہیں یعنی اول آہستہ آواز سے شہادتین کہنا اور پھر بلند آواز سے کیونکہ اذان سے مقصود اعلان ہے اور آہستہ آواز سے یہ مقصد حاصل نہیں ہوتا۔ بحرالرائق میں اسے مباح قرار دیا گیا ہے جبکہ صاحب الملتقی اور قہستانی نے مکروہ کہا ہے۔

علامہ طحطاوی رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں کہ کراہت کا قول مقدم ہے جیسا کہ حلبی میں ہے۔

اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ علیہ

ملتقی سے مراد ملتقی الابحر ہے جو قابلِ اعتماد چار متون قدوری، مختار، کنز، وقایہ کا جامع متن ہے اور اس کے مصنف امام علامہ ابراہیم بن محمد حلبی (م ۹۵۶ھ) ہیں جو منیۃ المصلی کی دو شروح ''کبیر'' اور ''صغیر'' کے مصنف ہیں۔

57- طحطاوی رحمۃ اللہ علیہ

اذان و اقامت کے ساتھ تکرارِ جماعت میں کوئی حرج نہیں۔ شارح تنویر الابصار (صاحبِ درِ مختار) کا قول لا باس سے پتہ چلا کہ عدمِ تکرار اولیٰ ہے۔

اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ علیہ

عدمِ تکرار اولیٰ نہیں بلکہ تکرار افضل ہے جیسے رد المحتار میں خزائن الاسرار کے حوالہ سے قاضی خان کی عبارت نقل کی گئی اور وہ یہ ہے:

یکرہ تکرار الجماعة فی مسجد محلة باذان و اقامة الا اذا صلی بهما فیه اولا غیر اهله و اهله لکن بمخافتة الاذان ولو کرر اهله بدونهما اوکان مسجد طریق جاز اجماعا کما فی مسجد لیس له امام ولا موذن و یصلی الناس فیه فوجا فوجا فان الافضل ان یصلی کل

1- بحرالرائق شرح کنز الدقائق 1/249

marfat.com

فریق باذان و اقامة علیٰ حدة کما فی امالی قاضی خان۔[1]

علامہ طحطاوی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

و یکرہ تکرار الجماعة باذان و اقامة فی مسجد رحلة لا فی مسجد طریق او مسجد لا امام له ولا مؤذن اما اذا کررت بغیر اذان فلا کراهة مطلقا سواء کان مسجد محلة او غیرہ و علیه مسلمون (المجتبیٰ)۔[2]

عدمِ جواز کے وہم کو دور کرنے کیلئے لا باس لایا گیا اور جواز کی طرف اشارہ فرمایا۔

58- طحطاوی رحمۃ اللہ علیہ

امام کے مصلّٰی کے اوپر کھڑا ہونے تک مؤذن بیٹھا رہے یعنی جب امام مصلّٰی پر آجائے تو پھر کھڑے ہو کر تکبیر کہے۔

اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ علیہ

فتاوٰی ہندیہ (عالمگیری) میں کھڑے ہو کر امام کے انتظار کرنے کو مکروہ لکھا ہے۔

فتاوٰی ہندیہ کی عبارت یہ ہے:

اذا دخل الرجل عند الاقامة یکرہ الانتظار قائما و لکن یقعد ثم یقوم اذا بلغ حیّ علی الفلاح۔[3]

59- طحطاوی رحمۃ اللہ علیہ

شرائطِ نماز میں سے چھٹی شرط استقبالِ قبلہ ہے اور اس کی دو صورتیں ہیں: کعبۃ اللہ کے سامنے کھڑا ہونے والے کیلئے عین کعبہ کو دیکھنا اور غیر معاین کیلئے جہتِ قبلہ کی طرف منہ کرنا۔ اس کی صورت یہ بیان کی گئی ہے کہ نمازی کے چہرہ سے ایک خط زاویہ قائمہ پر اُفق کی طرف فرض کیا جائے جو کعبۃ اللہ پر سے گزرے اور ایک دوسرا خط جو دائیں بائیں اس خط کو

۱- ردالمحتار المعروف بہ فتاوٰی شامی ۱/۳۷۱

۲- حاشیۃ الطحطاوی ۱/۲۴۰

۳- فتاوٰی عالمگیریہ المعروف بہ فتاوٰی ہندیہ ۱/۵۷

marfat.com

دو قائمہ زاویوں پر قطع کرے۔ (دُرِ مختار)

علامہ طحطاوی رحمۃ اللہ علیہ نے الدرر کے حوالے سے لکھا:

ایک یہ کہ وہ خط جو نمازی کی پیشانی سے نکلے اور اس خط سے مل جائے جو کعبۃ اللہ سے سیدھا گزرتا ہے، اس سے دو زاویے قائمے حاصل ہوں گے جس کی صورت یہ ہے:

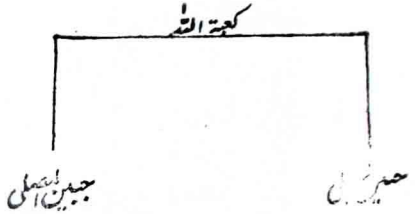

ایک زاویہ اس خط سے پیدا ہوگا جو کعبۃ اللہ سے گزرتا ہے اور قائمہ زاویہ اس خط سے حاصل ہوگا جو نمازی کی پیشانی سے نکلتا ہے، اس سے دو زاویے قائمے پیدا ہوتے ہیں۔

دوسری صورت یہ ہے کہ کعبۃ اللہ ان دو خطوں کے درمیان واقع ہو جو دماغ میں جا ملتے ہیں، پھر آنکھوں کی طرف نکلتے ہیں جیسے مثلث کے دو اَضلاع ہوتے ہیں۔ اس کی صورت یہ ہے:

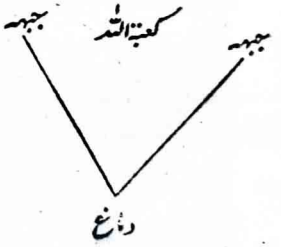

اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ علیہ

کہا جاتا ہے کہ صورتِ مسئلہ اس طرح نہیں جس طرح علامہ طحطاوی رحمۃ اللہ علیہ نے سمجھا بلکہ کعبۃ اللہ سے گزرنے والے خط سے مراد وہ خط ہے جو اس کے دونوں پہلوؤں سے

marfat.com

دائیں بائیں گزرتا ہے اور دو قائمہ زاویوں سے مراد وہ زاویے ہیں جو نمازی کی پیشانی سے نکلنے والے خط کے دونوں طرف وہاں پیدا ہوتے ہیں جہاں یہ خط کعبۃ اللہ سے گزرنے والے خط سے ملتا ہے۔

علامہ شامی رحمۃ اللہ علیہ یہی سمجھے اور انہوں نے الدرر کی اس تصویر کو توجیہ تحقیقی پر محمول کیا جس طرح ہم نے شامی کے حاشیہ پر بیان کیا لیکن اقرب بلکہ زیادہ بہتر یہ ہے کہ یہ دونوں صورتیں (جو الدرر میں بیان ہوئیں) توجیہِ تقریبی کیلئے ہیں (تحقیقی کیلئے نہیں) اور جبین کا معنٰی پیشانی (جبہہ) کی دونوں طرفیں ہیں اور انہیں جبین کہتے ہیں (لیکن ایک جبہہ میں دو جبین ہیں)۔ اسی طرح قاموس اور ردالمحتار[1] میں ہے۔ اس صورت میں وہی صورت صحیح ہوگی جو علامہ طحطاوی رحمۃ اللہ علیہ نے نقش فرمائی۔

60- طحطاوی رحمۃ اللہ علیہ

یہ دوسری صورت کا ذکر ہے جو اُوپر بیان ہو چکی۔

اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ علیہ

بہتر وہی ہے جو الدرر میں ہے۔[2]

61- طحطاوی رحمۃ اللہ علیہ

آخری قعدہ کے بارے میں اختلاف کا ذکر کرتے ہوئے صاحبِ درِ مختار نے کہا کہ (یہ رکن نہیں بلکہ) ظاہر یہ ہے کہ یہ شرط ہے کیونکہ یہ نماز سے خروج کیلئے مشروع ہوا جس طرح تحریمہ شروعِ نماز کیلئے مشروع ہے۔

اس پر علامہ طحطاوی رحمۃ اللہ علیہ نے نہر الفائق کی عبارت بطورِ دلیل پیش کی کہ اگر قعدۂ اخیرہ رکن ہوتا تو نماز کی ماہیت اس پر موقوف ہوتی حالانکہ اس پر ماہیتِ نماز موقوف نہیں، اسی لئے اگر کوئی شخص قسم اٹھائے کہ وہ نماز نہیں پڑھے گا تو سجدہ سے سر اٹھاتے ہوئے حانث ہو

1- فان الجبین طرف الجبهة وهما جبینان۔ (ردالمحتار المعروف بہ فتاوی شامی ۱/ ۲۲۸)- ۱۲ ہزاروی

2- اس کا ذکر بھی پیچھے علامہ شامی رحمۃ اللہ علیہ کے حوالے سے ہو چکا ہے۔ ۱۲ ہزاروی

marfat.com

جائے گا۔

علامہ طحطاوی رحمۃ اللہ علیہ مزید لکھتے ہیں: کیا قعدۂ اخیرہ کے بارے میں وہ بات کہی جا سکتی ہے جو تحریمہ کے بارے میں کہی جاتی ہے[1] لہٰذا جب قعدۂ اخیرہ میں رعایتِ شروط کے سلسلہ میں کوئی اعتراض نہیں ہوا جبکہ تحریمہ میں شرائط کی رعایت باعثِ قیل وقال ہے تو معلوم ہوا کہ قعدۂ اخیرہ تحریمہ کی طرح نہیں لہٰذا اس کے رکن ہونے کے بارے میں اس طرح کا اختلاف اور بحث وتمحیص نہیں ہے جس طرح تحریمہ کے بارے میں ہے۔

اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ علیہ

اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ علیہ تعجب کا اظہار کرتے ہوئے فرماتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ علامہ طحطاوی رحمۃ اللہ علیہ پر رحم فرمائے کہ کس طرح ''المسائل الاثنی عشریہ'' مشہورہ آپ کے ذہن سے نکل گئے۔ان مسائل سے معلوم ہوتا ہے کہ قعدۂ اخیرہ رکن ہے کیونکہ قعدۂ اخیرہ میں ان بارہ باتوں کا پیدا ہونا نماز کو توڑ دیتا ہے۔

مختصر القدوری میں ''المسائل الاثنی عشریہ'' کا ذکر اس طرح ہے:

و ان رای المتیمم الماء فی صلٰوته بطلت صلٰوته و ان راٰه بعد ما قعد قدر التشهد او کان ماسحا فانقضت مدة مسحه او خلع خفیه بعمل قلیل اوکان امیا فتعلم سورة او عریانا فوجد ثوبا او مُومیا فقدر علی الرکوع و السجود او تذکران علیه صلٰوة قبل هٰذه او احدث الامام القاری فاستخلف امیا او طلعت الشمس فی صلٰوة الفجر او دخل وقت العصر فی الجمعة او کان ماسحا علی الجبیرة فسقطت عن برء او کانت مستحاضة فبرات بطلت صلٰوتهم فی قول ابی حنیفة و قال ابو یوسف و محمد تمت صلٰوتهم فی هٰذه المسائل۔[2]

۱- یعنی شرائط کی رعایت نہ کرنا کیونکہ تحریمہ میں شرائطِ نماز کی رعایت تحریمہ کے رکن ہونے کی وجہ سے ہے کیونکہ قیام فرض ہے۔۱۲ ہزاروی

۲- مختصر القدوری صفحہ ۴۶

marfat.com

حلیہ میں بدائع کے حوالے سے منقول ہے کہ قعدۂ اخیرہ کیلئے وہ شرائط ہیں جو باقی ارکان کیلئے ہیں۔

62- طحطاوی رحمۃ اللہ علیہ

مقتدی پر امام کی اتباع کس کس بات میں واجب ہے؟ حلیہ میں ہے کہ واجباتِ نماز میں واجب ہے، سنن میں نہیں کیونکہ ان کی ادائیگی واجب نہیں۔

امامِ طحطاوی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ واجب کے علاوہ اس غیر واجب میں بھی اتباعِ امام ضروری ہے جو منسوخ نہیں ہوا۔

کما یاتی قریبا کہہ کر علامہ طحطاوی رحمۃ اللہ علیہ نے اس کے کچھ بعد فرمایا:

اعلم ان المتابعة واجبة فی الواجب و فی غیر الواجب الذی لم ینسخ کالزیادة علی الثلاث فی تکبیرات العیدین۔

اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ علیہ

جو کچھ امامِ طحطاوی رحمۃ اللہ علیہ نے دوبارہ ذکر کیا وہ بھی نقل کی طرف منسوب نہیں اور جو تحقیق علامہ شامی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمائی وہ اقرب ہے یعنی سنت میں متابعتِ امام سنت ہے چنانچہ علامہ شامی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

فعلم من ھذا ان المتابعة لیست فرضا بل تکون و اجبة فی الفرائض و الواجبات العقلیة و تکون سنة فی السنن۔[1]

ہاں ارکانِ اربعہ میں متابعت ہر مشروع میں واجب ہے۔

63- طحطاوی رحمۃ اللہ علیہ

امامِ طحطاوی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ حلبی نے فرض میں متابعت کو فرض قرار دیا ہے حالانکہ (مطلق) ایسا نہیں بلکہ (اس میں تفصیل ہے اور وہ یہ کہ) اگر مطلقاً فرض کی ادائیگی مراد ہے چاہے امام کے ساتھ ہو یا بعد میں، تو پھر بات ٹھیک ہے اور اگر مراد یہ ہے کہ امام

1- ردالمحتار المعروف بہ فتاوی شامی 1/316

marfat.com

کے ساتھ مل کر فرض کی ادائیگی فرض ہے تو یہ قطعاً واجب ہے۔

اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ علیہ

میں کہتا ہوں: یہ واجب نہیں بلکہ واجب عدمِ تاخیر ہے بایں معنیٰ کہ مقتدی کا فعل امام کے اس فعل سے فراغت کے بعد نہ ہو لیکن جہاں تک قران کا تعلق ہے تو وہ سنت ہے جس طرح علامہ شامی رحمۃ اللہ علیہ نے تحقیق فرمائی۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

و المتابعة المقارنة بلا تعقيب ولا تراخ سنة عنده لا عند هما۔[1]

64- طحطاوی رحمۃ اللہ علیہ

ایک شخص نے نماز شروع کی۔ ابھی فاتحہ (مکمل یا بعض) پڑھی تھی کہ دوسرے شخص نے اس کی اقتداء کی، تو اب بوجہ امامت جہری نماز میں جہر واجب ہے لیکن اگر باقی قراءت میں جہر کرے تو لازم آئے گا کہ ایک ہی نماز میں بلند اور آہستہ آواز کی قراءت جمع ہو جائے، یہ امر شنیع ہے اور اگر آہستہ پڑھے تو وجوبِ جہر کے بعد عدمِ جہر لازم آتا ہے لہٰذا پڑھی ہوئی قراءت کو لوٹائے۔

امامِ طحطاوی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ ظاہر یہ ہے کہ اعادہ میں اول کی موافقت کرے یعنی آہستہ پڑھے۔

اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ علیہ

میں کہتا ہوں کہ اس طرح کیسے ہو سکتا ہے جبکہ غنیہ میں اسی مسئلہ کے بعد مذکور ہے کہ اگر اس نے ایک یا زیادہ آیات آہستہ پڑھی ہوں تو نماز کو بلند قراءت کے ساتھ پوری کرے اور پڑھی ہوئی قراءت کو دوبارہ نہ پڑھے اور جس طرح ردالمحتار میں ہے:

وقيل لم يعد وجهر فيما بقي من بعض الفاتحة او السورة كلها او بعضها كما في المنية۔[2]

۱- ردالمحتار المعروف بہ فتاویٰ شامی ۱/ ۳۱۷

۲- ردالمحتار المعروف بہ فتاویٰ شامی ۱/ ۳۵۷

marfat.com

65- طحطاوی رحمۃ اللہ علیہ

امامت کے باب میں صاحبِ درمختار نے فرمایا کہ امامتِ صغریٰ میں مقتدی کی نماز کا امام کی نماز کے ساتھ ربط دس شرائط کے ساتھ ہے[1] جن میں سے ایک پر امام کی نماز کا صحیح ہونا ہے۔

اس کی تفصیل میں علامہ طحطاوی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ اگر مقتدی کو امام کے بارے میں ایسی بات معلوم ہو جو خود امام کے نزدیک مفسدِ نماز ہے جس طرح عورت کو ہاتھ لگانا اور امام کو اس حالت کا علم نہیں (کہ اس نے عورت کو چھوا) تو اکثر کے قول پر اس مقتدی کیلئے اس کی اقتداء جائز ہے اور ایک جماعت نے جن میں ہندوانی بھی ہیں، عدمِ جواز کا قول کیا ہے کیونکہ امام کے نزدیک یہ نماز باطل ہے لہٰذا تبعاً مقتدی کی نماز بھی باطل ہے۔

امامِ طحطاوی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ بعض لوگوں نے ہندوانی کے قول سے یہ سمجھا کہ فقط امام کی رائے کا اعتبار ہے اور صحیح یہ ہے کہ دونوں کی رائے کا معاً اعتبار ہے جیسے السندی نے غایۃ التحقیق میں تصریح کی ہے۔

اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ علیہ

لفظ ''السندی'' کی وضاحت کرتے ہوئے اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: ظاہر یہ ہے کہ لفظِ السندی نون کے ساتھ ہے۔[2]

اکثر مشائخ نے یہ فرمایا کہ اگر امام مقاماتِ اختلاف کی رعایت کرتا ہے تو پھر یہ نماز جائز ہوگی ورنہ نہیں۔ اسے سندی نے روایت کیا ہے۔

66- طحطاوی رحمۃ اللہ علیہ

معذور کے پیچھے طاہر کی نماز صحیح نہیں چاہے وضو کرتے ہی حدث ہو یا بعد میں پیدا ہو۔

۱- نیۃ المؤتم الاقتداء و اتحاد مکانھما و صلاتھما و صحۃ صلاۃ امامہ و عدم محاذاۃ امرأۃ و عدم تقدمہ علیہ بعقبہ و علمہ بانتقالاتہ و بحالہ من اقامۃ و سفر و مشارکتہ فی الارکان و کونہ مثلہ او دونہ فیھا۔ (حاشیۃ الطحطاوی علی الدر المختار 1/239)۔۱۲ ہزاروی

۲- غالباً اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ علیہ کے نسخہ میں السندی کا نون غین کی صورت میں ہوگا اور موجودہ نسخہ میں بھی بمشکل نون کا پتہ چلتا ہے۔۱۲ ہزاروی

marfat.com

تنویر الابصار اور دُرِّ مختار کی اس عبارت کے ساتھ علامہ طحطاوی رحمۃ اللہ علیہ نے ای و قبل الصلوۃ کی قید لگائی جس کا مطلب یہ ہے کہ حدث وضو کے بعد اور نماز سے پہلے طاری ہو۔

اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ علیہ

میں کہتا ہوں کہ یہ (ای و قبل الصلوۃ کی قید) مفہوم انتہائی بعید ہے۔ بے شک مجتبیٰ، بحر الرائق اور فتاویٰ ہندیہ میں ایسے ہی کہا گیا جیسے متن میں ہے (قبل الصلوۃ کی قید کے بغیر)۔

بحر الرائق میں ہے:

فی المجتبیٰ بان یقارن الوضوء الحدث او یطرا علیه الاحتراز عما اذا توضا علی الانقطاع و صلّٰی کذلك فانه یصح الاقتداء به لانه فی حکم الطاهر۔

''مجتبیٰ میں ہے کہ حدث وضو سے ملا ہوا ہو یا بعد میں طاری ہو، اور اس قید کے ذریعے اس بات سے احتراز کیا گیا کہ اگر وضو کرتے وقت عذر نہ ہو اور اسی طرح (بے عذر) نماز پڑھ لے تو اس کی اقتداء صحیح ہے کیونکہ وہ طاہر کے حکم میں ہے''۔

فتاویٰ ہندیہ میں ہے کہ طاہر آدمی سلسل البول والے کے پیچھے نماز نہ پڑھے لیکن یہ اس وقت ہے جب حدث وضو سے مقارن ہو یا بعد میں طاری ہو۔ اسی طرح زاہدی میں ہے۔

(اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ فقہاء کی) نص سے یہ بات معلوم ہے کہ جس نے انقطاعِ عذر کی حالت میں وضو کیا پھر اسی وقت عذر لوٹ آیا تو اس کا وضو معذور کا وضو شمار کیا جائے گا چاہے نماز سے قبل لوٹے یا بعد میں، یہاں تک کہ اس عذر کے ساتھ وضو نہیں ٹوٹے گا بلکہ وقتِ نماز کے چلے جانے سے ٹوٹ جائے گا جیسے سب فقہاء نے بیان کیا۔ پس جس نے انقطاعِ عذر کی صورت میں وضو کیا اور اسی حالت میں نماز پڑھی، پھر عذر اسی (نماز کے) وقت لوٹ آیا تو وہ نماز کامل نماز نہیں شمار کی جائے گا کیونکہ کامل نماز وضوئے عذر کے

marfat.com

ساتھ ادا نہیں ہوتی پس اس کی اقتداء کیسے صحیح ہوگی کیا تو نہیں دیکھتا کہ صحیح شخص کی طہارت طہارتِ مطلقہ ہے اور اس شخص کی طہارت جس نے انقطاعِ عذر کی حالت میں وضو کیا پھر اسی وقت میں عذر لوٹ آیا اگرچہ نماز کے بعد ہی کیوں نہ ہو، وہ وقتی (عارضی) طہارت ہے کیونکہ وقت کے نکلتے ہی باطل ہو جائے گی، پس ضعیف پر قوی کی بناء کیسے صحیح ہوگی؟

ہاں! تجھے یہ بات دھوکہ نہ دے کہ جب حالتِ انقطاع میں وضو کیا اور اسی حالت میں نماز پڑھی تو ہم یقیناً جانتے ہیں کہ اس نے ایسی طہارت سے نماز ادا کی جو منافی سے محفوظ ہے (یہ بات اس لئے نہیں کہہ سکتے کیونکہ) تو جانتا ہے کہ یہ طہارتِ سالمہ سے کم درجہ کی طہارت ہے اور اس لئے بھی کہ یہ طہارتِ مُوقّتہ ہے نیز ہم یہ بھی تسلیم نہیں کرتے کہ طہارت کے منافی کوئی بات نہیں پائی گئی کیونکہ انقطاعِ ناقص طُہرِ متخلل کی طرح ہے جو اتصالِ دم سے مانع نہیں بلکہ وہ مسلسل خون ہے جس طرح حائضہ عورت کے بارے میں ہے۔ اسی طرح بحر الرائق میں السراج الوہاج سے نقل کیا گیا ہے پس جس طرح طہرِ ناقص میں حائضہ کی نماز معتبر نہیں، اسی طرح انقطاعِ ناقص میں امامت بھی جائز نہیں۔ یہ بات کتبِ فقہ کے متون وشروح سے معلوم ہوتی ہے کیونکہ انہوں نے معذور کے پیچھے صحیح کی نماز کو منع کیا ہے۔

ہاں! اگر انقطاع کی حالت میں وضو کیا اور وہ انقطاعِ وقت کے نکلنے تک برقرار رہا تو اس شخص کا وضو صحیح لوگوں کے وضو کی طرح ہوگا اگرچہ وہ معذور ہی رہے گا۔ اگر دوسرے وقت میں عذر لوٹ آئے اس لئے یہ وضو خروجِ وقت سے باطل نہیں ہوتا بلکہ سیلان سے ٹوٹ جاتا ہے جیسے فقہاء نے بالاتفاق کہا ہے۔

پس اگر ہم اس قسم کے آدمی کی اقتداء کا قول کریں تو صحیح نہیں کیونکہ جب اس کا وضو معذور کا وضو ہے تو نماز بھی اسی طرح ہوگی۔ اسی طرح بندۂ ناتواں کیلئے ظاہر ہوا۔

مزید براں محشّی (علامہ طحطاوی رحمۃ اللہ علیہ) نے کوئی عقلی ونقلی دلیل بھی پیش نہیں کی پھر میں نے علامہ طحطاوی رحمۃ اللہ علیہ کے مراقی الفلاح پر حاشیے کو دیکھا تو لا یصح اقتداء غیرہ بہ کی شرح میں لکھا ہے کہ جب عذر کی حالت میں وضو کیا یا بعد میں عذر لاحق ہوا۔ اگر وضو کرتے وقت عذر سے خالی ہو تو وہ صحیح کے حکم میں ہوگا۔ اس بات میں سید طحطاوی رحمۃ اللہ علیہ نے ازہری کی

marfat.com

پیروی کی۔ پس الفاظ از ہری کے ہیں۔ فرق صرف اتنا ہے کہ از ہری نے فی حکم الطاھر کہا ہے اور یہ کلام صحیح ہے، اگر چہ ان دونوں کے قول خالیا عنہ سے اس چیز کا وہم پیدا ہوتا ہے جو یہاں واقع ہے اور یہ اس لئے کہ ان دونوں نے طریان کو مطلقاً بعد کے ساتھ ذکر کیا لہٰذا یہ اسے بھی شامل ہے جو نماز کے بعد ہوا گر چہ اسے وقت میں حصول کے ساتھ مقید کرنا واجب ہے اور ان کا قول خالیا عنہ اسی وقت تک خالی ہو سکتا ہے جب وقت میں نہ لوٹے اور اسی طرح ان کے قول فی حکم الصحیح سے حکمِ صحیح میں ہونا ثابت نہیں ہوتا جب وہ وقت میں لوٹ آئے۔

ظاہر یہ ہے کہ محشی رحمۃ اللہ علیہ کو قائل کے قول توضا علی الانقطاع و صلّی کذٰلك سے شبہ پیدا ہوا، پس انہوں نے اسی بات کو کافی سمجھا حالانکہ ایسا نہیں کیونکہ انقطاع سے مراد انقطاعِ معتبر ہے اور وہ انقطاعِ تام ہے جو پورے وقت کو گھیر لے اور یہاں یہ مراد نہیں کیونکہ اس انقطاع سے وہ معذور نہیں رہتا اور کلام معذور کے بارے میں ہے اور انقطاعِ ناقص یہ ہے کہ خروجِ وقت تک باقی رہے، اس سے وہ معذور ہی رہے گا لیکن اس میں وضو صحیح وضو کی طرح ہوگا، یہاں تک کہ خروجِ وقت سے نہیں ٹوٹے گا اور یہاں یہی مراد ہے کیونکہ یہ ضعیف ہے، ایک مختصر وقت کیلئے انقطاع ہوتا ہے، پھر عذر لوٹ آتا ہے، پس یہ انقطاع کچھ معتبر نہیں ہے۔

پھر مجھے کتبِ فقہ کے متون، شروح اور فتاوٰی سے بالا جماع معلوم ہوا کہ مطلقاً معذور کی اقتداء صحیح نہیں اور اس تقیید کو زاہدی نے ظاہر کیا اور اس کی کلام جو ہندیہ میں نقل کی گئی ہے اس میں صرف قرون اور طریان کا ذکر ہے اور اسے بھی اس نے مطلق ذکر کیا ہے لہٰذا یہ طریان کو اور بعد الصلوٰۃ دونوں کو شامل ہوگی اور مصنف رحمۃ اللہ علیہ زاہدی کے مسائل کو متن میں داخل کرتے رہتے ہیں اور متن ظاہرِ مذہب کے مطابق ہوتا ہے۔

67- طحطاوی رحمۃ اللہ علیہ

ہکلا (جس کی زبان میں لکنت ہو) کے پیچھے غیر ہکلا کی نماز صحیح نہیں اور یہ ہکلا شخص

marfat.com

انتہائی کوشش اور محنت کے بعد اُمّی کی مثل ہے لہٰذا اپنے جیسے کی امامت کر سکتا ہے۔

امامِ طحطاوی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ انتہائی کوشش اس پر فرض و لازم ہے اور دورانِ جدو جہد اس کی انفرادی نماز ظاہر مذہب کے لحاظ سے فاسد ہوگی۔[1]

اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ علیہ

میں کہتا ہوں: اس کی نماز کا فساد اس وقت ہے جب اس کیلئے اقتداء ممکن ہو ورنہ کسی نفس کو اس کی وسعت سے زیادہ تکلیف نہیں دی جاتی اور یہ بات بھی معلوم ہے کہ جدو جہد کیلئے کوئی حد متعین نہیں بلکہ اس کا حکم دائمی ہے لہٰذا امکان کا حکم خود شارح (صاحبِ درمختار) کے اس قول سے حاصل ہوا:

لا تصح صلاته ان امكنه الاقتداء۔

یعنی اس کی نماز اسی وقت (اکیلے) صحیح نہ ہو جب اقتداء ممکن ہو۔

68- طحطاوی رحمۃ اللہ علیہ

امامِ طحطاوی رحمۃ اللہ علیہ نے بزازیہ کے حوالے سے ایک مسئلہ نقل کیا اور وہ یہ کہ اگر کوئی شخص غیر المغضوب علیهم کو غیر المغظوب ظا کے ساتھ اور ولا الضالین کو ذال یا ظا کے ساتھ پڑھے تو بعض نے کہا کہ نماز فاسد نہیں ہوگی کیونکہ عوام حروف کے مخارج کو نہیں پہچانتے لہٰذا یہ حکم عمومِ بلوی کے پیشِ نظر ہے۔ بعض نے مطلقاً فسادِ نماز کا حکم دیا اگر معنےٰ بدل جائے۔

اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ علیہ

قاضی ابوالحسن اور قاضی ابوالقاسم نے کہا کہ اگر جان بوجھ کر ایسا کرے تو نماز فاسد ہو جائے گی اور بلاقصد زبان پر جاری ہو جائے یا حروف میں تمیز نہ کر سکتا ہو تو فاسد نہ ہوگی، یہ قول اعدل ہے۔ اس کلام میں قاضی ابوالقاسم کا ذکر ہے۔[2]

۱- یعنی اس پر اقتداء لازم ہے۔ ۱۲ ہزاروی

۲- اگر ضالین کو ظا کے ساتھ پڑھا جائے تو معنےٰ ہوگا ہمیشہ رہنے والے۔ لہٰذا اس سے نماز باطل ہو جاتی ہے۔ (نہایت القول المفید فی علم التجوید صفحہ ۹۶)۔ ۱۲ ہزاروی

marfat.com

69- طحطاوی رحمۃ اللہ علیہ

علامہ طحطاوی رحمۃ اللہ علیہ اور علامہ شامی رحمۃ اللہ علیہ دونوں نے دُرِّ مختار کی اس عبارت فلو من احدھما لم یکرہ سے اختلاف کرتے ہوئے اسے بحر الرائق کا مخالف قرار دیا اور لکھا کہ ایک کاندھے سے ہو یا دونوں سے، دونوں طرح سے مکروہ ہے اور شارح کا ولو من احدھما لم یکرہ کہنا صحیح نہیں۔ شامی کی عبارت یہ ہے:

مخالف لما فی البحر حیث ذکر فی انہ اذا ارسل طرفا منہ علی صدرہ و طرفا علی ظھرہ یکرہ۔[1]

اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ علیہ

شارح تنویر الابصار (صاحب درمختار) کے کلام کا مطلب وہ نہیں جسے سید علامہ طحطاوی رحمۃ اللہ علیہ نے اور ان کی اتباع کرتے ہوئے علامہ شامی رحمۃ اللہ علیہ نے سمجھا اور انہوں نے اس سلسلے میں بحث کی کہ ایک کاندھے پر رکھا ہو یا دونوں پر کیونکہ اس میں کوئی شک نہیں کہ جب کپڑے کے دونوں کنارے لٹکائے جائیں گے تو مطلقاً مکروہ ہوگا چاہے وہ ایک کاندھے پر ہو یا دونوں پر، شارح کی کلام کپڑے کے کناروں کے بارے میں تھی کہ اگر دونوں کناروں کو لٹکایا جائے تو مکروہ ہے اور اگر ایک کنارہ ایک کاندھے پر لٹکایا جائے اور دوسرا کنارہ دوسرے مونڈھے پر رکھا ہو تو مکروہ نہیں۔[2] کہاں یہ اور کہاں وہ مفہوم جسے ان دونوں حضرات نے سمجھا۔ اللہ تعالیٰ ان پر اور ان کے ساتھ ہم پر بھی رحم فرمائے۔ آمین۔

70- طحطاوی رحمۃ اللہ علیہ

اگر کوئی آدمی شافعی المذہب امام کی اقتداء میں وتر ادا کر رہا ہو تو آیا دعائے قنوت کی متابعت کرے گا یا اپنے مذہب کا قنوت پڑھے گا؟

اس ضمن میں علامہ طحطاوی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ اللّٰھم انا نستعینک پڑھنے میں

۱- ردّ المحتار المعروف بہ فتاوی شامی ۱/۴۳۰

۲- من احدھما میں ضمیر کا مرجع کتف نہیں بلکہ ثوب ہے۔ ۱۲ ہزاروی

marfat.com

واجب منحصر نہیں پس اگر قنوت میں امام کی متابعت کرے تو اس کی طرف سے واجب کی ادائیگی ہو جائے گی۔

اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ علیہ

میں کہتا ہوں کہ اس سے وجوب کے سقوط میں کلام نہیں۔ کلام اس بارے میں ہے کہ اس کیلئے کون سا قنوت مناسب ہے؟ آیا اپنے مذہب کی اتباع میں اپنے مذہب کا مختار قنوت پڑھے یا امام کی متابعت کے پیشِ نظر اس کے مذہب کا قنوت پڑھے؟ اس کا جواب وہی ہے جسے شیخ عبدالحی شرنبلانی رحمۃ اللہ علیہ نے ذکر فرمایا:

فی الشرنبلا لیۃ لا یخفٰی ان الشافعی یقنت باللّٰھم اھدنا و الحنفی باللّٰھم انا نستعینك۔

فتاوٰی شامی میں ہے:

ای ویقنت بدعاء الاستغاثۃ لا دعاء الھدایۃ الذی یدعو بہ امامہ لان المتابعۃ فی مطلق القنوت لا فی خصوص الدعاء کما حررہ الشیخ ابو السعود عن الشیخ عبد الحی۔[1]

71- طحطاوی رحمۃ اللہ علیہ

قنوتِ نازلہ رکوع سے پہلے پڑھا جائے۔ یہی امام مالک رحمۃ اللہ علیہ کا قول ہے اور امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ کے نزدیک رکوع کے بعد ہے۔ حلبی نے کہا کہ اگر امام رکوع کے بعد قنوت پڑھے تو اس کے اس غیر مشروع کام میں متابعت کی بجائے کچھ دیر بیٹھ جائے تاکہ مشارکت کا احتمال باقی نہ رہے۔

بحر الرائق میں ہے: بعض نے کہا چونکہ رکوع کے بعد طولِ قیام جائز نہیں اس لئے امام کی اتباع نہ کرے۔

اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ علیہ

میں کہتا ہوں کہ رکوع کے بعد بیٹھ جانا عدم جواز میں طولِ قیام سے بھی زیادہ شدید

۱- ردالمحتار المعروف بہ فتاوٰی شامی ۱/ ۴۴۹

marfat.com

ہے کیونکہ یہ اصلاً اور وضعاً دونوں طرح ناجائز ہے بخلاف طولِ قیام کے (کیونکہ وہاں وضعاً مشروعیت ہے)۔

72- طحطاوی رحمۃ اللہ علیہ

بحرالرائق میں ہے:

و لینقنت الامام فی الجهریة۔

''امام جہری نمازوں میں قنوت (نازلہ) پڑھے''۔

ابوالسعود میں ہے:

ان نزل بالمسلمین نازلة قنت الامام فی صلوٰة الفجر۔

''اگر مسلمانوں پر کوئی پریشانی آئے تو امام صبح کی نماز میں قنوت پڑھے''۔

علامہ طحطاوی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ بحرالرائق میں لفظِ جهر درحقیقت لفظِ الفجر ہے۔

اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ علیہ

آپ رحمۃ اللہ علیہ امام طحطاوی رحمۃ اللہ علیہ کی تائید کرتے ہوئے فرماتے ہیں کہ فی الجهریة کی عدمِ صحت ظاہر ہے جیسا کہ کتبِ احادیث سے ظاہر ہے چنانچہ فتاوٰی رضویہ میں اسی طرح ہے:

''تحقیق یہ ہے کہ قنوت صرف نمازِ فجر میں ہے وما وقع فی بعض الکتب فی صلوٰة الجهر مصحف من صلوٰة الفجر۔[1]

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے وہ مواظبت اور تکرار دیگر نمازوں کیلئے ثابت نہیں جو صبح کی نماز کے بارے میں ہے۔

73- طحطاوی رحمۃ اللہ علیہ

علامہ طحطاوی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ امامِ طحاوی رحمۃ اللہ علیہ (صاحب شرح معانی الآثار) نے فرمایا: ''ہمارے نزدیک سوائے آفات و مصائب کے صبح کی نماز میں قنوت نہ پڑھا جائے۔ اگر کوئی فتنہ یا مصیبت نازل ہو تو کوئی حرج نہیں''۔ بعض فضلاء نے فرمایا کہ یہی

۱- فتاوٰی رضویہ ۲/۵۱۰

marfat.com

ہمارا مذہب ہے اور جمہور بھی اسی مسلک پر ہیں۔

اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ علیہ

بعض فضلاء سے یا علامہ ابراہیم حلبی رحمۃ اللہ علیہ مراد ہیں یا علامہ شرنبلانی رحمۃ اللہ علیہ۔ کیونکہ ان دونوں نے غنیہ اور مراقی الفلاح میں یہ بات بیان کی ہے۔

74- طحطاوی رحمۃ اللہ علیہ

صاحبِ درِّ مختار نے (فائدہ کے تحت) ان باتوں کو بیان کیا جن میں امام کی اتباع کی جائے اور جن میں امام کی اتباع نہ کی جائے۔ جن امور میں امام کی اتباع کی جائے ان میں ایک قنوت بیان کیا گیا۔

امامِ طحطاوی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ شرنبلانی نے نور الایضاح میں اس کے مناقض بیان کیا اور وہ یہ کہ

لو ترك الامام القنوت يأتي المؤتم ان امكنه۔

''اگر امام قنوت ترک کردے تو مقتدی پڑھے بشرطیکہ اس کیلئے امام کے ساتھ رکوع میں شرکت ممکن ہو، ورنہ امام کی اتباع کرے''۔[1]

اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ علیہ

خلاصہ اور دیگر کتب میں بھی اسی طرح مذکور ہے (جیسے نور الایضاح میں ہے)۔

75- طحطاوی رحمۃ اللہ علیہ

نوافلِ منذورہ میں اگر قیام کے ساتھ پڑھنے کی نذر ہے تو قیام واجب ہے ورنہ قیام لازمی نہیں اور تعین کے ساتھ بالاتفاق قیام لازم ہے۔

اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ علیہ

یہ مسئلہ کہ نوافلِ منذورہ میں قیام واجب نہیں جب تک کہ قیام کی صراحت نہ ہو، متفقہ

۱- نور الایضاح مع حاشیہ ذریعۃ النجاح صفحہ ۹۸

marfat.com

نہیں بلکہ اختلافی ہے۔

76- طحطاوی رحمۃ اللہ علیہ

مقیم سواری کی حالت میں شہر سے باہر نفل پڑھ سکتا ہے۔

امام طحطاوی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: تنویر الابصار میں راکبا مفرد کا صیغہ اس بات کی طرف اشارہ کرنے کیلئے لایا گیا ہے کہ سواری کی حالت میں جماعت کے ساتھ نماز پڑھنے سے امام کی نماز صحیح ہوگی جبکہ قوم کی نماز فاسد ہو جائے گی۔

اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ علیہ

جماعت کے ساتھ قوم کی نماز کے فساد کی وجہ بیان کرتے ہوئے اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ جانوروں کے درمیان فاصلہ اقتداء سے مانع ہے۔

77- طحطاوی رحمۃ اللہ علیہ

مقتدی کے دعائے قنوت سے فارغ ہونے سے قبل اگر امام رکوع میں چلا جائے تو مقتدی قنوت ترک کر کے امام کی متابعت کرے، اگر چہ اس نے (بوجوہ) قنوت میں سے کچھ بھی نہ پڑھا ہو بشرطیکہ امام کے ساتھ رکوع کے فوت ہو جانے کا خوف ہے البتہ تشہد کو پورا کرے کیونکہ تشہد میں اختلاف مفسدِ نماز نہیں۔ (الدرر)

اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ علیہ

میں کہتا ہوں: (حالتِ تشہد میں عدمِ اتباعِ امام) تشہد میں مخالفت نہیں بلکہ تشہد کے ساتھ سلام میں بلکہ خروج بصنعہٖ میں مخالفتِ امام ہے۔ الدرر کا یہ قول (مخالفتِ امام فی التشہد) اس شخص کے مسلک پر صحیح ہے جو اس کی فرضیت کا قائل نہ ہو۔

78- طحطاوی رحمۃ اللہ علیہ

صاحبِ تنویر الابصار نے فرمایا: اگر لوگ عشاء کے فرض (رمضان شریف میں) جماعت کے ساتھ نہ پڑھیں تو تراویح بھی جماعت کے ساتھ نہ پڑھیں۔ اس کی علت

marfat.com

صاحبِ درِّ مختار نے یہ بیان فرمائی کہ تراویح کی جماعت فرض کی جماعت کے تابع ہے۔

علامہ طحطاوی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: شارح کی تعلیل تبعاً اکیلے آدمی کو بھی شامل ہے یعنی اگر کوئی شخص جماعت کے ساتھ فرض نہ ادا کر سکے تو تراویح بھی جماعت کے ساتھ ادا نہ کرے اور خود شارح کی تفریع اس کی تعلیل کے خلاف ہے اور وہ یہ ہے:

فمصلیه وحده یصلیها معه۔

''اکیلے فرض پڑھنے والے جماعت کے ساتھ تراویح ادا کریں''۔

اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ علیہ

امامِ طحطاوی رحمۃ اللہ علیہ نے شارح (صاحبِ درمختار) پر اعتراض کیا کہ شارح کی تعلیل سے مفرد کی شمولیت اور تفریع سے اس کے خلاف کا پتہ چلتا ہے۔ اس کا جواب ردالمحتار میں نہایت عمدہ دیا گیا ہے۔ ردالمحتار میں ہے:

(قوله لا نها تبع) ای لان جماعتها تبع لجماعة الفرض فانها لم تقم الا بجماعة الفرض فلو اقیمت بجماعة وحدها کانت مخالفة للوارد فیها فلم تکن مشروعة اما لو صلیت بجماعة الفرض و کان رجل قد صلی الفرض وحده فله ان یصلیها مع ذٰلك الامام لان جماعتهم مشروعة فله الدخول فیها معهم لعدم المحذور و هٰذا ماظهر لی فی وجهه و به ظهر ان التعلیل المذکور لا یشمل المصلی وحده فظهر صحة التفریع بقوله مصلیه وحده الخ۔[1]

79- طحطاوی رحمۃ اللہ علیہ

حلبی کے حوالہ سے امام طحطاوی رحمۃ اللہ علیہ نے لکھا ہے کہ تعلیلِ سابق کے مطابق صورتِ مذکورہ میں جماعت کے ساتھ وتر پڑھے جاسکتے ہیں کیونکہ وتر امامِ ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کے نزدیک نہ تو تراویح کے تابع ہیں اور نہ ہی عشاء کے۔

۱- ردالمحتار المعروف بہ فتاویٰ شامی ۱/۴۷۶

marfat.com

اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ علیہ

علامہ شامی رحمۃ اللہ علیہ نے اس کا جواب یوں دیا ہے کہ وتر اگر چہ اپنی اصل کے لحاظ سے تابع نہیں ہیں لیکن وتروں کی جماعت تو تابع ہے۔ فتاوٰی شامی میں ہے:

الذی یظهر ان جماعة الوتر تبع لجماعة التراویح و ان کان الوتر نفسه اصلا فی ذاته لان سنة الجماعة فی الوتر انما عرفت بالاثر تابعة للتراویح الخ۔[1]

80- طحطاوی رحمۃ اللہ علیہ

امام صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے نزدیک وتر عشاء کے تابع بھی نہیں۔ (حلبی)

اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ علیہ

اس بات سے وتروں کی جماعت کے جواز کا وہم پیدا ہوتا ہے اگر چہ فرض جماعت کے ساتھ نہ پڑھے ہوں اور یہ بات اس نص کے خلاف ہے جو شرح النقایہ اور غنیہ وغیرہما میں ہے۔ اس مسئلہ کی تحقیق ہمارے فتاوٰی (فتاوٰی رضویہ) میں مکمل طور پر کی گئی ہے۔

فتاوٰی رضویہ میں ہے:

"جس شخص نے نمازِ عشاء تنہا پڑھی، وہ تراویح کی جماعت میں شامل ہوسکتا ہے، تنہا نہ پڑھے، ہاں! وتر کی جماعت میں شامل نہیں ہوسکتا۔ جس نے فرض تنہا پڑھے ہوں، وہ وتر بھی تنہا پڑھے۔

درِ مختار میں ہے:

مصلیه وحده یصلیها معه ۱ ھ ای مصل الفرض وحده یصل التراویح مع الامام۔

ردالمحتار میں ہے:

۱- ردالمحتار المعروف بہ فتاوٰی شامی ۱/۶۷۴

marfat.com

اذ الم یصل الفرض معه لا یتبعه فی الوتر واللّٰه تعالیٰ اعلم "۔[1]

81- طحطاوی رحمۃ اللہ علیہ

اذان کے بعد نماز ادا کئے بغیر مسجد سے باہر جانے کی کراہت کا ذکر کرتے ہوئے چند افراد کے استثناء کے بعد صاحبِ تنویر الابصار اور اس کے شارح (صاحبِ درِ مختار) فرماتے ہیں:

(الا لمن ینتظم به امر جماعة اخریٰ) او کان الخروج لمسجد فیه و لم یصلوا فیه او لاستاذه لدرسه اولسماع الوعظ اولحاجة و من عزمه ان یعود۔[2]

علامہ طحطاوی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ ومن عزمه جار مجرور آخری یعنی لحاجة کے ساتھ متعلق ہے یعنی کسی حاجت کی طرف جانے والا واپسی کا عزم رکھتا ہو۔

اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ علیہ

میں کہتا ہوں کہ علامہ طحطاوی رحمۃ اللہ علیہ جار مجرور کو (صرف لِحاجةٍ کی بجائے) درس، وعظ اور حاجت (تینوں) کے ساتھ متعلق گردانتے تو تمام ابحاث ختم ہو جاتیں (اور کوئی اشکال باقی نہ رہتا)۔

82- طحطاوی رحمۃ اللہ علیہ

مختصر البحر کے حوالے سے ایک مسئلہ علامہ طحطاوی رحمۃ اللہ علیہ نے بیان فرمایا جیسے ابو السعود نے زیلعی سے نقل کیا۔

اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ علیہ

کتاب کی وضاحت اور شبہ کے ازالہ کے طور پر اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ یہ کتاب مختصر البحر بحر الرائق نہیں بلکہ ایک علٰحدہ کتاب ہے اور صاحبِ بحر الرائق پر یہ بہت سی باتوں میں مقدم ہے کیونکہ امام زیلعی رحمۃ اللہ علیہ نے بھی اسی کے حوالہ سے مسئلہ نقل کیا۔

۱- فتاویٰ رضویہ ۳/۴۸۰، ۴۸۱

۲- نہر الفائق

marfat.com

83- طحطاوی رحمۃ اللہ علیہ

سفرِ شرعی جس سے نماز میں قصر واجب ہوتی ہے، سال کے چھوٹے دنوں کے حساب سے تین دن اور تین رات کی مسافت ہے۔

علامہ طحطاوی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: چونکہ دن کی مقدار شہروں کے اختلاف سے مختلف ہے اس لئے یہ لازم آتا ہے کہ ''بلغار'' میں مسافتِ سفر تین ساعتیں یا اس سے کم ہو کیونکہ ان کے نزدیک سال کے چھوٹے دن ایک ساعت یا کچھ کم اور زیادہ کے ہوتے ہیں۔ (حلبی)

اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ علیہ

علامہ شامی رحمۃ اللہ علیہ کی طرف سے اس کا بہترین جواب دیا گیا ہے لہٰذا وہاں دیکھا جائے۔

علامہ شامی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

ان المراد من التقدیر باقصر ایام السنة انما هو فی البلاد المعتادة التی یمکن قطع المرحلة المذکورة فی معظم الیوم من اقصر ایامها فلا یرد ان اقصر ایام السنة فی بلاد بلغار قد یکون ساعة او اکثر او اقل فیلزم ان یکون مسافة السفر فیها ثلاث ساعات او اقل لان القصر الفاحش غیر معتبر کالطول الفاحش و العبارات حیث اطلقت تحمل علی الشائع الغالب دون الخفی النادر الخ۔[1]

84- طحطاوی رحمۃ اللہ علیہ

مشہور ہے کہ بلغار کے دن رات سے کہیں زیادہ لمبے ہوتے ہیں اس لئے کبھی وہاں کا دن ۲۳ ساعتوں کا ہوتا ہے۔

اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ علیہ

جس طرح دن گرمیوں میں زیادہ لمبا ہوتا ہے اسی مناسبت سے سردیوں میں نہایت

۱- ردالمحتار المعروف بہ فتاوی شامی ۱/۵۲۶

marfat.com

چھوٹا بھی ہوتا ہے تو اگر دن نہایت لمبے ہوں تو عشاء کے حق میں فرق پڑے گا کیونکہ غروبِ شفق سے پہلے صبح طلوع ہو جائے گی لیکن دنوں کے چھوٹا ہونے کی صورت میں بھی زوال ضرور پایا جائے گا اور اسی طرح سایہ ایک دو مثل ضرور ہوگا چاہے دن نہایت مختصر ہی کیوں نہ ہوں۔[1]

85- طحطاوی رحمۃ اللہ علیہ

مدتِ سفر کی بحث میں صاحبِ تنویر الابصار نے فرمایا:

مسیرة ثلاثة ایام ولیا لیها بالسیر الوسط مع الاستراحات المعتادة

المعتادة کے بارے میں علامہ طحطاوی رحمۃ اللہ علیہ نے ایک عبارت نقل کی اور فرمایا کہ یہ بات شیخ زین کے اِفادات میں سے ہے۔ وہ عبارت یہ ہے:

"(المعتادة) هی معلومة عند الناس فیرجع الیهم عند الاشتباه"۔

اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ علیہ

شیخ زین کا یہ قول "البدائع" سے لیا گیا ہے۔

86- طحطاوی رحمۃ اللہ علیہ

تنویر الابصار میں ہے کہ مسافر چار رکعتوں والی نماز (فرض) کی بجائے دو رکعات پڑھے یہاں تک کہ اپنی منزل پر پہنچ جائے۔ اس پر صاحبِ درِ مختار نے فرمایا کہ یہ اس وقت ہے جب مدتِ سفر پوری ہو جائے ورنہ سفر کے غیر مستحکم ہونے کی وجہ سے محض واپسی کی نیت سے سفر کی مدت پوری ہو جائے گی۔

سفر کے غیر مستحکم ہونے کے بارے میں یہ بحث کی گئی کہ قصر کی علت تین دن کے سفر کے ارادے سے آبادی سے مفارقت ہے نہ کہ تین دن میں سفر کی تکمیل کیونکہ حکمِ سفر محض آبادی سے جدائی کے ساتھ ثابت ہو جاتا ہے۔ لہٰذا جب تک حکمِ اقامت کی علت یعنی شہر میں داخلہ ثابت

۱- اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ علیہ کی عبارت کا مفاد یہ ہے کہ دونوں کے نہایت لمبے ہونے یا نہایت مختصر ہونے سے مدتِ سفر کے تعین میں کوئی فرق نہیں پڑے گا۔ ۱۲ ہزاروی

marfat.com

نہ ہو، سفر کا حکم باقی رہے گا۔[1]

اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ علیہ

امامِ طحطاوی رحمۃ اللہ علیہ نے فعلِ مجہول کے ساتھ بحث کی طرف اشارہ کیا اور فاعل کا ذکر نہیں کیا۔ اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ علیہ نے اس کی وضاحت فرمائی اور بتایا کہ بحث کرنے والی شخصیت علامہ ابنِ ہمام رحمۃ اللہ علیہ ہیں۔

87- طحطاوی رحمۃ اللہ علیہ

مذکورہ بالا بحث کے بارے میں امامِ طحطاوی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ یہ بحث نہایت مضبوط ہے۔

اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ علیہ

اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ علیہ نے اولاً ابنِ ہمام کی بحث کو لاشئ قرار دیا جسے علامہ طحطاوی رحمۃ اللہ علیہ قوی بحث قرار دے رہے ہیں۔ اس کے بعد آپ رحمۃ اللہ علیہ نے ابنِ ہمام کی بیان کردہ علتِ قصر اور علتِ حکمِ اقامت کو رد کرتے ہوئے علتِ قصر بیان فرمائی اور پھر پیدا ہونے والے اعتراض کا جواب بھی دیا نیز اسے ایک مثال کے ذریعے ثابت کیا۔ ابنِ ہمام نے قصر کیلئے آبادی سے مفارقت کو علت قرار دیا جبکہ اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ علیہ نے مشقت کو علت قرار دیا جس سے ثابت ہوا کہ تین دن اور تین رات کی سیر مکمل ہونے ہی پر تحقیقِ مشقت پر قصر کی رعایت کا استحقاق ہے اور محض آبادی سے جدائی اور صرف نیت سے مشقت حاصل نہیں ہوتی۔

اب سوال پیدا ہوا کہ پھر آبادی سے جدا ہوتے ہی قصرِ صلوٰۃ کیوں ہے تو اس کا جواب آپ رحمۃ اللہ علیہ نے یوں دیا کہ چونکہ رخصت تخفیفِ مشقت کے شروع ہوتے ہی ہونی چاہئے نہ کہ تکمیل پر، اس لئے شارح نے سفر کی نیت سے آبادی سے جدا ہوتے ہی قصر کا حکم دیا۔ اس کی مثال یہ ہے کہ جب کوئی شخص کسی کے سر پر بوجھ رکھ دے، پھر اسے سفر کا حکم دے اور اس پر تخفیف کرنا چاہے تو یہ اس صورت میں ہوگی کہ اس کے آغازِ سفر ہی میں کچھ بوجھ اتار

۱- نتیجہ یہ ہے کہ محض نیتِ عود سے حکمِ اقامت ثابت نہیں ہوگا۔ ۱۲ ہزاروی

marfat.com

دے، اگر سفر مکمل کرنے پر بوجھ اتارتا ہے تو تخفیف نہ ہوگی، اسی طرح شریعت نے اسی مقصدِ تخفیف کے پیشِ نظر محض بستی سے جدائی کے ساتھ ہی رخصت کا حکم فرمایا، پھر جب مدتِ معتبرہ کو پہنچ جائے اور واپسی کا ارادہ کرے تو اب چونکہ وہاں مشقت باعثِ رخصت نہیں ہے لہٰذا وہ بوجھ جو مشقت کے پیشِ نظر اُٹھایا گیا تھا، دوبارہ رکھ دیا جاتا ہے۔[1]

88- طحطاوی رحمۃ اللہ علیہ

امام کے خطبہ شروع کرنے سے قبل اور کسی کو تکلیف دیے بغیر آگے جا سکتا ہے البتہ اگر کہیں اور جگہ نہ ملے اور امام کے سامنے جگہ ہو تو گردنیں پھلانگ کر آگے جا سکتا ہے کیونکہ آگے بڑھنے والے پر برکتوں کا نزول ہوتا ہے۔

اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ علیہ

امامِ طحطاوی رحمۃ اللہ علیہ کے قول پر تفریع کے انداز میں اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ علیہ نزولِ برکت کی تفصیل بیان فرماتے ہیں کہ سب سے پہلے امام پر برکت کا نزول ہوتا ہے، پھر اس شخص پر جو امام کے بالکل مقابل پہلی صف میں ہے، پھر اس کے دائیں اور پھر بائیں طرف کے نمازیوں پر، پھر دوسری صف میں اسی ترتیب کے ساتھ اور پھر آخری صف تک اسی ترتیب سے برکات کا نزول ہوتا ہے۔

89- طحطاوی رحمۃ اللہ علیہ

کہا گیا ہے کہ جو کام بُدھ کو شروع کیا جائے وہ مکمل ہوتا ہے۔[2]

اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ علیہ

اس بارے میں ایک حدیث پاک میں ہے:

۱- تو معلوم ہوا کہ قصر کی علت مشقت ہے نہ کہ آبادی سے جدائی اور یہ صرف شفقت کے تحت تخفیف ہے۔۱۲ ہزاروی

۲- پیشِ نظر حاشیہ میں یہ صفحہ غیر مطبوعہ ہے۔۱۲ ہزاروی

marfat.com

ما من شیء بدئ یوم الاربعاء الاتم۔
''بدھ کو شروع کیا جانے والا کام مکمل ہوتا ہے''۔

90- طحطاوی رحمۃ اللہ علیہ

عیدین کے احکام اور اوقات کی بحث میں صاحبِ تنویر الابصار نے فرمایا کہ عید الفطر کے احکام وہی ہیں جو عید الاضحیٰ کے ہیں البتہ عید الاضحیٰ کی نماز قربانی کے تیسرے دن تک مؤخر کی جاسکتی ہے۔[1]

امامِ طحطاوی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ مصنف کا قول یجوز تا خیرھا سے پتہ چلتا ہے کہ (تاخیر میں) کراہت تنزیہی ہے

اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ علیہ

امامِ طحطاوی رحمۃ اللہ علیہ نے یَجُوزُ کے لفظ سے کراہت تنزیہی کا مفہوم سمجھا۔ اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ علیہ نے اِسے غیر صحیح قرار دیتے ہوئے فرمایا کہ کبھی جواز کو واجب کے مقابل بولا جاتا ہے، اس وقت یہ مکروہ تحریمی کو بھی شامل ہوتا ہے اور یہاں بھی ایسا ہی ہے۔

91- طحطاوی رحمۃ اللہ علیہ

نماز استسقاء کے ضمن میں مصنفِ تنویر الابصار نے فرمایا کہ یہ نماز جماعت، خطبہ اور چادر کے الٹانے کے بغیر ہو اور ذمی (غیر مسلم) بھی حاضر نہ ہوں۔

اس پر علامہ طحطاوی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ ذمیوں کا مسلمانوں کے ساتھ اجتماع مکروہ ہے۔

اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ علیہ

میں کہتا ہوں کہ مسلمانوں کے ساتھ کفار کا اجتماع بلا ضرورت اور بغیر مصلحت کے مکروہ ہے البتہ اس کی عبادت کے جواز کے بارے میں فقہاء نے بالا جماع تصریح کی ہے بلکہ

---

[1] عید الفطر کی نماز دوسرے دن زوال سے قبل تک مؤخر ہو سکتی ہے۔ ۱۲ ہزاروی

marfat.com

مسلمانوں کا تجارت کی نیت سے دارالحرب میں داخل ہونا جائز ہے۔[1]

92- طحطاوی رحمۃ اللہ علیہ

ایصالِ ثواب کے بارے میں علامہ طحطاوی رحمۃ اللہ علیہ نے حضرتِ انس رضی اللہ عنہ کی ایک روایت نقل کی اور فرمایا کہ اسے قرطبی نے اپنے ''تذکرہ'' میں ذکر فرمایا اور وہ یہ ہے کہ حضرتِ انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

اذا قرا المؤمن آیة الکرسیّ و جعل ثوابها لاهل القبور ادخل الله تعالٰی فی کل قبر من المشرق والمغرب نورا و وسع علیهم مضاجعهم و اعطی الله للقارئ ثواب ستین نبیّا و رفع له بکل میت درجة و کتب له بکل میت عشر حسنات۔

''جب مومن آیت الکرسی پڑھ کر اس کا ثواب اہلِ قبور کو ایصال کرے تو اللہ تعالیٰ ہر قبر کو مشرق سے مغرب تک نور سے بھر دیتا ہے، ان کی قبروں کو کشادہ کر دیتا ہے، پڑھنے والے کو ساٹھ نبیوں کا ثواب دیتا ہے، ہر میت کے بدلے اس کا ایک درجہ بلند کرتا ہے اور ہر میت کے بدلے اس کے نامۂ اعمال میں دس نیکیاں درج فرماتا ہے''۔

اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ علیہ

اس روایت میں بعض الفاظ ایسے ہیں جن سے ادھر ادھر کی باتوں کا اظہار ہوتا ہے، یعنی اس کے بعض الفاظ اس کی عدمِ صحت کی دلیل ہیں۔[2]

93- طحطاوی رحمۃ اللہ علیہ

قبر پر چلنا، بیٹھنا، پیشاب کرنا، پاخانہ کرنا اور نماز پڑھنا، اسی طرح قبر کے پاس نماز پڑھنا مکروہ ہے کیونکہ اس سے منع کیا گیا ہے اور اسی سے زائرینِ قبور کا حکم بھی معلوم ہو گیا۔

۱- لہٰذا امام طحطاوی رحمۃ اللہ علیہ کا اس اجتماع کو مطلقاً مکروہ کہنا صحیح نہیں۔ ۱۲ ہزاروی

۲- مثلاً ساٹھ نبیوں کا ثواب وغیرہ۔ ۱۲ ہزاروی

marfat.com

اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ علیہ

اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ علیہ نے امام طحطاوی رحمۃ اللہ علیہ کے اس قول کو بعض قیود کے ساتھ مقید کیا اور مطلقاً نہی کے قول کو غلط قرار دیا۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ قبر پر یا قبر کی طرف (بغیر پردہ حائل ہونے کے) نماز پڑھنا منع ہے اور یہ اُس وقت ہے جب وہ قبر اس نمازی کی نظروں کے سامنے ہو اور وہ خضوع وخشوع سے نماز پڑھ رہا ہو، یونہی جب کہ اس کے پہلو میں ہو لیکن جب ان تمام باتوں سے خالی ہو اور کسی قبر کے پاس نماز پڑھے تو کوئی حرج نہیں اور نہ ہی یہ منع ہے اور اگر وہ کسی نیک شخص کی قبر کے پاس اس کی برکت سے متمتع ہونے کی نیت سے نماز پڑھے تو یہ عمدہ بات ہے، جس طرح ہم نے اپنے فتاوٰی میں تحقیق کی ہے۔ اللہ تعالیٰ بہتر جانتا ہے۔

94- طحطاوی رحمۃ اللہ علیہ

تنویر الابصار و درّ مختار میں ہے کہ علت مثلاً بادلوں اور غبار کی صورت میں ایک عادل یا مستور الحال کی خبر، دعوٰی، لفظ اشھد، حکمِ حاکم اور مجلس قضاء کے بغیر قبول کی جائے۔

علامہ طحطاوی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ اگر کسی شخص نے حاکم کے سامنے ہلالِ رمضان کی شہادت دی اور ایک دوسرے آدمی نے اس کی شہادت کو حاکم کے پاس سنا تو اگر اس شاہد کا عدل ظاہر ہے تو سامع پر روزہ رکھنا واجب ہے اور وہ حکمِ حاکم کا محتاج نہیں۔

اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ علیہ

آپ رحمۃ اللہ علیہ نے ظاہر العدالۃ اور مستور العدالۃ کا فرق بیان کرتے ہوئے فرمایا کہ اس شخص کی عدالت ظاہر اور معلوم ہو جس طرح کہ یہی مذہب ہے کیونکہ جس کے لباس اور صورت سے مخالفتِ شریعت کا ظہور ہو، وہ مستور ہے۔

95- طحطاوی رحمۃ اللہ علیہ

درِّ مختار میں ہے کہ ایک کی شہادت دوسرے پر قبول کی جائے جیسے غلام اور عورت

marfat.com

اگر چہ ان کی مثل پر ہو۔

اس ضمن میں علامہ طحطاوی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ علی مثلھا سے یہ فائدہ ہے کہ ان کے غیر مثل جیسے آزاد اور مرد کے خلاف شہادت مقبول ہے۔

اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ علیہ

آپ رحمۃ اللہ علیہ نے طحطاوی میں ایک لفظ کے سقوط کی طرف اشارہ فرمایا۔[1]

96- طحطاوی رحمۃ اللہ علیہ

تنویر الابصار اور درِ مختار میں ہے کہ عید الفطر کے چاند کیلئے علتِ مذکورہ اور عدالت کے علاوہ نصابِ شہادت اور لفظِ اَشْھَدُ کی بھی شرط ہے۔

علتِ متقدمہ کی تفصیل میں علامہ طحطاوی رحمۃ اللہ علیہ نے بادلوں، گرد وغبار اور دھوئیں کا ذکر فرمایا۔

اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ علیہ

علامہ طحطاوی رحمۃ اللہ علیہ کی بیان کردہ علتوں کے علاوہ لکڑی کا بُرادہ (بُورا)، بارش اور نصاب کا بھی اضافہ فرمایا۔

97- طحطاوی رحمۃ اللہ علیہ

تنویر الابصار میں ہے کہ اگر کسی شہر میں حاکم نہ ہو تو وہاں کے باشندگان ثقہ (قابلِ اعتماد) آدمی کے قول پر روزہ رکھیں۔

علامہ طحطاوی رحمۃ اللہ علیہ نے اس کی تشریح کرتے ہوئے فرمایا کہ نہ تو وہاں قاضی ہو اور نہ ہی حکمران۔[2]

۱- ایسا معلوم ہوتا ہے کہ اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ علیہ کے نسخہ میں لفظ من یماثلھا ہوگا جبکہ پیشِ نظر نسخۂ طحطاوی میں علی من لہ یماثلھا ہے۔۱۲ ہزاروی

۲- فتاوٰی عالمگیریہ المعروف بہ فتاوٰی ہندیہ ۱/۱۹۷

marfat.com

اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ علیہ

اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ علیہ نے حاکم کی تعریف میں علماء کو بھی شامل کیا اور فرمایا کہ جہاں حکمران نہ ہو وہاں علماء حکمران ہیں۔ مسلمانوں پر واجب ہے کہ اُن کی طرف رجوع کریں اور ان کا حکم مانیں۔ اگر علماء زیادہ ہوں تو ان میں سے زیادہ علم والا ہی والی ہے ورنہ (بصورتِ مساوات) قرعہ اندازی کریں۔ یہ پورا مسئلہ الحدیقۃ الندیہ میں بیان کیا گیا ہے۔

98- طحطاوی رحمۃ اللہ علیہ

عید الفطر کے چاند کا مسئلہ بیان کرتے ہوئے تنویر الابصار کے مصنف نے فرمایا:

(و افطروا باخبار عدلین) مع العلة (للضرورة)۔

علامہ طحطاوی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ منح اور ہندیہ کی عبارات سے پتہ چلتا ہے کہ دو عادلوں کی خبر سے افطار کا حکم جواز کیلئے ہے، وجوب کیلئے نہیں کیونکہ ان دونوں فتاوٰی میں لا باس للناس ان یفطروا سے تعبیر کیا ہے۔

اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ علیہ

منح اور ہندیہ کی طرح فتاوٰی خانیہ، خلاصہ، فتح القدیر اور جواہر الاخلاطی میں بھی بیان کیا گیا ہے۔

99- طحطاوی رحمۃ اللہ علیہ

صاحبِ درمختار نے بیان فرمایا کہ حاکم تنہا رمضان المبارک کا چاند دیکھے تو اسے اختیار ہے کہ گواہ قائم کرے یا لوگوں کو روزے کا حکم دے۔

شاہد کے بارے میں علامہ طحطاوی رحمۃ اللہ علیہ حلبی کے حوالے سے فرماتے ہیں: ظاہر یہ ہے کہ اس کا مطلب حاکم کا کسی شخص کو شہادت پر آمادہ کرنا ہے، پھر وہ شاہد گواہی دے اور کہے کہ مجھے کسی آدمی نے خبر دی ہے کہ اس نے چاند دیکھا ہے اور اس نے مجھے شہادت دینے کی ترغیب دی ہے۔

marfat.com

اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ علیہ

آپ رحمۃ اللہ علیہ نے علامہ طحطاوی رحمۃ اللہ علیہ کے بیان کردہ طریقۂ شہادت سے اختلاف کرتے ہوئے ایک ایسا طریقہ بیان فرمایا جو زیادہ قرینِ قیاس ہے۔ فرماتے ہیں کہ اس کا مطلب یہ ہے کہ حاکم کسی کو اپنا نائب مقرر کر کے اس کے سامنے خود شہادت دے۔

100- طحطاوی رحمۃ اللہ علیہ

عید الفطر کے چاند کے بارے میں حضرتِ امامِ اعظم رحمۃ اللہ علیہ سے بحر الرائق میں ایک روایت نقل کی گئی جس کے راوی امامِ حسن رضی اللہ عنہ ہیں کہ دو مردوں یا ایک مرد اور دو عورتوں کی شہادت قبول کی جائے چاہے آسمان میں کوئی علت ہو یا نہ ہو جس طرح ہلالِ رمضان کے بارے میں ہے۔ یونہی بدائع میں بھی ہے۔

علامہ طحطاوی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ میرے علم کے مطابق مشائخ میں سے کسی نے اس کو ترجیح نہیں دی البتہ ہمارے اس زمانہ (۹۵۵ھ) میں اس پر عمل مناسب ہے کیونکہ لوگ چاند کے دیکھنے میں تساہل سے کام لیتے ہیں۔

پھر علامہ طحطاوی رحمۃ اللہ علیہ نے مصر میں رونما ہونے والا ایک واقعہ بیان فرمایا کہ ۹۵۵ھ میں اہلِ مصر دو جماعتوں میں بٹ گئے۔ بعض نے روزہ رکھا اور بعض نے نہ رکھا، یونہی عید الفطر کے بارے میں ان کا اختلاف ہوا، اس کا سبب یہ تھا کہ ایک قلیل جماعت نے قاضی القضاۃ (حنفی) کے سامنے (ہلالِ رمضان کی) گواہی دی۔ مطلع صاف تھا لہٰذا ان کی گواہی قبول نہ کی گئی۔ پس انہوں نے اور ان کی اتباع میں بہت سے لوگوں نے روزہ رکھا اور لوگوں کو خود قاضی نے افطار کا حکم دیا، یونہی ہلالِ فطر میں ہوا یہاں تک کہ بعض مشائخِ شافعیہ نے بغیر جماعت کے عید کی نماز پڑھی اور شہر کی غالب اکثریت نے ان کی مخالفت کی اور امام کی مخالفت کے باعث ان کے اس فعل سے اختلاف کیا۔

اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ علیہ

فطر میں اختلاف کے سبب کو اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ علیہ نے بیان فرمایا کہ انہوں نے اول

marfat.com

رمضان کو حالتِ افطار میں صبح کی (اور روزہ نہ رکھا)۔

101- طحطاوی رحمۃ اللہ علیہ

واقعۂ مصر کے سلسلہ میں علامہ طحطاوی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ ایک قلیل جماعت نے قاضی کے پاس گواہی دی۔

اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ علیہ

یعنی رمضان کے چاند کی گواہی دی۔

102- طحطاوی رحمۃ اللہ علیہ

چاند دیکھنے والوں (جن کی گواہی رد کی گئی) اور ان کی اتباع میں بہت سے لوگوں نے روزہ رکھا۔

اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ علیہ

جن لوگوں کی شہادت کو قاضی نے رد کر دیا پھر انہوں نے روزہ رکھا، ان کا روزہ حکمِ شریعت کے مطابق تھا کیونکہ شرعی مسئلہ یہی ہے کہ جو رمضان شریف کا چاند دیکھے، وہ روزہ رکھے اگرچہ اس کی بات کو رد کر دیا گیا ہو۔

103- طحطاوی رحمۃ اللہ علیہ

ایک عظیم جماعت نے ان کی اتباع میں روزہ رکھا۔

اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ علیہ

ان کے متبعین نے روزہ رکھ کر گناہ کا ارتکاب کیا اگر انہوں نے چاند نہیں دیکھا تھا۔

104- طحطاوی رحمۃ اللہ علیہ

اور اس نے لوگوں کو افطار کا حکم دیا۔

marfat.com

اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ علیہ

ھو ضمیر کا مرجع قاضی ہے یعنی قاضی نے لوگوں کو افطار کا حکم دیا اور ظاہرِ روایت پر علم کیا۔

105- طحطاوی رحمۃ اللہ علیہ

تنویر الابصار اور اس کی شرح دُرِّ مختار میں بیان کیا گیا کہ مطالع کا اختلاف اور دن کو زوال سے پہلے یا بعد چاند کا دیکھنا ظاہر مذہب پر غیر معتبر ہے اور یہی اکثر مشائخ کا مختار ہے اور اسی پر فتوی ہے۔ (یونہی) بحر الرائق نے خلاصہ سے بیان کیا۔ پس اہلِ مغرب کی روایت سے اہلِ مشرق کیلئے (روزہ یا افطار) لازم ہوگا جب کہ ان کیلئے رؤیت کا ثبوت بطریقِ موجب ہو۔

علامہ طحطاوی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

فیلزم اھل المشرق برؤیة اھل المغرب میں یلزم کی ضمیر مرفوع متصل ثبوت ہلال کی طرف لوٹتی ہے چاہے ہلالِ صوم ہو یا فطر اور اھل المشرق یلزم کا مفعول ہے۔

اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ علیہ

اہلِ مغرب کی رؤیت کو اہلِ مشرق کیلئے ثبوتِ ہلال کے قول میں ہلالِ فطر کو بھی شامل کیا اور کہا کہ بطریق موجب (دو شہادتیں) ہوں یا خبرِ مستفیض ہو، اس تعمیم اور پھر طریق موجب اور استفاضۂ خبر کے ذکر سے معلوم ہوا کہ ہلالِ فطر بھی استفاضہ سے ثابت ہوتا ہے۔ میں کہتا ہوں کہ تمام چاندوں میں یہی حکم ہے۔

106- طحطاوی رحمۃ اللہ علیہ

تنویر الابصار میں ان کاموں کا ذکر کرتے ہوئے جن سے روزہ نہیں ٹوٹتا، کہا گیا ہے کہ اگر کان میں پانی داخل ہو جائے، چاہے خود روزہ دار کے فعل سے ہی ہے تو روزہ نہیں ٹوٹے گا۔ اس پر صاحبِ درمختار نے فرمایا: یہ اسی طرح ہے جس طرح کوئی شخص لکڑی کے

marfat.com

ساتھ کان کو کھجلائے پھر لکڑی باہر نکالے تو اس پر میل ہو تو چاہے کتنی ہی مرتبہ ایسا کرے، روزہ نہیں ٹوٹے گا۔

علامہ طحطاوی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ شرح الملتقی میں اس فعل سے روزے کے عدمِ فساد پر اجماع ذکر کیا گیا ہے۔

اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ علیہ

شرح الملتقی سے شاید سکب الانھر مراد لی ہے جیسے مراقی الفلاح کے حواشی پر ذکر کیا گیا ہے۔

107- طحطاوی رحمۃ اللہ علیہ

باب الہدی میں علامہ طحطاوی رحمۃ اللہ علیہ نے بحر الرائق کے حوالے سے ایک روایت نقل کر کے فرمایا کہ یہ روایت عباس بن مرداس راوی کی وجہ سے ضعیف ہے کیونکہ یہ راوی منکر الحدیث، ساقط الاحتجاج ہے جس طرح اسے حفاظ نے ذکر کیا۔

اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ علیہ

اللہ تعالیٰ علامہ طحطاوی کی مغفرت فرمائے۔ سبقتِ قلم سے انہوں نے ایسا لکھ دیا ورنہ حضرت عباس بن مرداس رضی اللہ عنہ صحابی ہیں اور علامہ طحطاوی رحمۃ اللہ علیہ کے علاوہ کسی دوسرے نے ان کے بارے حفاظ سے یہ بات نقل نہیں کی بلکہ یہ ابن حبان کا قول حضرت عباس بن مرداس رضی اللہ عنہ کے بیٹے کنانہ کے بارے میں ہے علاوہ ازیں خود ابنِ حبان کے قول میں اختلاف ہے کہ اس نے کنانہ کو ضعفاء میں شمار کر کے یہ بات لکھی اور ثقات میں بھی ذکر کیا اور توثیق کی جس طرح علامہ ابنِ حجر عسقلانی رحمۃ اللہ علیہ نے ذکر کیا ہے و ذکرہ ابن حبان فی الثقات قلت و قال فی کتاب الضعفاء حدیثہ منکر جدا الخ۔[1]

1- تہذیب التہذیب ۸/۴۴۹

marfat.com

108- طحطاوی رحمۃ اللہ علیہ

مسجدِ نبوی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی فضیلت کے بیان میں شارح تنویر الابصار نے بیان کیا کہ حدیثِ پاک کی رو سے مسجد نبوی میں ایک نماز مسجدِ حرام کے علاوہ دیگر مساجد کے مقابلہ میں ایک ہزار کے برابر ہے۔[1]

علامہ طحطاوی رحمۃ اللہ علیہ نے ابنِ ہمام رحمۃ اللہ علیہ کا قول نقل کیا۔ ابنِ ہمام کہتے ہیں کہ مجھ ناتواں کے نزدیک اولیٰ یہ ہے کہ محض روضۂ انور کی زیارت کی نیت کرے، جب اسے زیارت کا شرف حاصل ہو جائے گا تو مسجد شریف کی زیارت خود بخود ہو جائے گی یا اللہ تعالیٰ سے سوال کرے کہ دوبارہ اسے یہ فضیلت حاصل ہو اور مسجد کی زیارت کی نیت کرے کیونکہ اس میں (اولاً روضۂ اقدس کی زیارت میں) آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی تعظیم و اجلال ہے۔

ہمارے اس قول کے مطابق آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد بھی ہے:

من جاءنی زائراً لا یعمد حاجة الا زیارتی کان حقًا علیَّ ان اکون شفیعًا یوم القیامة۔

''جو شخص میری زیارت کیلئے آئے اور سوائے زیارت کے دوسرا کوئی مقصود نہ ہو تو (میری رحمت و شفقت کے ذمہ) واجب ہے کہ میں قیامت کے دن اس کی شفاعت کروں''۔[2] (حلبی)

ازاں بعد علامہ طحطاوی رحمۃ اللہ علیہ نے مسجدِ نبوی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی فضیلت میں حدیث پاک نقل فرمائی:

۱- یہ مسئلہ شارح رحمۃ اللہ علیہ نے زیارتِ روضۂ اقدس کے ضمن میں فرمایا اور کہا کہ مکہ مکرمہ مدینہ منورہ سے افضل ہے البتہ جس جگہ سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے جسمِ اقدس کے اعضائے مبارکہ متصل ہیں، وہ مطلقاً افضل ہے یہاں تک کہ کعبۃ اللہ سے، عرش سے اور کرسی سے بھی اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے روضۂ انور کی زیارت مستحب ہے بلکہ جن لوگوں کو طاقت ہو اُن کیلئے واجب ہے، اگر حج فرض ہو تو ابتداء حج سے کرے اور حج نفل ہو تو پھر اگرچہ اختیار ہے لیکن بہر حال اولیٰ یہ ہے کہ روضۂ انور کی زیارت کرے اور اسی کے ساتھ مسجد شریف کی زیارت کی نیت بھی کرے۔ ۱۲ ہزاروی

۲- فقہائے کرام کی تصریح کے باوجود روضۂ انور کی زیارت سے انکار بدعتِ سیئہ نہیں تو اور کیا ہے؟ ۱۲ ہزاروی

marfat.com

لا تشد الرحال الا لثلاثة مساجد المسجد الحرام و مسجدی ھٰذا و المسجد الاقصٰی۔ (حلبی عن الفتح)[1]

اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ علیہ

یعنی اس حدیث (لا تشد الرحال الخ) میں مسجد نبوی علیہما الصلوٰۃ والسلام کی فضیلتِ عظیمہ پر دلالت موجود ہے جس طرح اس حدیث میں جس کو شارح رحمۃ اللہ علیہ نے نقل فرمایا۔

109- طحطاوی رحمۃ اللہ علیہ

نکاح بالاقرار کے انعقاد کے بارے میں تنویر الابصار میں دو قول بیان کئے گئے ہیں:

فلا ینعقد بالاقرار علی المختار و قیل ان کان بمحضر من الشھود صح و جعل انشاء و ھو الاصح۔

اس پر علامہ طحطاوی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

فتحصل ان فی انعقاد النکاح بالاقرار قولین مصححین۔

اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ علیہ

بلکہ یہاں تیسرا قول بھی ہے جس کی تفصیل قاضی خان سے گزر چکی ہے اور اسے فتح القدیر کے حوالے سے فتاوی شامی میں نقل کر کے کہا گیا ہے کہ یہ تفصیل حق ہے۔ فتاوی شامی کی عبارت یہ ہے:

و قال فی الفتح قال قاضی خان و ینبغی ان یکون الجواب علی التفصیل ان اقرا بعقد ماض و لم یکن بینھما عقد لا یکون نکاحا و ان اقر الرجل انه زوجھا و ھی انھا زوجته یکون انکاحا و یتضمن اقرارھما الانشاء بخلاف اقرارھما بماض لانه کذب و ھو کما قال ابو

۱- نجدیوں نے یہ سمجھا کہ ان تین مساجد کے علاوہ سفر کرنا خواہ وہ کتنا ہی بابرکت ہو، منع ہے اگرچہ روضۂ انور علیہ الصلوٰۃ والسلام ہی کیوں نہ ہو (العیاذ باللہ) بلکہ مطلب یہ ہے کہ ان مساجد کے علاوہ کسی اور مسجد کی طرف زیادتی ثواب کیلئے سفر نہ کیا جائے۔ ۱۲ ہزاروی

marfat.com

حنیفة اذا قال لامرأته لیست لی امرأة ونوی به الطلاق یقع کانه قال لانی طلقتك و لو قال لم اکن تزوجتها و نوی الطلاق لا یقع لا نه کذب محض اھ یعنی اذا لم تقل التشھد و جعلتما ھٰذا نکاحا فالحق ھٰذا التفصیل۔[1]

ان اقوال میں توفیق ممکن ہے یعنی اگر عقدِ ماضی کا اقرار ہے حالانکہ عقد نہیں ہوا تو پھر انعقاد نہیں ہوگا اور اگر ایک دوسرے کے زوج اور زوجہ ہونے کا اقرار ہے تو یہ انشاء شمار ہوگا تو بات ایک ہی ہے۔ اگر اقرار سے ثبوت ہے تو انعقاد صحیح نہیں اور اگر انشاء کا مفہوم پایا جاتا ہے تو صحیح ہے۔

110- طحطاوی رحمۃ اللہ علیہ

حلبی کی ایک عبارت علامہ طحطاوی رحمۃ اللہ علیہ نے نقل فرمائی جس کے آخری الفاظ یہ ہیں:

فتختص بکل لفظ لا یفید الملك و لا ینعقد به النکاح الخ۔

اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ علیہ

فتاوی شامی میں بکل لفظ یفید الملك و لا ینعقد به النکاح الخ ہے اور یہی صحیح ہے۔[2]

111- طحطاوی رحمۃ اللہ علیہ

تنویر الابصار مع درمختار میں ہے کہ اگر باپ اپنی بالغہ لڑکی کا نکاح ایک گواہ کی موجودگی میں کرے تو اس وقت صحیح ہوگا جب وہ خود بھی موجود ہو کیونکہ اس صورت میں لڑکی خود عاقدہ ہوگی اور یہ دو گواہ ہوں گے لیکن اس کی عدم موجودگی میں صحیح نہیں کیونکہ گواہ دو نہیں۔

علامہ طحطاوی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ یہ نکاح نافذ نہیں ہوگا بلکہ اجازت پر موقوف ہوگا جیسے حموی میں ہے۔

۱- ردالمحتار المعروف بہ فتاوی شامی ۲/۲۶۶

۲- گویا کہ علامہ طحطاوی رحمۃ اللہ علیہ کی نقل کردہ عبارت میں "لا" زائد ہے۔ ۱۲ ہزاروی

marfat.com

اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ علیہ

امامِ طحطاوی رحمۃ اللہ علیہ کا یہ قول صحیح نہیں جیسا کہ ہم نے فتاوٰی شامی کے حاشیہ صفحہ ۴۴۹ پر تنبیہ کی ہے۔[1]

112-طحطاوی رحمۃ اللہ علیہ

کتابیہ کے نکاح کے بارے میں صاحبِ تنویر الابصار نے فرمایا کہ صحیح ہے جبکہ صاحب درمختار نے و ان کرہ تنزیھا (اگر چہ مکروہ تنزیہی ہے) کی قید لگائی ہے۔

علامہ طحطاوی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: ظاہر ہے کہ یہ کراہت تنزیہی ہے کیونکہ کراہتِ تحریمہ کیلئے نہی یا اس کے قائم مقام کی ضرورت ہے کیونکہ وہ واجب کے رتبہ میں ہے۔

اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ علیہ

جس طرح کراہتِ تحریمی کیلئے نہی کی ضرورت ہے، اسی طرح کراہت تنزیہی کیلئے بھی خاص نہی کا ہونا ضروری ہے ورنہ پھر اختلاف ہی نہیں ہوگا۔ اولیٰ وہ تحقیق ہے جو فتح القدیر میں موجود ہے۔

فتح القدیر کی عبارت یہ ہے:

(و یجوز تزویج الکتابیات) و الاولیٰ ان لا یفعل و لا یاکل ذبیحتھم الا للضرورۃ و تکرہ الکتابیۃ الحربیۃ اجماعا لانفتاح باب الفتنۃ من امکان التعلق المستدعی للمقام معھا فی دار الحرب و تعریض الولد علی التخلق باخلاق اھل الکفر و علی الرق بان تسبی و ھی حبلیٰ فیولد رقیقا و ان کان مسلما۔[2]

۱- غالباً اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ علیہ کے ارشاد کا مطلب یہ ہوگا کہ یہ نکاح فاسد ہے کیونکہ گواہوں کی عدم موجودگی سے نکاح فاسد نہیں ہوتا جیسے اسی حاشیۃ الطحطاوی میں درِ مختار کی عبارت ہے:

و ھو الذی قد شرطا من شرائط الصحۃ کالشھود الخ۔ (حاشیۃ الطحطاوی علی الدر المختار ۲/۵۹)

۲- فتح القدیر شرح ہدایہ ۳/۱۳۵

marfat.com

113- طحطاوی رحمۃ اللہ علیہ

اگر کسی عورت نے قاضی کے ہاں دعوٰی کیا کہ فلاں شخص نے اس سے نکاحِ صحیح کے ساتھ شادی کی ہے تو اس مدعا علیہ کیلئے اس مدعیہ کے ساتھ وطی جائز ہے۔

اس پر علامہ طحطاوی رحمۃ اللہ علیہ استفسار کے طور پر فرماتے ہیں کہ کیا پنچ (حَکَم یعنی پنچائت) کو بھی قاضی کی مثل شمار کیا جائے گا؟

اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ علیہ

میں کہتا ہوں: فقہاء نے تصریح کی ہے کہ حکم بھی قاضی کی طرح ہے البتہ قصاص اور حدود میں وہ حکم دینے کا مجاز نہیں۔

علامہ شامی رحمۃ اللہ علیہ علامہ طحطاوی رحمۃ اللہ علیہ کے اس سوال کے جواب میں فرماتے ہیں:

قلت الظاهر نعم لا نهم انما فرقوا بينهما فی انه لا يحكم فی قصاص وحد و دية علىٰ عاقله۔[1]

فتح القدیر میں ہے:

و ينفذ حكمه عليهما و هٰذا اذا كان المحكم بصفة الحاكم لا نه بمنزلة القاضی ..... و لا يجوز التحكيم فی الحدود و القصاص ..... قالوا و تخصيص الحدود و القصاص يدل علىٰ جواز التحكيم فی سائر۔[2]

114- طحطاوی رحمۃ اللہ علیہ

دُرِّ مختار میں ہے کہ اگر ولیِ اقرب نے بالغہ لڑکی سے اذنِ نکاح چاہا اور وہ خاموش رہی پھر اس نے کسی کو نکاح کا وکیل بنایا تو اگر خاوند اور مہر معروف ہیں تو جائز ہے۔

اس پر بحر الرائق میں اعتراض اٹھایا گیا ہے کہ وکیل کو اجازت کے بغیر توکیل کی اجازت نہیں پس اس کا تقاضا عدم جواز ہے یا یہ صورت مستثنیٰ ہے۔

۱- ردّ المحتار المعروف بہ فتاویٰ شامی ۲/ ۲۹۵

۲- فتح القدیر شرح ہدایہ ۶/ ۴۰۸

marfat.com

علامہ طحطاوی رحمۃ اللہ علیہ نے مزید بحث کرتے ہوئے نتیجہ کے طور پر یہ فرمایا کہ دوسری صورت متعین ہے یعنی یہ استثناء ہے۔

اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ علیہ

بندۂ ضعیف نے اپنے فتاوٰی میں اس مسئلہ کی تحقیق کی ہے کہ یہ تمام بحث لا حاصل ہے اور صحیح واجب الاعتماد بات یہ ہے کہ نکاح ناجائز ہے اور نکاح فضولی ہے۔

فتاوٰی رضویہ میں ہے:

''وکیل بالنکاح کو شرعاً اتنا اختیار ہے کہ خود نکاح پڑھائے نہ کہ دوسرے کو پڑھانے کی اجازت دے جب تک ماذونِ مطلق یا صراحۃً دوسرے کو وکیل کرنے کا مجاز نہ ہو، بغیر اس کے اگر اس نے دوسرے سے پڑھوایا تو صحیح مذہب پر بلا اذن ہوگا، بہر حال مذہب راجح پر یہ نکاح نکاحِ فضولی ہوتے ہیں''۔[1]

115- طحطاوی رحمۃ اللہ علیہ

اگر نکاح کرنے والا لڑکی کا باپ یا دادا ہو تو صرف خاوند کا ذکر ہی کافی ہے کیونکہ وہ مہر میں کمی نہیں کرتے جبکہ ان کا غیر ہو تو مہر کا ذکر بھی ضروری ہے۔

اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ علیہ

یعنی باپ یا دادا کسی اعلیٰ غرض کے پیشِ نظر مہر میں کمی نہیں کریں گے، لہٰذا یہاں کچھ عبارت رہ گئی ہے۔ یا تو یہی الفاظ لغرض فوقہ ہیں یا اسی مفہوم کے کچھ اور الفاظ ہیں۔

116- طحطاوی رحمۃ اللہ علیہ

تنویر الابصار مع دُرِّ مختار میں ہے کہ اگر باپ یا دادا نابالغہ کا نکاح کر دیں تو چاہے غبن فاحش کے ساتھ یا غیر کفو میں ہی کیوں نہ ہو، لازم ہو جائے گا۔

علامہ طحطاوی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ غیر کفو میں امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کے نزدیک جائز ہے

۱- فتاوٰی رضویہ ۵/۵۵، ۵۶ ملخصاً

marfat.com

لیکن صاحبین کے نزدیک ناجائز ہے۔

اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ علیہ

پس اس صورت میں نکاح منعقد نہیں ہوگا جیسا کہ ہدایہ میں ہے:

و من زوج ابنته وهی صغيرة عبدا اوزوج ابنه و هو صغير امة فهو جائز قال و هٰذا عند ابی حينفة رحمه الله ايضًا لان الاغراض عن الكفاءة لمصلحة تفوتها و عندهما هو ضرر ظاهر لعدم الكفاءة فلا يجوز والله اعلم۔[1]

117- طحطاوی رحمۃ اللہ علیہ

اگر باپ اور دادا کے علاوہ کوئی دوسرا شخص غبنِ فاحش کے ساتھ یا غیر کفو میں نکاح کر کے دے تو صحیح نہیں۔

علامہ طحطاوی رحمۃ اللہ علیہ نے و ان كان المزوج غيرهما میں ھما ضمیر کا مرجع بتایا۔

اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ علیہ

تنویر الابصار مع الدرّ المختار میں بیان کیا گیا کہ اگر باپ اور دادا سوءِ اختیار سے اور خاوند سوءِ عسرت سے معروف نہ ہو تو اس صورت میں باپ، دادا غیر کفو میں یا غبنِ فاحش کے ساتھ نکاح کر کے دے سکتے ہیں ورنہ نہیں۔

اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: لیکن اگر نکاح کے بعد خاوند غیر کفو میں بدل جائے تو پھر کسی کو فسخِ نکاح کا اختیار نہیں لہٰذا نکاح کے عدمِ جواز کیلئے خاوند کا سوءِ عسرت سے معروف ہونا نکاح سے پہلے ضروری ہے، بعد کا اعتبار نہیں۔

118- طحطاوی رحمۃ اللہ علیہ

نکاحِ فاسد کی تعریف میں صاحبِ درمختار نے فرمایا کہ وہ نکاح جس میں شرائطِ نکاح

1- ہدایہ اولین ۲/۳۲۲

marfat.com

میں سے کوئی شرط مفقود ہو جیسے گواہوں کا نہ ہونا۔

علامہ طحطاوی رحمۃ اللہ علیہ نے نکاحِ فاسد کی چند مثالیں بیان فرما کر آخر میں فرمایا کہ نکاحِ فاسد سے نسب ثابت ہو جاتا ہے اور اس عورت پر عدت واجب ہوگی۔ ان مثالوں میں سے ایک مثال ''کافر کا مسلمان عورت سے نکاح'' بیان فرمائی۔

اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ علیہ

باب ثبوت النسب کے آخر میں یہی مسئلہ بیان کیا گیا ہے کہ کافر کا مسلمان عورت سے نکاح فاسد نہیں بلکہ باطل ہے لہٰذا نہ تو نسب ثابت ہوگا اور نہ ہی عدت واجب ہوگی۔

صاحبِ درمختار فرماتے ہیں:

قلت و فی مجموع الفتاوٰی نکح کافر مسلمة فولدت منه لا یثبت النسب منه و لا تجب العدة لانه نکاح باطل۔

اس کی تشریح کے طور پر علامہ طحطاوی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

لانه لیس بشبهة بقرینة عدم وجوب العدّة منه و اللّٰه تعالیٰ اعلم و استغفر اللّٰه العظیم۔[1]

لہٰذا علامہ طحطاوی رحمۃ اللہ علیہ کا یہ قول صحیح نہیں کہ نسب ثابت ہو جائے گا۔ فتاوٰی شامی میں ہے:

(لانه نکاح باطل) ای فالوطء فیه زنی لا یثبت به النسب بخلاف الفاسد فانه وطء بشبهة فیثبت به النسب۔[2]

119- طحطاوی رحمۃ اللہ علیہ

دس عقودِ فاسدہ کو ایک نظم میں بیان کیا گیا ہے۔ نظم کے اشعار میں سے ایک شعر یہ ہے:

و الواجب الاکثر فی الکتابة من الذی سماه او من قیمة

حلبی کے حوالے سے علامہ طحطاوی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا الکتابة اور القیمة میں ''تا'' کو مجرور پڑھا جائے گا اور وقف کر کے ''تا'' کو ''ہا'' نہیں پڑھیں گے کیونکہ نظم میں رجز ہوتا ہے۔

۱- حاشیۃ الطحطاوی علی الدرّ المختار ۲/۲۴۱

۲- ردالمحتار المعروف بہ فتاوٰی شامی ۲/۶۳۳

marfat.com

اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ علیہ

علامہ شامی رحمۃ اللہ علیہ نے حلبی کے حوالے سے عدمِ توقف کی وجہ بیان فرمائی اور وہ اختلافِ قافیہ سے احتراز ہے۔

120- طحطاوی رحمۃ اللہ علیہ

ایک اور شعر کے آخری الفاظ الامانة اور القیمة کے بارے میں علامہ طحطاوی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ ان کو مرفوع پڑھا جائے گا اور سکون کے ساتھ وقف نہیں کیا جائے گا جیسے اس سے قبل حلبی کے حوالے سے گزر چکا ہے۔

اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ علیہ

علامہ طحطاوی رحمۃ اللہ علیہ نے لما مرقاله الحلبی کہہ کر جس حوالے کی طرف اشارہ فرمایا، اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ علیہ نے اسے علامہ طحطاوی رحمۃ اللہ علیہ سے غیر مستحسن قرار دیا اور اس کی وجہ یہ بیان فرمائی کہ چونکہ اس سے قبل علامہ طحطاوی رحمۃ اللہ علیہ نے صرف حکم بیان فرمایا، تعلیل نہیں بیان فرمائی۔ اس لئے یہاں تعلیل کا حوالہ دینا مناسب نہیں البتہ تعلیل علامہ شامی رحمۃ اللہ علیہ نے حلبی کے حوالے سے بیان فرمائی اور وہ یہ ہے:

لئلا تختلف القافية۔[1]

121- طحطاوی رحمۃ اللہ علیہ

طلبِ مہر کی بنا پر عورت خاوند کو جماع سے منع کر سکتی ہے، اس کے علاوہ اسے منع کرنے کا حق نہیں پہنچتا اور خاوند اس کی مرضی کے بغیر جماع کر سکتا ہے البتہ اگر مہر کے مطالبہ کی وجہ سے منع کرے تو امامِ ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کے نزدیک جماع جائز نہیں اور صاحبین کے نزدیک جائز ہے لیکن یہ اس وقت جبکہ اس سے قبل اس کی مرضی سے جماع کر چکا ہو اور اگر اس سے قبل ایسا نہیں ہوا تو عدمِ جواز پر اتفاق ہے۔

۱- ردّ المحتار المعروف بہ فتاوی شامی ۱/۳۵۲

marfat.com

اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ علیہ

اسی طرح بعض وہ اشیاء جو عادۃً (عرفاً) مشروط سمجھی جاتی ہیں جیسے موزے (جرابیں وغیرہ)، مکعب[1]، ریشمی چادر اور مٹھائی (جو تقسیم کی جاتی ہے) کیلئے رقم وغیرہ ان کی عدمِ ادائیگی کی وجہ سے بھی عورت جماع سے منع کرسکتی ہے کیونکہ وہ بھی غیر مصرّح مہر کی طرح ہیں۔

فتاوٰی شامی میں اس کی تصریح اس طرح کی گئی ہے:

و قد رایت فی الملتقط التصریح بلزومه کما قلنا حیث ذکر فی مسئلة منع المراة نفسها حتی تقبض المهر فقال ثم ان شرط لها شیئا معلوما من المهر معجلا فاوفاها ذٰلك لیس لها ان تمنع نفسها و کذٰلك المشروط عادة کالخف و المکعب و دیباج اللفافة و دراهم السکر علی ما هو عادة اهل سمرقند۔[2]

122- طحطاوی رحمۃ اللہ علیہ

تنویر الابصار مع الدر المختار میں ہے کہ اگر باپ اپنے چھوٹے فقیر لڑکے کا نکاح کسی عورت سے کرے تو باپ سے مہر کا مطالبہ نہیں کیا جائے گا البتہ اگر وہ خود ادائیگی کا ضامن بن جائے تو مطالبہ کیا جائے گا جس طرح نفقہ کے بارے میں ہے کہ باپ اسی صورت میں ادائیگی کرے گا جب وہ ضامن ہو۔

اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ علیہ

باپ قاضی کے فرض کرنے یا باہمی رضامندی سے نفقہ کا ضامن ہوگا کیونکہ فقہائے کرام کی تصریح موجود ہے کہ نفقہ یا تو باہمی رضامندی سے قرض بنتا ہے یا قاضی کے فرض کر

۱- مُکَعَّب کے معنے لغات میں زنبیل، ابھرے ہوئے پستان والی لڑکی وغیرہ کے ہیں۔ یہاں یا تو زنبیل مراد ہے یا پستان کے اوپر کا کپڑا یعنی باڈی (Body)۔ ۱۲ ہزاروی

۲- ردّ المحتار المعروف بہ فتاوٰی شامی ۲/۳۴۹

marfat.com

دینے سے اور کفالت کیلئے دَین ہونا شرط ہے۔اسی لئے فقہاء نے زوجہ کے نفقہ کی کفالت کو باطل قرار دیا ہے۔

علامہ شامی رحمۃ اللہ علیہ نے مختلف اقوال کے درمیان اسی طرح تطبیق دی ہے۔فتاوی شامی میں ہے:

ان الاب لا یطالب بنفقة زوجة ابنه الا اذا ضمنها مقید بالمفروضة و المقضیة توفیقا بین کلامهم۔[1]

123- طحطاوی رحمۃ اللہ علیہ

جب تک مہرِ معجّل ادا نہ کیا جائے،عورت کو حق پہنچتا ہے کہ وہ خاوند کو جماع سے منع کر دے۔امام ابو یوسف رحمۃ اللہ علیہ کے نزدیک اگر پورا مہر مؤجّل ہو تو پھر بھی عورت کو حقِ امتناع حاصل ہے کیونکہ عادۃً تمام مہر کی تاخیر کے سبب جماع مؤخر ہوتا ہے۔

اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ علیہ

امامِ ثانی رحمۃ اللہ علیہ کے قول پر فتوی کی وجہ عرف و عادت کا لحاظ ہے۔لہٰذا جہاں عرف یہ ہوگا،وہاں عورت کو حقِ امتناع حاصل ہوگا لیکن ہمارے ملک میں مہر کی ادائیگی سے پہلے دخول معروف ہے اس لئے یہاں باتفاقِ ائمہ عورت کو امتناع کا حق نہیں کیونکہ معروف مشروط کی طرح ہے اور یہی بات خود علامہ طحطاوی رحمۃ اللہ علیہ نے صراحۃً بیان کی کہ یہ اس وقت ہے جب پہلے سے مشروط نہ ہو،اگر حلولِ مہر سے قبل دخول کی شرط لگا دی جائے اور عورت بھی راضی ہو تو اسے روکنے کا حق بالاتفاق نہیں ہے۔

124- طحطاوی رحمۃ اللہ علیہ

ہر وہ نکاح جو مسلمانوں میں صحیح شمار ہوتا ہے،کفار کے مابین بھی درست ہے۔

اس کی دلیل کے طور پر صاحبِ درِّ مختار نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ ارشاد نقل کیا:

و لدت من نکاح لا من سفاح۔

۱- ردّ المحتار المعروف بہ فتاوی شامی ۲/۶۵۱

marfat.com

جس کا مفاد یہ ہے کہ آنحضرت ﷺ کے والدین کریمین (معاذ اللہ) غیر مسلم تھے۔

علامہ طحطاوی رحمۃ اللہ علیہ نے اس استدلال کو غیر مناسب قرار دیتے ہوئے فرمایا کہ اس میں رسول کریم ﷺ کے والدین کریمین رضی اللہ عنہما کی طرف کفر کی نسبت ہے جو سوءِ ادب ہے اور صحیح اعتقاد یہ ہے کہ وہ کفر سے محفوظ تھے۔ اللہ تعالیٰ نے انہیں زندہ فرمایا اور وہ رسولِ کریم ﷺ پر ایمان لائے جیسا کہ حدیثِ پاک میں وارد ہے اور اسی پر یہ بات بھی دلالت کرتی ہے کہ آنحضرت ﷺ نے ابو طالب کے بارے میں فرمایا:

ادنی اهل النار عذابًا من انتعل بنعلین یغلی منهما دماغه۔

''جہنم کے ادنیٰ عذاب میں وہ شخص مبتلا ہے جسے آگ کے جوتے پہنائے گئے جن سے اس کا دماغ کھولتا ہے''۔

اور یہ بات ابو طالب کے حق میں ہے اور یہ ادنیٰ عذاب رسول اکرم ﷺ کی تکریم و توقیر کے پیشِ نظر ہے۔

اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ علیہ

میں کہتا ہوں: اس کی تفصیل یہ ہے کہ ابو طالب کفر پر قائم رہے اور اسی پر اس نے انتقال کیا۔ رسول پاک ﷺ کی شانِ پاک کو خوب جانا کیونکہ بچپن میں آپ ﷺ کی تربیت کی، سفر و حضر میں آپ ﷺ کے ساتھ رہے، آپ ﷺ کے معجزات کو دیکھا، قرآن پاک کو سُنا اور اس کا ذکر کیا۔ ان تمام باتوں کا تقاضا یہ ہے کہ عذاب زیادہ ہو لیکن اس کے باوجود تخفیف کیوں ہے؟ یا تو اس کے بدلے میں ہے جو آپ رسول اکرم ﷺ کی حمایت و مدد کرتے رہے یا رسول اکرم ﷺ کی تکریم کے پیشِ نظر ہے کیونکہ آپ ﷺ طبعی طور پر ابو طالب سے محبت کرتے تھے اور وہ آپ ﷺ کی حمایت میں کمر بستہ رہے کیونکہ چچا باپ کی طرح ہوتا ہے۔

ظاہر ہے پہلی وجہ نہیں ہو سکتی کیونکہ قرآنِ پاک کے مطابق کفار کے اعمال کالعدم ہیں اور انہیں محض دنیا میں فائدہ پہنچتا ہے لہٰذا ابو طالب کے عذاب میں تخفیف صرف اور صرف رسولِ اکرم ﷺ کی تکریم و توقیر کی وجہ سے ہے اور یہ بات بھی اظہر من الشمس ہے کہ آپ

marfat.com

ﷺ کی تکریم والدین کے بارے میں کہیں زیادہ ہے اور اسی طرح ان کو پہنچنے والی تکلیف آپ ﷺ کی پریشانی کا باعث ہے اور اگر معاذ اللہ وہ کفر پر ہوتے تو ان کا عذاب ابو طالب کے عذاب سے بہت خفیف ہوتا حالانکہ حدیثِ پاک سے واضح ہے کہ ابو طالب کا عذاب سب سے خفیف ہے۔ علاوہ ازیں آپ ﷺ کے والدین کریمین رضی اللہ عنہما نے نہ تو زمانۂ بعثت کو پایا اور نہ ہی اسے رد کیا۔ پس ثابت ہوا کہ وہ مسلمان تھے۔ سیدھے راستے کی راہنمائی اللہ تعالیٰ ہی فرماتا ہے۔

125- طحطاوی رحمۃ اللہ علیہ

والدین کریمین کے اسلام کے ضمن میں علامہ طحطاوی رحمۃ اللہ علیہ نے ایک فاضل کا واقعہ بھی نقل فرمایا کہ اسے علماء کے مختلف اقوال کے بارے میں کافی تفکر تھا چنانچہ اسی تفکر کے عالم میں وہ سو گیا۔ صبح ہوئی تو امیرِ شہر کا ایلچی اسے امیر کے پاس بطورِ مہمان لے گیا، راستے میں ایک شخص نے اس کی پریشانی کو دور کرتے ہوئے مسئلہ بتایا کہ رسول کریم ﷺ کے والدین کریمین کو اللہ تعالیٰ نے زندہ فرمایا اور انہوں نے رسالت کی گواہی دی لہٰذا جو شخص اس حدیث کو ضعیف کہے، وہ خود ضعیف ہے اور حقیقت کو سمجھنے سے عاری ہے۔

اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ علیہ

ان یضیفہ میں ضمیر مرفوع متصل کا مرجع جندی یعنی امیر ہے اور ضمیر منصوب متصل کا مرجع وہ شخص فاضل ہے یعنی امیر نے اس فاضل کی دعوت کی۔

126- طحطاوی رحمۃ اللہ علیہ

جو نکاح حرمت محل (جس طرح محارم) کی وجہ سے حرام ہو، منعقد ہو جائے گا لہٰذا نفقہ بھی واجب ہوگا اور قاذف کو حد بھی لگائی جائے گی، لیکن اس بات پر اجماع ہے کہ زوجین ایک دوسرے کے وارث نہیں ہوں گے کیونکہ وراثت صرف نکاحِ صحیح میں ثابت ہے اور وہ بھی خلافِ قیاس، لہٰذا اپنے مورد پر بند رہے گی۔

marfat.com

اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ علیہ

یعنی خاوند اور بیوی ایک دوسرے کے وارث نہیں ہوں گے لیکن اولاد ماں باپ کی وارث ہوگی کیونکہ ان کی ولادت نکاحِ صحیح پر بھی موقوف نہیں اس لئے کہ نکاحِ صحیح تو خلافِ قیاس نہیں (کہ صرف اسی پر اقتصار ہو) لہٰذا جہاں نسب ثابت ہوگا، وہاں وراثت بھی ثابت ہوگی۔ اسی لئے نکاحِ باطل میں وراثت نہیں جیسے مسلمان کی اولاد بت پرست عورت سے باپ کی وارث نہیں ہوگی۔

127- طحطاوی رحمۃ اللہ علیہ

صاحبِ درِ مختار نے فرمایا کہ کوئی شخص اپنی بیوی سے جماع کا انقطاع مدتِ ایلاء سے زیادہ اس کی مرضی کے بغیر نہ کرے۔

اس پر علامہ طحطاوی رحمۃ اللہ علیہ آزاد عورت کی مدتِ ایلاء چار ماہ اور لونڈی کی دو ماہ بیان کرنے کے بعد فرماتے ہیں کہ کیا ہر ایک میں اس کی اپنی مدتِ ایلاء معتبر ہوگی یا آزاد عورت کی مدتِ ایلاء کا اعتبار کیا جائے گا۔

اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ علیہ

اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ علیہ نے امامِ طحطاوی رحمۃ اللہ علیہ کی جانب سے تعینِ مدت میں تشکیک کو تعجب خیز قرار دیتے ہوئے واضح فرمایا کہ آزاد عورت کی مدتِ ایلاء کا اعتبار کیا جائے گا کیونکہ اگر آزاد اور لونڈی دونوں کی اپنی اپنی مدت کا اعتبار کیا جائے تو پھر لونڈی کی فضیلت لازم آتی ہے کیونکہ اس کیلئے دو ماہ میں ایک مرتبہ جماع کا حق ثابت ہوگا جب کہ آزاد عورت کیلئے چار ماہ میں ایک مرتبہ، اور یہ آزاد عورت پر زیادتی ہے اور یہ مطلوب کے خلاف ہے کیونکہ یہ تنقیص آزاد عورت پر ایسی زیادتی ہے جو ناپسندیدہ ہے۔

اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ علیہ نے اس کی تائید میں علامہ طحاوی رحمۃ اللہ علیہ کا قول جسے صاحبِ درِ مختار نے نقل فرمایا، بیان کیا کہ آزاد عورت کیلئے چار دنوں میں ایک دن اور لونڈی کیلئے سات دنوں میں ایک دن کا حق ہے۔ اسی طرح حضرتِ فاروقِ اعظم رضی اللہ عنہ کا مشہور واقعہ بھی آپ

marfat.com

رحمۃ اللہ علیہ نے بطورِ تائید پیش فرمایا جس میں مجاہدین کو چار ماہ کے بعد گھر جانے کی اجازت کا حکم دیا گیا تھا اور اس میں آزاد اور لونڈی کی کوئی تمیز نہ تھی۔

اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ جب میں نے اپنی بحث مکمل کرنے کے بعد فتاوٰی شامی کو دیکھا تو وہاں بھی یہ بات مذکور تھی۔

فتاوٰی شامی میں ہے:

و هو اربعة اشهر يفيد ان المراد ايلاء الحرة و يؤيد ذٰلك ان عمر رضى الله تعالٰى عنه لما سمع فى الليل امراة تقول الخ۔[1]

128- طحطاوی رحمۃ اللہ علیہ

''اگر عورت کی جانب سے نافرمانی کا ڈر ہو تو پہلے سمجھایا جائے پھر علحدگی اختیار کی جائے پھر بھی باز نہ آئے تو مار اجائے''۔ قرآنِ پاک میں یہی حکم دیا گیا ہے۔[2]

علامہ طحطاوی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ لفظِ ھجر کی مراد میں اختلاف ہے۔ بعض نے کہا کہ بستر علحدہ کیا جائے الخ۔

اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ علیہ

و اھجرو ھن سے بستر کی علیحدگی آیت کا ظاہری مفہوم ہے۔

129- طحطاوی رحمۃ اللہ علیہ

بعض کے نزدیک ترکِ جماع مراد ہے۔

اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ علیہ

آیتِ کریمہ میں اس معنٰی کا بھی احتمال ہے۔

۱- ردّ المحتار المعروف بہ فتاوٰی شامی ۲/ ۳۹۸

۲- وَالّٰتِیْ تَخَافُوْنَ نُشُوْزَهُنَّ فَعِظُوْهُنَّ وَاهْجُرُوْهُنَّ فِی الْمَضَاجِعِ وَاضْرِبُوْهُنَّ۔ (نساء: ۳۴)- ۱۲ ہزاروی

marfat.com

130- طحطاوی رحمۃ اللہ علیہ

زیادہ ظاہر یہ ہے کہ اگر ضرورت پڑے تو بستر کی علحدگی اور ترکِ جماع کے ساتھ ساتھ ترکِ کلام بھی کیا جائے۔

اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ علیہ

و اھجر و ھن فی المضاجع کے ظاہر الفاظ سے تو یہ مفہوم بعید ہے، شاید دلالۃً یہ مفہوم اظہر ہو۔

131- طحطاوی رحمۃ اللہ علیہ

درِ مختار میں ہے کہ خاوند کا بیوی پر یہ حق ہے کہ ہر مباح کام میں خاوند کی اطاعت کرے۔ علامہ طحطاوی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ ظاہر یہ ہے کہ جب خاوند اسے حکم دے گا تو یہ کام اس پر واجب ہو جائے گا جس طرح بادشاہ کا حکم رعایا کیلئے (وجوب کا درجہ رکھتا ہے)۔

اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ علیہ

کتاب الجہاد کے شروع میں بحر الرائق کے حوالے سے مُحشّی نے نقل کیا کہ عورت پر خاوند کے احکام کی پابندی صرف اُنہی امور میں ہے جو نکاح سے متعلق ہیں اور فتح القدیر کے حوالے سے ہے کہ اطاعت واجب ہے لیکن ان امور میں نہیں جن میں روحانی خطرات ہوں۔[1]

132- طحطاوی رحمۃ اللہ علیہ

اگر عورت باوجود (حیض ونفاس سے) پاک ہونے کے خاوند کے بلانے پر حاضر نہ ہو تو خاوند اسے سزا دے سکتا ہے۔

1- اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ علیہ کے کلام کا مفاد یہ ہے کہ امام طحطاوی رحمۃ اللہ علیہ کا مطلقاً خاوند کے حکم کی اطاعت کا یہ قول مُحشّی کی نقل کردہ عبارات سے متصادم ہے۔۱۲ ہزاروی

marfat.com

اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ علیہ

(صرف طہارت کی قید کافی نہیں بلکہ) مناسب تھا کہ ایسی مرض سے سلامتی کی قید لگائی جاتی جس کے ساتھ جماع موافق نہیں یا ضرر رساں ہے۔ اسی طرح عورت کا بالغ ہونا بھی ضروری ہے۔

133- طحطاوی رحمۃ اللہ علیہ

اگر طلاق کو طلاق نامہ کے آنے سے مشروط کرتے ہوئے کہا کہ جب تیرے پاس میری یہ تحریر آئے، تجھے طلاق ہے۔ پس اس عورت کے پاس خاوند کی تحریر پہنچتے ہی طلاق واقع ہو جائے گی، چاہے وہ اسے پڑھے یا نہ پڑھے۔

اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ علیہ

علامہ طحطاوی رحمۃ اللہ علیہ نے جو عبارت خلاصہ کے حوالہ سے نقل فرمائی، اس کے بارے میں اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: یہ نامکمل ہے۔ یا تو علامہ طحطاوی رحمۃ اللہ علیہ نے اختصار سے کام لیا ہے یا فتاوی عالمگیری کے نسخہ میں عبارت رہ گئی ہے ورنہ فتاوی قاضی خاں اور فتاوی ہندیہ میں مزید عبارت ہے جس کا مطلب یہ ہے کہ جب تک وہ تحریر عورت کے پاس نہ پہنچے، طلاق نہیں واقع ہوگی اور اگر اس نے کہا جب تیرے پاس میری یہ تحریر پہنچے، پس تجھے طلاق ہے پھر اس کے بعد (طلاق کا ذکر نہ ہو بلکہ) دیگر ضروریات کا ذکر ہو تو بھی طلاق صحیح ہوگی۔ فتاوی قاضی خاں میں ہے:

و ان علق طلاقها بمجيئ الكتاب بان كتب اذا جاءك كتابى هٰذا فانت طالق فان لم يجئ اليها الكتاب لا يقع و ان كتب اذا جاءك كتابى هذا فانت طالق و كتب بعد هٰذا حوائج فجاء ها الكتاب و قرات او لم تقرا يقع الطلاق و ان بدا له بعد ما كتب فمحا الحوائج و ترك اذا جاءك كتابى هٰذا فانت طالق فجاء ها الكتٰب و قع الطلاق لان قوله كتابى هٰذا اشارة الى ما كتب قبل الطلاق و اذا وصل اليها

marfat.com

ذٰلك و قع الطلاق و ان بدا له بعد ما كتب فمحا اذا جاءك كتابی هٰذا فانت طالق و ترك الحوائج فوصل اليها ذلك لا يقع الطلاق لان شرط و قوع الطلاق ان يصل اليها ما كتب قبل قوله هٰذا فاذا محا ذٰلك لم يصل اليها ما يتعلق به الطلاق الخ۔[1]

134-طحطاوی رحمۃ اللہ علیہ

علامہ طحطاوی رحمۃ اللہ علیہ نے فرع کے عنوان کے تحت یہ مسئلہ درج فرمایا کہ اگر کوئی شخص جھوٹی طلاق کا اقرار کرے تو دیانۃً طلاق واقع نہیں ہوگی البتہ قضاءً طلاق واقع ہو جائے گی۔

اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ علیہ

اس سے پہلے میں اس مسئلے پر فتوی دے چکا ہوں اور اس دلیل سے کہ ہر شخص کسی بھی بات کے اقرار میں خود مختار ہے لہٰذا اس کا اقرار صحیح قرار دیا جائے گا اور میں نے درِ مختار کے حاشیے پر بھی اس کا ذکر کیا ہے۔ (اب علامہ طحطاوی رحمۃ اللہ علیہ کا ذکر کردہ یہ مسئلہ دیکھا) الحمد للہ! یہ معقول منقول کے موافق ہوا اور یہ محض اللہ تعالیٰ بلند و بالا کی عطا فرمودہ قوت ہی سے ہے۔

135-طحطاوی رحمۃ اللہ علیہ

الفاظِ کنایہ کا ذکر کرتے ہوئے علامہ طحطاوی رحمۃ اللہ علیہ نے الحقی برقبتك اور و هبتك لا هلك کا ذکر فرمایا۔

اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ علیہ

برقبتك صحیح نہیں بلکہ برفقتك صحیح لفظ ہے جس طرح فتاوی ہندیہ میں ہے۔
و فی الحقی برفقتك يقع اذا نوٰی كذا فی البحر الرائق۔[2]

۱- فتاوی قاضی خاں بر حاشیہ فتاوی عالمگیری ۱/۴۷۱
۲- فتاوی عالمگیری المعروف بہ فتاوی ہندیہ ۱/۳۷۵

marfat.com

136- طحطاوی رحمۃ اللہ علیہ

طلاق کے ضمن میں الفاظِ کنایہ کا ذکر کرتے ہوئے علامہ طحطاوی رحمۃ اللہ علیہ نے الدر المنتقی اور فتاوٰی ہندیہ کے حوالہ سے چند کنایات بیان فرمائے جن میں سے ایک و هبتك لا هلك او ابيك او امك اور دوسرا عفوت عنك لا جلهم ہے۔

اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ علیہ

ممکن ہے کہ الدر المنتقی میں وهبتك لاهلك کو الفاظِ کنایہ میں شمار کرنے کی وجہ غالباً یہ ہے کہ یہ الفاظ طلاق کا بھی احتمال رکھتے ہیں اور اس بات کا بھی کہ میں نے تیرے خاندان کی وجہ سے تجھے معاف کر دیا۔ پس علامہ طحطاوی رحمۃ اللہ علیہ سے عبارت دیکھنے میں لغزش واقع ہوئی (کیونکہ) الدر المنتقی کے متن المنتقی میں ہے: وهبتك لاهلك۔ اس کی تشریح میں مجمع الانہر میں ہے: ''میں نے تجھے تیرے خاندان کی وجہ سے معاف کر دیا یا میں نے تجھے تیرے گھر والوں کے سپرد کر دیا کیونکہ میں نے تجھے طلاق دے دی''۔[1]

137- طحطاوی رحمۃ اللہ علیہ

الفاظِ کنایہ میں سے ایک اظفری بمرادك ہے یعنی تو اپنی مراد کو پالے۔

اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ علیہ

گذشتہ کی طرح یہاں بھی دو احتمال ہیں جس طرح خود علامہ طحطاوی رحمۃ اللہ علیہ نے اس سے قبل صاحبِ درِّ مختار کے قول افلحی کے تحت بحر الرائق کے حوالہ سے بیان کیا کہ اس قول میں نیت کے ساتھ طلاق واقع ہو جائے گی کیونکہ اس قول کا معنی ''چلی جا'' بھی ہے اور ''اپنے مقصد میں کامیاب ہو جا'' بھی ہے۔[2]

۱- یعنی عفوت عنك لا جلهم کو بطور احتمال بیان کیا گیا۔ اصل الفاظ کنایہ کے طور پر بیان نہیں کیا جبکہ علامہ طحطاوی رحمۃ اللہ علیہ نے ان الفاظ کو مستقل الفاظِ کنایہ میں شمار کیا ہے۔ ۱۲ ہزاروی

۲- لہٰذا جب دو معنوں کا احتمال ہے تو نیتِ طلاق سے طلاق واقع ہو جائے گی۔ ۱۲ ہزاروی

marfat.com

اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ ان الفاظ سے وقوعِ طلاق اس وقت واضح ہے، جب عورت طلاق طلب کرے یا کہے کہ میں چاہتی ہوں تو مجھے طلاق دے تو جواب میں خاوند کہے: اظفری بمرادك۔ ظاہر ہے یہاں مراد سے مطلوب طلاق ہے۔

138- طحطاوی رحمۃ اللہ علیہ

یہ عبارت درمختار کی ہے۔ صاحبِ دُرِّمختار نے تعلیقِ طلاق کی شرائطِ صحت کے ضمن میں پہلی شرط یہ بیان کی کہ جس شرط سے طلاق کو معلق کیا جائے، وہ ایسی معدوم ہو جو وجود میں آسکتی ہو کیونکہ اگر وہ متحقق ہو تو طلاق فی الفور واقع ہو جائے گی، مُعلَّق نہیں رہے گی اور اگر وہ محال ہو تو وہ کلام لغو ہو جائے گا۔ محال کی مثال یہ ہے کہ خاوند بیوی کو کہے: اگر اونٹ سوئی کے سوراخ میں داخل ہو جائے تو تجھے طلاق ہے۔ چونکہ اونٹ کا اُس میں داخل ہونا محال ہے اس لئے یہ کلام لغو ہے۔

دوسری شرط لفظِ طلاق اور شرطِ تعلیق کا اتصال ہے۔

اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ علیہ

اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ علیہ کی کلام کا مفہوم یہ ہے کہ طلاق کو کسی امرِ محال سے مُعلَّق کرنے سے لغویت ایک ظاہری اور بدیہی امر ہے لیکن اگر امرِ محال سے عدمِ طلاق کو معلق کیا جائے تو کیا طلاق واقع ہوگی یا نہیں؟ مثلاً یہ کہے کہ ''اگر اونٹ سوئی کے سوراخ میں داخل ہو جائے تو تجھے طلاق نہیں''۔ اس صورت میں کلام کے مفہوم کا اعتبار کیا جائے تو طلاقِ تنجیزی واقع ہوگی کیونکہ طلاق کو ایک وجودی سے معلق کیا گیا ہے لیکن محض نیت کرنے اور فرض کرنے سے طلاق واقع نہیں ہوتی بلکہ طلاق کے الفاظ استعمال کئے جائیں تو وقوع ہوتا ہے جس طرح اگر کوئی کہے: لا حاجة لی الیك (مجھے تیری طرف کوئی حاجت نہیں) تو طلاق واقع نہیں ہو گی کیونکہ یہ طلاق کے الفاظ نہیں۔ اسی طرح مذکورہ صورت میں بھی تعلیق کا مفہوم ہے، الفاظ نہیں (لہٰذا طلاق نہیں واقع ہوگی)۔

marfat.com

139- طحطاوی رحمۃ اللہ علیہ

تنویر الابصار کے مصنف نے مسئلہ بیان فرمایا کہ اگر کوئی شخص کسی اجنبی عورت سے کہے: اگر تو زید کی زیارت کرے تو تجھے طلاق ہے۔ اب اسی عورت سے اس شخص نے نکاح کیا پھر عورت نے زید کی زیارت کی تو طلاق واقع نہیں ہوگی بلکہ کلام لغو ہو جائے گی۔

اسی ضمن میں صاحبِ درِّ مختار نے بحر الرائق کے حوالے سے بیان کیا کہ ہمارے عرف میں عورت کی زیارت کا مفہوم یہ ہے کہ وہ اپنے ساتھ کھانے کا سامان لے کر جائے جسے وہاں جا کر پکایا جائے۔

علامہ طحطاوی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ مصر میں آج کل اس کے خلاف معروف ہے یعنی وہاں عورت زیارت کرنے والی شمار کی جائے گی اگرچہ اس کے پاس ایسی چیز بھی ہو جسے پکایا نہیں جاتا جیسے پھل وغیرہ۔

اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ علیہ

ہمارے عرف میں زیارت کا مفہوم ان دونوں سے عام ہے کیونکہ ہمارے ہاں عورت زائرہ شمار ہوگی چاہے وہ اپنے ساتھ کچھ بھی نہ لے جائے۔

140- طحطاوی رحمۃ اللہ علیہ

طلاقِ مریض کی بحث میں صاحبِ درِّ مختار نے المجتبیٰ کے حوالے سے بیان کیا کہ اگر مقعد[1]، مسلول[2] اور مفلوج[3] کی بیماری طویل ہو جائے اور اسے چلنے پھرنے سے معذور نہ کر دے تو وہ صحیح کی طرح ہے۔

اس پر تفریع کے طور پر علامہ طحطاوی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ بیماری طویل نہ ہو یا طویل تو

۱- الذی اقعدہ المرض عن القیام۔

۲- من السل بالکسر مرض معروف۔

۳- من یحدث فی احد شقی البدن طولا فیبطل احساسہ و ربما کان فی الشقین و یحدث بغتۃ۔

(حاشیۃ الطحطاوی علی الدرّ المختار ۲/۱۶۵)-۱۲ ہزاروی

marfat.com

ہولیکن چلنے پھرنے سے بھی معذور ہوتو وہ مریض ہے۔

اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ علیہ

علامہ شامی رحمۃ اللہ علیہ نے کتاب الوصایا میں دُرِّ مختار کے اس قول واعتمد فی التجرید کی تشریح میں جولکھا ہے، وہ اس کے خلاف ہے۔

فتاوٰی شامی کی عبارت یہ ہے:

و الظاهر انه مقيد بغير الامراض المزمنة التى طالت و لم يخف منها الموت كالفالج و نحوه و ان صيرته ذا فراش و منعته عن الذهاب فى حوائجه۔[1]

141- طحطاوی رحمۃ اللہ علیہ

تنویر الابصار مع درِّ مختار میں ہے کہ اگر کوئی شخص اپنی بیوی سے کہے: انت علی مثل امی اور احترام یا ظہار یا طلاق کی نیت کرے تو اس کی نیت صحیح ہوگی کیونکہ یہ کنایہ ہے۔ لہٰذا جو اس نے ارادہ کیا، وہی واقع ہوگا۔

علامہ طحطاوی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ چاہے نیت کرے چاہے دلالتِ حال ہو، طلاق واقع ہوجائے گی۔

اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ علیہ

صرف دلالتِ حال سے وقوعِ طلاق کے قول سے فقیر کو اختلاف ہے۔

142- طحطاوی رحمۃ اللہ علیہ

تنویر الابصار اور دُرِّ مختار میں ہے کہ کفارہ کے بیان میں کہا گیا ہے کہ جو شخص کسی ایسے مرض کی وجہ سے روزہ رکھنے سے عاجز ہو، جس کے صحیح ہونے کی امید نہ ہو یا بوڑھا ہوتو وہ ساٹھ مسکینوں کو کھانا کھلائے یا اس کے برابر قیمت ادا کرے اور اگر ان کو صبح و شام کے

۱- ردّ المحتار المعروف بہ فتاوٰی شامی ۵/۴۲۳

marfat.com

کھانے کا مالک بنائے یا ایک وقت کا کھانا اور دوسرے وقت کی قیمت ادا کرے یا دو صبح یا دوپہر یا ایک سحری اور شام کے وقت کھانا کھلائے تو جائز ہے۔

علامہ طحطاوی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ اگر یہ کہا جائے کہ وہ کھانا جو مساکین کیلئے مباح کیا گیا، انہی کے ہاتھوں ضائع جائے تو جس نے مباح کیا اس کی ملک میں ضائع ہوگا یا جس کے ہاتھوں ضائع ہوا؟

علامہ طحطاوی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

''میں کہتا ہوں کہ جب وہ کھانے میں بدل گیا اور ماکول ہوگیا تو مباح کنندہ کی ملک زائل ہوگئی، اب وہ کسی کی ملک نہیں ہوگا''۔

اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ علیہ

صاع کا اسم وہ چیز ہے جو ہلاک (ضائع) ہو رہی ہے پس یہ اس کو بھی شامل ہوگا جب پانی کو مباح کیا جائے تا کہ اس کے ساتھ وضو کیا جائے، غسل کیا جائے یا اس کے ساتھ کپڑے دھوئے جائیں اور اسی قسم کی دوسری اشیاء بھی۔[1]

143- طحطاوی رحمۃ اللہ علیہ

تنویر الابصار میں ہے:

لو اباحه كل الطعام في يوم واحد دفعة اجزا عن يومه ذلك فقط و كذا اذا ملكه الطعام بدفعات في يوم واحد على الاصح۔

امام طحطاوی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ لو اباحہ میں اباحت سے مراد تملیک ہے یعنی اگر کفارہ ادا کرنے والے نے مسکین کو ایک ہی دن میں پورے طعام (کفارہ) کا مالک بنا دیا یا ایک ہی دن میں کئی بار کے ذریعے مالک بنایا تو فقط اسی دن کا کفارہ ادا ہوگا۔

اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ علیہ

امام طحطاوی رحمۃ اللہ علیہ کا اباحت سے تملیک مراد لینا صحیح نہیں کیونکہ اباحت کے مقابلے

1- یعنی جب کوئی چیز کسی نے مباح کر دی تو وہ مبیح عنہ کی ملک نہیں رہے گی۔ ۱۲ ہزاروی

marfat.com

میں مصنف اوملکہ لائے ہیں (جس سے صاف ظاہر ہے کہ دونوں سے ایک معنٰے مراد نہیں ہے)۔

امام طحطاوی رحمۃ اللہ علیہ نے یہ بات اس لئے بتائی کہ مصنف رحمۃ اللہ علیہ نے اولاً اباحہ دفعۃ کہا پھر ملکہ بدفعات کہا جس سے علامہ طحطاوی رحمۃ اللہ علیہ نے گمان کیا کہ دونوں مسئلوں میں صرف دفعۃ اور دفعات کا فرق ہے ورنہ اگر اباحت اور تملیک کو ہم معنیٰ نہ مانا جائے تو یہ قیود (دفعۃ اور دفعات) باطل ہیں لیکن امام شامی رحمۃ اللہ علیہ نے اس بات کا نہایت عمدہ جواب دیا ہے، وہ یہ ہے کہ یہ قبیلۂ احتباک سے ہے یعنی دونوں جگہوں میں مصنف رحمۃ اللہ علیہ نے اس بات کی تصریح کردی جسے دوسرے مقام پر ذکر نہیں کیا۔

امام احمد رضا بریلوی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ دونوں مقامات پر بدفعۃ اور دفعات مراد ہے یعنی دونوں مسئلوں میں عبارت مقدر ہے۔ علامہ شامی کی عبارت یہ ہے:

(قوله دفعة) اى او بدفعات و قوله بدفعات اى او بدفعة كما افاد فى البحر فهو من قبيل الاحتباك حيث صرح فى كل من الموضعين بما سكت عنه فى الموضع الأخر[1]

اب تنویر الابصار کی عبارت یوں ہوگی:

و لو اباحه كل الطعام فى يوم واحد دفعة او بدفعات اجزا عن يومه ذٰلك فقط و كذا اذا ملكه الطعام بدفعات او بدفعة فى يوم واحد على الاصح۔

144- طحطاوی رحمۃ اللہ علیہ

عِنّین کے احکامات کے سلسلہ میں تنویر الابصار میں باب باندھا گیا:

باب العنين وغيره۔

علامہ طحطاوی رحمۃ اللہ علیہ نے وغیرہ کے تحت فرمایا:

شمل الخصي و الشكاز و المسحور و الخنثى المشكل و المعتوه و

۱- ردالمحتار علی الدرّ المختار المعروف بہ فتاوٰی شامی ۲/۵۸۳

marfat.com

الشیخ الکبیر الخ۔

اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ علیہ

الشکاز مبالغے کا صیغہ ہے اور اس سے مراد وہ شخص ہے جو اپنی بیوی سے معانقہ کرے، اسے چھوئے یا اسے بوسہ دے تو بلا دخول انزال ہو جائے (یعنی سرعتِ انزال کا مریض)۔

145- طحطاوی رحمۃ اللہ علیہ

صاحبِ درمختار نے عنین کا لغوی معنیٰ یہ بیان کیا:

من لا یقدر علی الجماع۔

صاحب تنویر الابصار نے اصطلاحی معنیٰ یہ بیان کیا:

من لا یقدر علیٰ جماع فرج زوجتہ۔

علامہ طحطاوی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ لغوی معنیٰ اصطلاحی معنیٰ سے زیادہ عام ہے، کیونکہ اس میں تمام عورتوں سے جماع پر عدمِ قدرت کا مفہوم ہے جبکہ اصطلاحی معنیٰ میں صرف زوجہ کا ذکر ہے۔

اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ علیہ

اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ ایک اعتبار سے تو لغوی معنیٰ اعم نہیں بلکہ اخص ہے کیونکہ اصطلاحی معنی میں تو یہ کہا گیا ہے کہ وہ اپنی بیوی کے فرج میں جماع پر قادر نہ ہو اگرچہ اس کی دبر میں قادر ہو یا باقی تمام عورتوں کی فروج میں جماع پر پہلے قادر رہ چکا ہو اور لغوی معنیٰ خاص ہے کہ مطلقاً جماع پر قادر نہ ہو لیکن (دوسرے اعتبار سے لغوی معنیٰ اعم ہے جس طرح علامہ طحطاوی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا) لغوی معنیٰ کے اعتبار سے تمام عورتوں سے جماع پر عدمِ قدرت مراد لی گئی ہے اور اصطلاحی معنیٰ میں صرف اپنی بیوی کی فرج سے جماع پر عدمِ قدرت مراد ہے۔ پس اس معنیٰ کے اعتبار سے لغوی معنیٰ اعم ہے یعنی یہ (صرف بیوی کی فرج ہی نہیں بلکہ) ان فروج کو بھی شامل ہوگا جن سے جماع کی عدمِ قدرت کا بیان کیا گیا ہے۔

marfat.com

146- طحطاوی رحمۃ اللہ علیہ

ابن عقیل نے کہا کہ عنین سے دبر میں جماع کی بھی نفی ہے کیونکہ یہ قُبل (فرج) میں جماع سے بھی سخت ہے۔

اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ علیہ

فرج میں جماع کی عدمِ قدرت سے دُبر میں جماع کی عدمِ قدرت ثابت کرنا صحیح نہیں کیونکہ بعض اوقات جادو کے سبب فرج میں جماع پر قدرت نہیں ہوتی۔

147- طحطاوی رحمۃ اللہ علیہ

عنین کو ایک سال کی مہلت دی جائے۔

علامہ طحطاوی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ قاضی مہلت دے۔ پھر فرماتے ہیں: حموی شرح کنز میں ہے اور اس کی کلام دلالت کرتی ہے کہ غیرِ قاضی کی تاجیل معتبر نہیں اور اس سے ظاہر ہوتا ہے کہ محکم بھی ہو تو اسے بھی اختیار نہیں۔

اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ علیہ

یہ بات فتاوی خیریہ کی تصریح کے خلاف ہے البتہ فتاوی خیریہ میں صرف ضابطۂ کلیہ بیان کیا گیا ہے، کوئی دلیل نہیں دی گئی اور وہ یہ ہے کہ حد اور قصاص کے علاوہ تحکیم جائز ہے۔[1]

148- طحطاوی رحمۃ اللہ علیہ

باکرہ عورت کی پہچان کیلئے یہ طریقہ بیان کیا گیا ہے کہ وہ دیوار پر پیشاب کرے۔ اگر سیدھا دیوار پر لگے تو وہ باکرہ ہے ورنہ ثَیِّبہ ہے۔

امامِ طحطاوی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ یہ بات تجربہ سے تعلق رکھتی ہے۔

اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ علیہ

اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ علیہ وضاحت فرماتے ہیں کہ تجربہ سے ثیبہ اور باکرہ کے درمیان

۱- فتاوی خیریہ برحاشیہ فتاوی حامدیہ ۲/ ۲۷

marfat.com

کیفیتِ پیشاب میں فرق ثابت ہو چکا ہے۔

149- طحطاوی رحمۃ اللہ علیہ

تنویر الابصار مع درمختار میں ہے کہ زوجین میں کسی ایک کو دوسرے کے عیب کی وجہ سے رد کرنے کا اختیار نہیں اگر چہ وہ عیب زیادہ ہو مثلاً جنون، جذام، برص، رتق اور قرن وغیرہ۔ ائمۂ ثلاثہ نے ان پانچوں عیوب میں خاوند کے اختیار کی مخالفت کی ہے جبکہ امام محمد رحمۃ اللہ علیہ نے پہلے تین عیوب میں مخالفت کی ہے۔

علامہ طحطاوی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ ان کے ساتھ ہی قہستانی نے ہر اُس عیب کو لاحق کیا جس کی وجہ سے عورت کیلئے خاوند کے ساتھ ٹھہرنا ناممکن ہو۔

اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ علیہ

اسے زیلعی نے تبیین میں بیان کرتے ہوئے فرمایا کہ حضرت امام محمد رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ جب خاوند میں ایسا عیب ہو جس کے باعث عورت اپنا حق نہ پا سکتی ہو تو اسے رد کا اختیار ہے کیونکہ وہ اس عیب کی وجہ سے اپنا حق حاصل نہیں کر سکے گی۔ پس وہ محبوب اور عنین کی طرح ہو گا لیکن مرد کو یہ اختیار نہیں کیونکہ عورت میں عیب کی وجہ سے خاوند طلاق کے ذریعے ضرر سے بچ سکتا ہے اور یہ بھی ممکن ہے کہ وہ کسی دوسری عورت سے متمتع ہو۔

150- طحطاوی رحمۃ اللہ علیہ

درِّ مختار میں ہے کہ بچے کی تربیت عصبات کے بعد ذوالرحم کے ذمے ہے۔

علامہ طحطاوی رحمۃ اللہ علیہ نے ذوالرحم کو محرم کی قید سے مقید کیا اور اس کی وجہ یہ بیان فرمائی کہ اگر مطلقاً ذوالرحم مراد ہو تو یہ ان عورتوں کو بھی شامل ہو گا جو محرم نہیں جس طرح پھوپھی زاد اور خالہ زاد بہنیں اور یہ بات صحیح نہیں کیونکہ یہ درِّ مختار کے بعد والے قول و لا حق لولد عم و عمة و خال و خالة لعدم المحرمية کے مخالف ہے۔

اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ علیہ

لا حق لو لد عم الخ مشتہاۃ کے حق میں ہے جب کہ چچا زاد سے امن نہ ہو جس

marfat.com

طرح خود علامہ طحطاوی رحمۃ اللہ علیہ نے بعد میں بحر الرائق سے نقل کیا ہے۔ اس لئے دونوں عبارتوں میں کوئی تناقض نہیں ہے۔ بحر الرائق کے حوالے سے علامہ طحطاوی رحمۃ اللہ علیہ نے یہ عبارت نقل کی ہے:

عبر بالو لد لیعم الذکر و الانثٰی و ھٰذا فی حق الانثٰی المشتھاۃ اذا کان ابن العم غیر مامون الخ۔[1]

بحر الرائق میں ہے:

لکن ینبغی ان یکون محل عدم الدفع الی ابن العم ما اذا کانت الصغیرۃ تشتھی و ھو غیر مامون اما اذا کانت لا تشتھی کبنت سنۃ فلا منع لا نہ لا فتنۃ و کذا اذا کانت تشتھی و کان ما مونا۔[2]

151- طحطاوی رحمۃ اللہ علیہ

درِ مختار میں ہے کہ چچازاد، پھوپھی زاد، خالہ زاد اور ماموں زاد بھائیوں کو حقِ حضانت (تربیت) حاصل نہیں کیونکہ وہ محرم نہیں۔

علامہ طحطاوی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ عدمِ محرمیت کی علت کا تقاضا ہے کہ ان مذکورانِ بالا کو حقِ پرورش حاصل نہیں اگر چہ بچی غیر مشتہاۃ ہی کیوں نہ ہو۔

اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ علیہ

اعلیٰ حضرت فاضلِ بریلوی رحمۃ اللہ علیہ نے مختلف کتبِ فقہ کے حوالہ جات سے بیان فرمایا کہ چچازاد بھائیوں کو بچہ یا چھوٹی بچی پرورش کیلئے نہ دی جائے۔ (قاضی ملخصاً)

غیر محرم اور عصبہ فاسق کو بچی کی پرورش کا کوئی اختیار نہیں۔ (کفایہ وہندیہ)[3]

محرم ہی کو بچی کی تربیت کا حق حاصل ہے۔ (فتاوٰی خیریہ عن المنہاج للعقیلی، خلاصہ، تاتارخانیہ)

۱- حاشیۃ الطحطاوی علی الدر المختار ۲/۲۴۶

۲- بحر الرائق شرح کنز الدقائق ۴/۱۶۹

۳- فتاوٰی ہندیہ ۱/۵۴۲

marfat.com

چچازاد کو لڑکی کی پرورش کا کوئی حق نہیں (خانیہ وفتح القدیر)[1]

ہدایہ میں ابنِ عم کیلئے عدمِ حق حضانت کو بلا تفصیل بیان کیا گیا ہے اگر چہ صاحبِ ہدایہ نے جو دلیل بیان کی ہے، اس کے ظاہر الفاظ تفصیل کی طرف اشارہ کرتے ہیں کیونکہ صاحبِ ہدایہ نے ابنِ عم کو حقِ حضانت حاصل نہ ہونے کی دلیل ''فتنے سے حفاظت'' بیان کی[2] اور ظاہر ہے کہ فتنہ مشتہاۃ ہی سے پیدا ہوتا ہے۔

152- طحطاوی رحمۃ اللہ علیہ

علامہ طحطاوی رحمۃ اللہ علیہ نے فتاویٰ قاری الہدایہ کے حوالے سے نقل فرمایا کہ فقہاء کے قول و یصح اسلام الصبی العاقل میں صبی سے مراد وہ ہے جو سات سال یا اس سے زائد عمر کا ہو جائے۔ اس پر بطورِ دلیل فرمایا کہ رسولِ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرتِ امیر المؤمنین علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کو سات سال کی عمر میں دعوتِ اسلام دی۔

اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ علیہ

صحیح یہ ہے کہ آپ رضی اللہ عنہ کی عمر دس سال تھی۔

153- طحطاوی رحمۃ اللہ علیہ

تنویر الابصار میں ہے کہ پرورش کرنے والی ربیبہ کے غیر محرم سے نکاح کر لے تو حقِ حضانت ساقط ہو جائے گا۔ اس مسئلے کے ضمن میں درِ مختار میں قنیہ کے حوالے سے ہے کہ اگر بچے کی ماں کسی دوسرے شخص سے نکاح کر لے اور اس بچے کو اس کی نانی اس کے سوتیلے باپ کے گھر میں رکھے تو باپ کو بچہ واپس لینے کا حق ہے۔ بحر الرائق میں ہے: مجھے اس بارے میں تردد ہے کہ اگر بچے کو اس کی خالہ یا اس جیسی کوئی رشتہ دار کسی اجنبی کے ہاں ٹھہرائے تو آیا حقِ حضانت ساقط ہو جائے گا؟ صاحبِ بحر الرائق فرماتے ہیں کہ ساقط ہو جائے گا لیکن نہر الفائق میں ہے کہ ساقط نہیں ہوگا کیونکہ زوج الام اور اجنبی میں فرق ہے۔

۱- فتاویٰ خانیہ برحاشیہ فتاویٰ ہندیہ ۱/۴۲۳، فتح القدیر ۴/۱۸۶

۲- ہدایہ اولین ۲/۴۳۵

marfat.com

صاحب نہر الفائق کے قول کی وجہ علامہ طحطاوی رحمۃ اللہ علیہ نے بیان فرمائی کہ اگر چہ زوج الام اپنی بیوی کے بچے پر اپنا مال خرچ نہیں کرتا لیکن اس کے باوجود ماں سے تعلق کی بنا پر اسے ناپسند کرتا ہے اور بسا اوقات بعض اغراض کے تحت اپنی بیوی یا اس بچے کو منع کر دیتی ہے جبکہ اجنبی میں یہ چیز نہیں پائی جاتی۔

اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ علیہ

آپ رحمۃ اللہ علیہ نے اس دلیل کو اقوی قرار دیتے ہوئے وجہ بیان فرمائی کہ چونکہ عورت کا نفقہ خاوند کے ذمہ ہوتا ہے اور عام طور پر گھر کا سب سامان عورت کے اختیار میں ہوتا ہے اس لئے اجتناب کے باوجود ماں از روئے شفقت بچے کو خاوند کے مال میں سے بالخصوص پھل اور کھانا وغیرہ دے دیتی ہے چنانچہ خاوند بدگمانی کرتا ہے اور عورت کو متہم کرتا ہے اور اس بنا پر وہ بچے کو ناپسند کرتا ہے حتی کہ بیوی اور خاوند کے درمیان اختلاف رونما ہوتا ہے جبکہ اجنبی میں یہ بات نہیں ہوتی کیونکہ عورتیں اجنبی کے مال سے اجتناب کرتی ہیں اور وہ بھی ان کو موردِ الزام نہیں ٹھہراتا۔ ان تمام باتوں کا مشاہدہ ہوتا رہتا ہے۔ ہم نے بارہا دیکھا کہ اجنبی لوگ چھوٹے بچوں پر مشفق ہوتے ہیں اور زوج الام کو بچے سے نفرت کرتے ہوئے دیکھا گیا ہے۔ المختصر اجنبی سے عداوت متصور نہیں جبکہ مُربّی سے علاقۂ عداوت ہے لہٰذا دونوں میں فرق ہے۔

154- طحطاوی رحمۃ اللہ علیہ

تنویر الابصار میں ہے کہ ماں اور دادی کو بچی کے حیض آنے تک حقِ حضانت ہے اور ان کے غیر کو اس بچی کے مشتہاۃ ہونے تک حق ہے لیکن امام محمد رحمۃ اللہ علیہ کے نزدیک ماں اور دادی کیلئے مشتہاۃ ہونے تک حقِ حضانت ہے۔ درِّ مختار میں زیلعی کے حوالے سے اس کی وجہ کثرتِ فساد بیان کی گئی ہے۔

اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ علیہ

امام محمد رحمۃ اللہ علیہ کی اس روایت پر عمل درآمد اس وقت ہو سکتا ہے جب بچی کا باپ یا کوئی عصبہ موجود ہو نیز حاضنہ سے کوئی بہتری کی امید نہ ہو اور عصبہ سے مراد محارم ہیں اور بچی ان

marfat.com

کے علاوہ کسی دوسرے کے سپرد بھی نہ کی جائے۔

155- طحطاوی رحمۃ اللہ علیہ

مسائلِ نفقہ کے ضمن میں علامہ طحطاوی رحمۃ اللہ علیہ نے ایک مسئلہ بیان کرتے ہوئے علامہ عبدالقادر کی کتاب ''الواقعات'' کا ذکر فرمایا۔

اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ علیہ

یہ علامہ عبدالقادر یوسف آفندی ہیں جو قدری روزری مشہور ہیں۔

156- طحطاوی رحمۃ اللہ علیہ

دُرِّ مختار میں ہے کہ کیا غیر اللہ کے ساتھ قسم کھائی جاسکتی ہے؟ بعض کے نزدیک مکروہ ہے اور بعض کے نزدیک مکروہ نہیں۔ بالخصوص ہمارے زمانے میں اسی پر فتوی ہے اور حدیثِ پاک میں جو نہی وارد ہوتی ہے، اس کا مطلب یہ ہے کہ عادۃً اور تفاخُراً قسم نہ کھائی جائے۔ اگر وثوقاً ہو تو کوئی حرج نہیں۔

اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ علیہ

حدیثِ پاک میں طلاق کے ساتھ قسم کی مذمت کی گئی۔ ابنِ بلبان نے تلخیص الجامع میں اس کی تصریح کی ہے جیسے علامہ شامی رحمۃ اللہ علیہ نے (ردالمحتار کے) صفحہ ۶۹ پر نقل کی ہے اور ہم نے ردالمحتار کے حاشیہ کے صفحہ ۷۰ پر اس کی توجیہ کی ہے۔

157- طحطاوی رحمۃ اللہ علیہ

یمینِ لغو کے بارے میں مصنفِ تنویر الابصار نے فرمایا کہ اس میں گناہ نہیں ہوگا لیکن امامِ محمد رحمۃ اللہ علیہ نے اس پر جزم نہیں کیا بلکہ عدمِ مؤاخذہ کی امید سے معلق کیا۔

اب امامِ محمد رحمۃ اللہ علیہ پر اعتراض کیا گیا ہے کہ قرآن پاک میں اس آیت لَا یُؤَاخِذُکُمُ اللّٰہُ بِاللَّغْوِ فِیْ اَیْمَانِکُمْ کے ذریعہ عدمِ مؤاخذہ پر جزم کیا گیا ہے اور امامِ محمد رحمۃ اللہ علیہ کا قول اس کے خلاف ہے۔

marfat.com

صاحب ہدایہ نے اس کا جواب یہ دیا کہ چونکہ یمینِ لغو کی تفسیر میں اختلاف ہے اس لئے عدمِ مؤاخذہ کو امامِ موصوف نے امید سے معلق کیا ہے۔ نہر الفائق میں اس کی یہ توجیہ کی گئی ہے کہ دو چیزیں ہیں: ایک کفارہ، دوسرا عذاب۔ تو جب آیت میں مؤاخذہ بالکفارہ کے ساتھ منفی ہوگی تو آیت میں آخرت کے بارے میں سکوت ہے اسی لئے امامِ موصوف رحمۃ اللہ علیہ نے رجا سے معلق کیا ہے۔

امام حموی نے نہر الفائق کی عبارت نقل کر کے اس پر اعتراض کیا کہ امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ تو امام محمد رحمۃ اللہ علیہ کے بعد ہوئے ہیں لہٰذا اس وقت اختلاف ہی نہ تھا تو کیسے کہا جا سکتا ہے کہ اختلافِ تفسیر کی بنا پر امامِ محمد رحمۃ اللہ علیہ نے امید کے ساتھ معلق کیا ہے۔

اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ علیہ

یمینِ لغو کی تفسیر میں صرف امامِ شافعی رحمۃ اللہ علیہ ہی کا اختلاف نہیں بلکہ امامِ شافعی رحمۃ اللہ علیہ بلکہ امامِ محمد رحمۃ اللہ علیہ سے پہلے ائمۂ مجتہدین میں اختلاف تھا۔

158- طحطاوی رحمۃ اللہ علیہ

و سلطان اللہ کے الفاظ اسی وقت قسم بن سکتے ہیں جبکہ قدرت کی نیت کی جاتی۔ اگر بادشاہی یا قوتِ مراد لی جائے تو قسم نہیں بنیں گے لہٰذا عرف کے اعتبار سے فرق کیا جائے گا یعنی جہاں سلطان کے معنٰی قدرت لئے جاتے ہیں، وہاں قسم منعقد ہو جائے گی اور جہاں نہیں، وہاں نہیں۔

اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ علیہ

ردالمحتار میں اس کی بہترین توجیہ کی گئی اور وہ یہ کہ نوٰی قدرتہ کے الفاظ کے ساتھ اس کلام سے احتراز کیا گیا جب السلطان کے ساتھ البرھان و الحجۃ کے الفاظ بھی ہوں کیونکہ لفظ برہان اللہ تعالیٰ کی صفت نہیں ہے۔[1]

۱- ردالمحتار المعروف بہ فتاوی شامی ۳/۵۴

marfat.com

159- طحطاوی رحمۃ اللہ علیہ

وہ زنا جس سے حد واجب ہوتی ہے، اس کی تعریف صاحبِ تنویر الابصار نے یہ فرمائی:

و طئ مکلف ناطق طائع فی قبل مشتهاة خال عن ملکه و شبهة فی دار السلام او تمکینه من ذٰلك او تمکینها

محیط میں اس کے ساتھ العلم بالتحریم کی بھی قید لگائی گئی۔ صاحبِ فتح القدیر نے فرمایا کہ زنا ہر ملت میں حرام ہے۔

امامِ طحطاوی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ صاحبِ فتح القدیر کا رد ظاہر نہیں کیونکہ ہر ملت میں حرمت کا ثبوت اس بات کے مخالف نہیں کہ بعض لوگ اس سے لاعلم ہوں، نیز کسی صاحب نے ہر ملت میں اس کے حلال ہونے کا دعوٰی بھی نہیں کیا اور اسی کے ساتھ حضرتِ فاروقِ اعظم رضی اللہ عنہ کا ارشاد کہ اگر وہ شخص جانتا ہے کہ اللہ تعالٰی نے زنا کو حرام کیا ہے تو اسے کوڑے لگاؤ اور اگر نہیں جانتا تو اسے بتاؤ کہ پھر ارتکابِ زنا کرے تو کوڑے لگاؤ۔[1]

اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ علیہ

امامِ طحطاوی رحمۃ اللہ علیہ کے اس جواب کے ساتھ کہ بعض لوگوں کی جہالت اس کی حرمتِ ثابتہ کے مخالف نہیں۔ یہ بات بھی ظاہر ہے کہ جو لوگ نئے نئے اسلام میں داخل ہوتے ہیں تو شریعتِ حقہ کے بہت سے احکام کو اپنی باطل شریعت کے مخالف دیکھتے ہیں لہٰذا نو مسلم کا اپنے دین میں کسی بات کی حرمت کو جاننے سے پہلے یہ لازم نہیں آتا کہ وہ دینِ اسلام میں اس کی حرمت کو بھی جانتا ہو۔

160- طحطاوی رحمۃ اللہ علیہ

زنا کے ثبوت کیلئے جو چار گواہ گواہی دیں، ان سے قاضی پوچھے: ما هو و کیف هو و این هو و متی زنٰی و بمن زنٰی۔ "ما هو" سے زنا کی شرعی تعریف یعنی "ایلاج" کا

۱- امیر المؤمنین عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے یہ حکم اس شخص کے بارے میں فرمایا جس نے یمن میں زنا کا ارتکاب کیا۔ ۱۲ ہزاروی

marfat.com

سوال ہوگا تا کہ غیرِ ایلاج سے احتراز ہو جائے۔ "کیف ھو" سے یہ مطلب ہے کہ آیا ارتکابِ زنا اطاعت کے ساتھ ہوا یا اکراہ کے ساتھ۔

علامہ طحطاوی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ زنا موجبِ حد کی تعریف میں لفظِ "طائعًا" کے ذریعے مکرہ سے احتراز ہو گیا تو یہاں اس کی کیا ضرورت ہے؟

اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ علیہ

اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ کیف ھو کے ذریعے سوال صحیح ہے کیونکہ ایک زنا وہ ہے جس سے حد واجب ہوتی ہے اور اس کو جمیع قیود کے ساتھ علماء ہی جانتے ہیں۔ اس تعریف سے مکرہ کا خارج ہونا اسے مطلقاً زنا کی تعریف سے تو خارج نہیں کرتا اور زنا کی شرعی تعریف جس کے بارے میں گواہوں سے سوال کیا جاتا ہے، محض آنکھوں اور ہاتھوں کے زنا نیز ران یا ناف کے جماع سے احتراز کیلئے ہے۔ اسی لئے شارح رحمۃ اللہ علیہ نے اسے محض ایلاج قرار دیا ہے اور ظاہر ہے کہ مکرہ سے زنا میں فرج میں ذکر کا دخول پایا جاتا ہے لہٰذا یہ سوال ضروری ہو گیا کہ کیف ھوتا کہ اس کے ذریعے مکرہ وغیرہ کو حدِ زنا سے خارج کیا جا سکے۔

161- طحطاوی رحمۃ اللہ علیہ

امام طحطاوی رحمۃ اللہ علیہ نے "تتمہ" کے عنوان کے تحت فتوحاتِ مکیہ کے حوالے سے بیان فرمایا کہ اہلِ جنت کی صفات میں سے ہے کہ ان کے دُبر نہیں ہوں گے کیونکہ یہ دنیا میں ناپاک قضائے حاجت کیلئے بنائے گئے ہیں اور جنت ناپاکی کی جگہ نہیں۔

اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ علیہ

مذکورہ بالا علت پر قیاس کرتے ہوئے عورتوں کی شرمگاہوں کے بارے میں بھی یہی بات مناسب ہے کیونکہ وہ پیشاب کے سوراخ ہیں۔

162- طحطاوی رحمۃ اللہ علیہ

تنویر الابصار میں ہے کہ بچے، غلام اور عورت پر جہاد فرض نہیں ہے۔

marfat.com

امامِ طحطاوی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ اگر خاوند اپنی بیوی کو یا مالک اپنے غلام کو جہاد کا حکم دے تو ان کے حکم کی تعمیل میں فرض ہوگا۔ بحر الرائق میں اس پر اعتراض کرتے ہوئے کہا گیا ہے کہ یہ بات مسلمان غلام کے بارے میں تو کہی جا سکتی ہے لیکن عورت کے بارے میں نہیں کیونکہ عورت پر صرف انہی احکام میں خاوند کی اطاعت واجب ہے جو نکاح سے متعلق ہیں۔

اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ علیہ

نکاح سے متعلق امور جن میں بیوی پر خاوند کی اطاعت واجب ہے، یہ ہیں: زیبائش اختیار کرنا، جماع کی طرف بلائی جائے تو حاضر ہونا بشرطیکہ جماع اپنی شروط کے ساتھ ہو، خاوند کے گھر سے ناجائز باہر نہ جانا، کسی کے ہاں چاہے باپ ہی کیوں نہ ہو، رات نہ گذارنا البتہ اگر باپ کو بالخصوص اس کی ضرورت ہو تو وہاں رات گذار سکتی ہے، نفلی روزے ترک کر دینا، لباس اور بدن کو عطر وغیرہ سے خوشبو لگانا اور حیض کے بعد شرمگاہ کو خوشبودار روئی وغیرہ سے صاف کرنا وغیرہا۔

163- طحطاوی رحمۃ اللہ علیہ

اگر دارِ حرب سے قیدیوں کو خریدنے کا ارادہ کیا جائے اور قیدیوں میں مرد، عورتیں، علماء اور جُہال ملے جُلے ہوں تو انہیں کس ترتیب سے خریدا جائے؟

اس بحث میں علامہ طحطاوی رحمۃ اللہ علیہ نے الدر المنتقی کے حوالے سے فرمایا کہ مردوں کو مقدم کیا جائے تاکہ دشمنوں سے دفاع کے سلسلہ میں ان سے فائدہ اٹھایا جا سکے۔

اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ علیہ

اس صورت میں کہا جا سکتا ہے کہ اگر امام کو تکثیرِ لشکر کی ضرورت ہو تو مردوں کو پہلے خریدے ورنہ عورتوں کی خرید کو مقدم کرے تاکہ ان کی عصمت محفوظ ہو سکے۔

164- طحطاوی رحمۃ اللہ علیہ

تنویر الابصار میں ہے کہ مالِ غنیمت میں سے بعض لوگوں کیلئے حصہ مقرر ہے جبکہ بعض

marfat.com

کیلئے کچھ عطیہ ہے، مؤخر الذکر افراد میں سے ایک وہ ذمی ہے جو راستہ دکھائے۔ صاحبِ درِ مختار فرماتے ہیں: اس سے معلوم ہوا کہ ضرورت کے وقت کفار سے استعانت جائز ہے اور خود رسولِ اکرم ﷺ نے بھی یہودیوں کے خلاف یہودیوں سے مدد لی اور مالِ غنیمت میں سے بھی انہیں کچھ حصہ دیا۔

علامہ طحطاوی رحمۃ اللہ علیہ نے مسئلۂ مذکورہ کے ضمن میں فتح القدیر کی عبارت نقل فرمائی جس کا مطلب یہ ہے کہ مشرکین کے خلاف مشرکین سے استعانت جائز ہے جبکہ وہ خوشی سے آمادہ ہوں نیز نہ تو ان کو حصہ دیا جائے اور نہ ہی ان کیلئے جھنڈا ہو۔ رسولِ کریم ﷺ سے بھی یہ بات ثابت نہیں کہ آپ ﷺ نے ان کو پورا حصہ دیا ہو بلکہ کچھ مال دیا۔ اس اعتراض کے جواب میں کہ آنحضرت ﷺ نے جنگِ بدر میں بعض افراد کو واپس کر دیا۔ صاحبِ فتح القدیر نے فرمایا:

و لعل رد من رده فی غزوة بدر رجاء ان یسلم الخ۔[1]

اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ علیہ

''لعل رد من الخ'' فتح القدیر کی کلام نہیں بلکہ صاحبِ فتح القدیر نے اسے امامِ شافعی رحمۃ اللہ علیہ سے نقل فرمایا جیسا کہ انہوں نے اسے نصب الرایہ میں بیان کیا۔

165- طحطاوی رحمۃ اللہ علیہ

بزازی نے کہا کہ اگر کوئی شخص شراب پیتے، ارتکابِ زنا کرتے یا قطعی حرام کھاتے وقت بسم اللہ پڑھے تو اس نے کفر کیا کیونکہ اس نے اللہ تعالیٰ کے اسمِ مبارک کی توہین کی۔

علامہ طحطاوی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ بزازی کے قول لانه استخف باسم الله تعالیٰ میں اس بات کی صراحت ہے کہ کفر کی وجہ استخفاف ہے اور استخفاف کا تعلق دل سے ہے لہٰذا اگر استخفاف ثابت ہو جائے تو کفر ہے ورنہ کفر نہیں ہوگا۔

۱- فتح القدیر شرح ہدایہ ۵/۲۴۳

marfat.com

اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ علیہ

موجباتِ کفر مختلف ہیں بعض میں جانبین (استخفاف وعدمِ استخفاف) برابر ہیں اور استخفاف صرف دلیل ہی سے ثابت ہوسکتا ہے جیسے کوئی شخص رسولِ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے ظاہری جمال کی کم پرواہ کرے اور لباس مبارک کے مَیلا ہونے کو اگر القاء پر یا اس بات کے اظہار پر کہ دنیا قابلِ التفات نہیں یا کسی دوسرے اچھے مقصد سے تعبیر کیا جائے تو یہ تعبیر محمود ہے اور اگر اس بات کا ذکر رسولِ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی توہین کے انداز میں ہو تو کفر ہے اور یہ بات ظاہر سے معلوم ہوئی۔

بعض موجبات وہ ہیں جن میں جانبِ استخفاف راجح ہے تو جب تک اس کے خلاف پر دلیل نہ ہو، استخفاف ہی سمجھا جائے گا جیسے قرآن پاک کو (معاذ اللہ) نجاست میں ڈالنا اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ذکرِ پاک کے وقت اپنا ستر کھولنا۔ پس ضابطے کو اچھی طرح محفوظ کر لے کہ جزئیات میں تجھے نفع دے گا۔ اللہ تعالیٰ بہتر جاننے والا ہے اور ردالمحتار جلد ۳ صفحہ ۴۳۸ میں ملاحظہ کریں۔

166- طحطاوی رحمۃ اللہ علیہ

بحرالرائق کے حوالہ سے علامہ طحطاوی رحمۃ اللہ علیہ نے باب المرتد میں بیان فرمایا:

و یکفر بقوله هم تعص الانبیاء حال النبوة و لا قبلها لرده النصوص۔

اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ علیہ

الاشباہ میں لم تعص کی بجائے لم یعصوا ہے اور امام حموی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: ظاہر یہ ہے کہ یہ لفظ لم یعصوا ہے (عصیان سے نہیں بلکہ عصمت سے ہے) کیونکہ اکابر محققینِ اہلِ سنت کا مسلک یہ ہے کہ انبیاء علیہم السلام نہ تو نبوت کے بعد اور نہ ہی پہلے کبھی عصیان کے مرتکب ہوئے۔ ان محققین میں سے ایک حضرتِ علامہ قاضی عیاض رحمۃ اللہ علیہ بھی ہیں۔

میں کہتا ہوں کہ علامہ ابنِ حجر مکی رحمۃ اللہ علیہ نے بھی افضل القریٰ اور الزواجر میں یہی نقل فرمایا۔ حموی کی عبارت یہ ہے:

marfat.com

و قد یقال ان المیم سقطت من ثنایا الا قلام فاوجبت فساد الکلام و ان الاصل کانَ و لو قال الانبیاء لم یعصموا حال النبوۃ و لا قبلھا کفر لا نہ رد النصوص و المراد بالنصوص حینئذٍ الادلۃ الدالۃ علی عصمتھم المذکورہ فی علم الکلام و اللّٰہ الھادی الی بلوغ المرام۔[1]

167- طحطاوی رحمۃ اللہ علیہ

بحر الرائق میں ہے کہ اگر کوئی شخص کہے کہ اگر ہمارے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نہ ہوتے تو حضرتِ آدم علیہ السلام کی پیدائش نہ ہوتی۔ اس قول سے وہ کافر تو نہ ہوگا البتہ یہ بات خطا ہے۔

اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ علیہ

میں کہتا ہوں یہ بات (خطا نہیں بلکہ) صحیح اور متفق علیہ ہے اور صحیح احادیث میں مذکور ہے لہٰذا اس قولِ خطا سے بچنا چاہئے۔

168- طحطاوی رحمۃ اللہ علیہ

کسی شخصِ معین کی بعثت سے انکار کفر نہیں۔

اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ علیہ

یہ بات محلِ غور ہے کیونکہ نصوصِ متواترہ کثیرہ سے ثابت ہے کہ جس طرح مطلقاً بعثت ثابت ہے اسی طرح بعثتِ[2] مطلقہ کا ثبوت بھی ہے اور یہ مسئلہ ضروریاتِ دین سے ہے۔

169- طحطاوی رحمۃ اللہ علیہ

تنویر الابصار مع الدر المختار میں ہے کہ دو شریکوں میں سے ایک کا مال ضائع ہوگیا، پھر دوسرے نے اپنے مال سے سامان (تجارت) خریدا۔ اگر انہوں نے عقدِ شرکت میں

۱- الاشباہ والنظائر مع الحموی صفحہ ۱۷۹

۲- بعثتِ مطلقہ کا تقاضا یہ ہے کہ تمام انبیاء علیہم السلام کی بعثت کا اقرار کیا جائے اور کسی ایک کی بعثت کا انکار سب کا انکار ہے۔ ۱۲ ہزاروی

marfat.com

وکالت کی تصریح کی ہے بایں طور کہ ہم میں سے جو بھی اپنے مال سے جو کچھ خریدے گا، وہ دونوں میں مشترک ہوگا تو حسبِ شرائط خریدا ہوا مال دونوں میں مشترک ہوگا کیونکہ وکالت باقی ہے اور اگر انہوں نے محض شرکت کا ذکر کیا تھا اور وکالت کا ذکر نہیں کیا تھا تو پھر وہ مال صرف اسی کا ہوگا جس نے خریدا ہے۔ یہاں درمختار اور طحطاوی دونوں میں و لم یتصادقا علی الوکالة کے الفاظ ہیں۔

اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ علیہ

صحیح عبارت لم ینصا علی الوکالة فیها ہے جیسے علامہ شامی رحمۃ اللہ علیہ نے علامہ طحطاوی رحمۃ اللہ علیہ سے نقل کیا ہے۔[1]

170- طحطاوی رحمۃ اللہ علیہ

تعلیقِ وقف کی بحث میں علامہ طحطاوی رحمۃ اللہ علیہ نے بحر الرائق کی ایک طویل عبارت نقل فرمائی جس میں وقفِ مریض کا ذکر ہے، پھر خود ہی سوال اٹھایا کہ اگر کوئی شخص کہے کہ منقولہ عبارتِ وقف مریض کے بارے میں ہے اور تمہاری کلام تعلیقِ وقف کے سلسلہ میں ہے تو اس کا جواب علامہ طحطاوی رحمۃ اللہ علیہ نے یہ دیا کہ اس سے قبل صاحبِ بحر الرائق نے طحطاوی کے حوالے سے بتایا کہ مرضِ موت میں وقف وصیت بعد الموت کی طرح ہے۔

اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ علیہ

یہ صحیح ہے کہ بحر الرائق نے طحطاوی سے نقل کیا لیکن اس کے بعد اس کے خلاف کو صحیح قرار دیا۔ اس لئے علامہ شامی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ اس شخص پر تعجب ہے جس نے بحر الرائق کی ابتدائی عبارت نقل کی لیکن پوری عبارت نہیں دیکھی۔

171- طحطاوی رحمۃ اللہ علیہ

مسجد کا بانی فوت ہو جائے تو اس کے ورثاء کو اس بات کا حق نہیں پہنچتا کہ وہ اہلِ مسجد کو

۱- ردالمحتار المعروف بہ فتاوی شامی ۳/۳۴۴، فتح القدیر ۵/۴۰۰

marfat.com

مسجد میں کمی زیادتی سے منع کریں اور اگر وہ راستے میں سے کچھ حصہ مسجد میں داخل کر کے مسجد کو وسیع کرنا چاہیں تو کر سکتے ہیں۔

اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ علیہ

یہ اجازت اس وقت ہے جب راستہ بطورِ علامت ہو اور گزرنے والے کو اس کی وجہ سے تکلیف نہ پہنچے نیز مسجد کو توسیع کی ضرورت ہے۔ زیلعی اور الدر وغیرہما میں اسی طرح بیان کیا گیا ہے۔

172- طحطاوی رحمۃ اللہ علیہ

اگر کسی بستی کے خراب ہونے اور وہاں کے ماحول کے خراب ہو جانے کی وجہ سے مسجد غیر آباد ہو جائے تو امام ابو یوسف رحمۃ اللہ علیہ کے نزدیک قاضی کی اجازت سے اس کا سامان بیچ کر دوسری مساجد میں صرف کیا جائے۔ زیلعی[1] نے اس کی تصریح کی ہے۔

اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ علیہ

امام زیلعی نے لفظِ عند کے ساتھ ذکر کیا جو ظاہر روایت پر دلالت کرتا ہے لیکن الدر سے اس کے غیر کا پتہ چلتا ہے۔

173- طحطاوی رحمۃ اللہ علیہ

شرح الملتقی میں ہے کہ اگر متولی کسی غیر کو مختار بنائے تو صحیح نہیں۔

اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ علیہ

اگر کسی کو تولیت کی وصیت کرے تو جائز ہے اور وہی وصی متولی ہوگا جس طرح فتاوٰی خیریہ اور اسی فتاوٰی طحطاوی میں ہے۔

174- طحطاوی رحمۃ اللہ علیہ

وقف میں اگر کوئی شخص اپنی ذمہ داری سے کسی دوسرے کیلئے فارغ ہو تو مفروغ لہٗ

۱- ردالمحتار المعروف بہ فتاوٰی شامی ۳/۳۷۱

marfat.com

کیلئے حق اس وقت تک ثابت نہیں ہوگا جب تک قاضی کی طرف سے تقرری نہ ہو۔

اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ علیہ

اور یہ فارغ ہونے والا شخص بھی واقف یا قاضی کے علم کے بغیر (اپنے آپ) معزول نہیں ہوسکتا جیسے عنقریب متن میں آئے گا:

و لو عزل الناظر نفسه ان علم الواقف او القاضی صح و الا لا۔[1]

175- طحطاوی رحمۃ اللہ علیہ

اگر کسی معین شخص کو نگران مقرر کیا پھر حاکم کو نگران بنایا گیا۔ اب اس شخصِ معین نے کسی دوسرے شخص کی تقرری کی، پھر وہ مرگیا تو کیا اختیارات حاکم کی طرف لوٹیں گے؟ تو اس کا جواب یہ ہے کہ اگر تفویض صحت کی حالت میں ہوئی تو حاکم کو اختیار حاصل ہو جائے گا اور اگر حالتِ مرض میں تفویض کئے گئے تو جب تک مفوض الیہ زندہ ہے، حاکم کو اختیارات حاصل نہیں ہو سکتے۔

اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ علیہ

حموی نے اس بات کی مخالفت کی ہے کیونکہ یہ شرط واقف کو باطل کرنے کی طرف لے جاتی ہے۔[2]

176- طحطاوی رحمۃ اللہ علیہ

علامہ شیخ قاسم سے سوال کیا گیا کہ سلطان خمق نے بیت المال سے مصالح مسجد کیلئے زمین مہیا کی تو کیا یہ وقف صحیح ہے؟ علامۂ موصوف نے فتوی دیا کہ یہ وقف صحیح ہے اور دوسرے سلطان کو اس کے باطل کرنے کا کوئی اختیار نہیں۔[3]

۱- حاشیۃ الطحطاوی علی الدرّ المختار ۲/ ۵۵۷

۲- واقف نے تو اس کے بعد حاکم کو مقرر کیا ہے لہٰذا اس صورت میں واقف کی شرط باطل ہو جائے گی۔ ۱۲ ہزاروی

۳- تفصیل کیلئے دیکھئے: الاشباہ والنظائر مع الحموی صفحہ ۱۸۸

marfat.com

اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ علیہ

یعنی یہ اسی طرح لازم ہو جائے گی جس طرح واقف لازم ہوتا پس دوسرے سلطان کو اس کے باطل کرنے کا کوئی حق نہیں لیکن یہ وقف شرعی نہیں جس میں شروط کا اعتبار کیا جائے جیسے علامہ شامی رحمۃ اللہ علیہ نے بیان فرمایا ہے۔ فتاوی شامی میں ہے:

افتی المولی ابو السعود بان اوقاف الملوك و الا مراء لا یراعی شرطها لا نها من بیت المال و تؤول الیه ..... و لعل مراد العلامة القاسم بقوله ان الوقف صحیح ای لازم لا ینتقض علی وجه الارصاد المقصود منه و صول المستحقین الی حقوقهم و لم یرد حقیقة الوقف الخ۔[1]

177- طحطاوی رحمۃ اللہ علیہ

صاحب درِ مختار نے نہر الفائق کے حوالہ سے نقل کیا کہ مصر میں امراء کے اوقاف عام طور پر زمین کے وہ ٹکڑے ہوتے ہیں جو بیت المال کے وکیل سے صورۃً خریدے ہوئے ہوتے ہیں۔

اس کی تشریح کرتے ہوئے علامہ طحطاوی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: اس سے معلوم ہوا کہ جب ان کا خریدنا صحیح نہیں تو وقف بھی صحیح نہیں۔ پھر علامہ طحطاوی رحمۃ اللہ علیہ التحفۃ المرضیہ سے نقل کرتے ہیں کہ بیت المال سے خریدی ہوئی زمین کا حال معلوم نہ ہو تو اسے اصل پر محمول کرتے ہوئے صحیح قرار دیا جائے گا۔

اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ علیہ

یعنی جب یہ معلوم ہو کہ خریدی گئی ہے لیکن یہ معلوم نہ ہو کہ خریدنا صحیح ہے یا نہیں تو اسے اصل پر محمول کرتے ہوئے صحیح قرار دیا جائے گا لیکن جب نفسِ شراء کا بھی علم نہ ہو تو پھر صحت پر محمول نہیں کیا جائے گا۔ اب یہ صورۃً وقف ہوگی کیونکہ وقف سلطان کیلئے خریدنا لازم نہیں ہے جیسے علامہ شامی رحمۃ اللہ علیہ نے تحقیق فرمائی۔

۱- ردالمحتار المعروف بہ فتاوی شامی ۳/۳۹۳

marfat.com

فتاوٰی شامی میں ہے:

و ان کان الواقف لها السلطان من بیت المال من غیر شراء فافتی العلام قاسم بان الواقف صحیح۔[1]

178- طحطاوی رحمۃ اللہ علیہ

الاشباہ والنظائر میں ہے: (چند مسائل کے علاوہ) خاموشی کلام کی طرح ہے۔ان میں سے ایک مسئلہ سکوت البکر عند استیمار ولیها قبل التزویج و بعدها[2] بیان کیا گیا ہے۔

علامہ طحطاوی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ لفظِ و بعدہ کا عطف عند استیمار پر ہے۔

اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ علیہ

اس مسئلہ یعنی عطفِ بیان میں علامہ طحطاوی رحمۃ اللہ علیہ نے حموی کی پیروی کی ہے اور جو کچھ ہم نے اس پر لکھا ہے، اسے ملاحظہ کریں۔حموی میں ہے:

و بعدہ عطف علی قوله عند استیمارها لا علی قبله کما هو ظاهر لمن تدبر۔[3]

179- طحطاوی رحمۃ اللہ علیہ

لفظِ ''قبل'' پر بھی عطف جائز ہے اور اس سے کوئی مانع نہیں۔

اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ علیہ

بلکہ یہی (لفظِ "قبل" پر عطف ہی) متعین ہے جس طرح ہم نے اپنے مقام پر بیان کیا ہے۔

۱- ردالمحتار المعروف بہ فتاوٰی شامی ۳/۳۹۲

۲- الاشباہ والنظائر مع الحموی صفحہ ۱۱۴

۳- الاشباہ والنظائر مع الحموی صفحہ ۱۱۴

marfat.com

180- طحطاوی رحمۃ اللہ علیہ

مجبور شخص کی خرید وفروخت فاسد ہے یعنی کسی کو کسی چیز کے اصل قیمت سے زیادہ کے ساتھ خریدنے پر مجبور کیا جائے اور یونہی اسے مجبور کر کے اس سے کچھ خریدا جائے۔

اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ علیہ

الاشباہ میں جو حکایت امام صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی اعرابی کے ساتھ پانی فروخت کرنے کے بارے میں مذکورہ ہے، اس میں دیکھیں! شاید وہ امام صاحب سے ثابت نہیں۔

181- طحطاوی رحمۃ اللہ علیہ

تنویر الابصار مع الدر المختار میں ہے کہ دراہم ودنانیر آٹھ مسائل میں ایک ہی جنس ہیں جن میں سے ایک ادائیگی قرض ہے۔

علامہ طحطاوی رحمۃ اللہ علیہ نے اس کی ایک صورت یہ بیان فرمائی کہ ایک شخص کے دراہم دوسرے کے ذمے قرض ہیں اور وہ مقروض ادائیگی نہیں کرتا، دریں اثناء اس کے مال سے دنانیر قاضی کے قبضہ میں آجاتے ہیں تو قاضی کو حق پہنچتا ہے کہ ان دنانیر کو دراہم کی جگہ صرف کرے اور قرض خواہ کا قرض بھی ادا کرے لیکن امام اعظم ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کے نزدیک صرف دیناروں ہی میں اس طرح کرسکتا ہے اور صاحبین کے نزدیک غیر دینار بھی اسی حکم میں ہیں۔

اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ علیہ

ظاہرِ روایت کے مطابق قرض خواہ خود بخود دینار نہیں لے سکتا جبکہ اس کا قرض درہم ہوں اور یونہی بالعکس۔ قاضی خاں نے باب الصرف میں اسے صحیح قرار دیا ہے اور ہمارے زمانے میں فتوی امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ کے مذہب پر ہے جس طرح باب الحجر میں آرہا ہے:

و الفتوٰی الیوم علٰی جواز الا خذ عند القدرة من ای مال کان لا سیما فی دیارنا لمداومتهم العفوة۔[1]

1- حاشیۃ الطحطاوی علی الدرّ المختار ۴/۸۶

marfat.com

فتاوٰی قاضی خاں کی عبارت یہ ہے:

و ان ظفر بدنانیر مدیونه فی ظاهر الروایة لیس له ان یاخذ الدنانیر و ذکر فی کتاب العین و الدین له ان یاخذ و الصحیح هو الاول۔[1]

182- طحطاوی رحمۃ اللہ علیہ

غصب شدہ کھانا اگرچہ پکانے کے سبب اسے اپنی اصل سے بدل دیا گیا ہو جب تک اس کی قیمت نہ ادا کی جائے یا ضمانت نہ دی جائے یا معاف نہ کرایا جائے، خریدنا حرام ہے۔

اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ علیہ

امامِ طحطاوی رحمۃ اللہ علیہ کی یہ تعمیم صاحبین کے مذہب پر صحیح ہے کیونکہ ان کے نزدیک غاصب مغصوب کے تبدیل یا ہلاک ہونے سے مالک نہیں بنتا جب تک اس کی قیمت ادا نہ کرے یا ضمانت نہ دے لیکن امامِ اعظم رحمۃ اللہ علیہ کے نزدیک غاصب مغصوب کا مالک ہے اگرچہ سببِ ملک میں خبث ہے لہٰذا یہ اُسی طرح ہوگا جیسے بیعِ فاسد میں خریدار ہوتا ہے یعنی مشتری کیلئے طیب ہے کیونکہ خبث کا تعلق صرف غاصب کے ساتھ ہے لہٰذا مغصوب کے تبدیل ہونے یا ہلاکت پذیر ہونے سے اس کا تعلق مغصوب منہ کے ساتھ نہیں ہوگا کیونکہ وہ تعلق ضمانت کی طرف منتقل ہوگیا بلکہ ہماری تحقیق کے مطابق غاصب کی ملکیت پر تمام ائمہ کا اجماع ہے جیسے کہ ہم نے ردالمحتار کے حاشیہ پر بیان کیا ہے۔

183- طحطاوی رحمۃ اللہ علیہ

بیعِ فضولی کے ضمن میں بحرالرائق عن البزازیہ کے حوالہ سے علامہ طحطاوی رحمۃ اللہ علیہ نے ایک عبارت نقل فرمائی:

والصحیح انه اذا اضیف العقد فی احد الکلامین الٰی فلان یتوقف علی اجازة فلان کذا فی البحر عن البزازیة۔[2]

۱- قاضی خاں برحاشیہ فتاوٰی عالمگیری ۲/۲۵۲

۲- بحرالرائق شرح کنزالدقائق ۶/۱۴۹

marfat.com

اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ علیہ

فتاوی بزازیہ میں کتاب البیوع کی فصل عاشر کے آخر میں یہ عبارت ہے لیکن وہاں لفظِ الصحیحہ نہیں ہے۔[1]

184- طحطاوی رحمۃ اللہ علیہ

فتاوی ہندیہ میں ہے کہ اگر کوئی قرض خواہ مقروض کے دراہم حاصل کرنے میں کامیاب ہو جائے اور قرض معجّل بھی نہ ہو اور نہ ہی یہ دراہم اس کے دراہم سے زیادہ کھرے ہوں تو وہ لے سکتا ہے ورنہ نہیں جیسے اسے اگر مدیون کے دینار مل جائیں اور مقروض کے ذمہ دراہم ہوں تو نہیں لے سکتا۔

اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ علیہ

فتاوی خانیہ کے باب الصرف میں بھی یہ مسئلہ اسی طرح مذکور ہے۔

185- طحطاوی رحمۃ اللہ علیہ

تنویر الابصار مع الدر المختار میں ہے کہ کسی شخص سے ایک مقررہ وعدہ پر کوئی چیز بنوانا بیعِ سَلَم ہے بشرطیکہ وقتِ مقررہ میں عجلت نہ ہو بلکہ مہلت ہو۔

اس کی تفصیل میں علامہ طحطاوی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: اجل یا تو اجلِ سَلَم کی طرح ہوگا جس طرح ایک مہینہ یا زائد تو یہ بلا تفصیل سَلَم ہے اور اگر اجل سَلَم کی صلاحیت نہ رکھتا ہو تو پھر دو صورتیں ہیں: اس میں تعامل جاری ہو سکتا ہے یا نہیں۔ اگر جاری ہو سکتا ہے تو پھر طلبِ صفت ہے ورنہ پھر دو صورتیں ہوں گی: اگر اجل بطورِ عجلت ہے تو بھی طلبِ صفت کہلائے گی لیکن اگر بطور مہلت ہو تو اجل فاسد ہو گی۔

اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ علیہ

امام طحطاوی رحمۃ اللہ علیہ کی عبارت سے پتہ چلتا ہے کہ یہ تجزیہ اس صورت میں ہے جب

۱- فتاوی بزازیہ علی حاشیہ فتاوی ہندیہ ۴/۴۹۰

marfat.com

تعامل جاری نہ ہوسکتا ہو تو اس صورت میں فساد کی دو شرطیں ہیں: اجل کا ذکر بطورِ مہلت کیا جائے اور تعامل بھی نہ ہو سکے اور صحت کے سلسلہ میں دو باتوں سے ایک بات ضروری ہے: تعامل یا ذکر بطور عجلت، حالانکہ ایسا نہیں بلکہ معاملہ اس کے برعکس ہے پس صحت کیلئے دو شرطیں ہیں: تعامل اور اجل بلا مہلت اور ان دونوں میں سے ایک کے پائے جانے سے حصولِ فساد ہے۔

186- طحطاوی رحمۃ اللہ علیہ

تنویر الابصار میں ہے کہ استصناع بطورِ بیع صحیح ہے، بطور معاہدہ صحیح نہیں ہے۔
علامہ طحطاوی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ اہلِ مذہب سے ایک جماعت نے بطورِ معاہدہ صحیح ہونے کا قول کیا ہے۔

اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ علیہ

اس جماعت میں سے حاکم شہید بھی ہیں جیسا کہ قہستانی میں ہے۔[1]

187- طحطاوی رحمۃ اللہ علیہ

درِ مختار میں بیع الوفاء کی یہ صورت بیان کی گئی کہ کوئی شخص کسی عین چیز کو مثلاً ایک ہزار درہم پر بیچے اور یہ بات طے ہو جائے کہ جب وہ چیز واپس لوٹائے گا تو رقم واپس کر دی جائے گی۔ اس کے بعد کہا گیا: ثم اذا ذکر الفسخ فیه او قبله الخ۔
علامہ طحطاوی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ جب بیعِ وفا کی صورت میں علی انه اذا رد علیه الثمن الخ کہہ دیا تو پھر ثم اذا ذکر الفسخ صحیح نہیں لہٰذا اسے حذف کرنا اولیٰ ہے تاکہ اختلاف صحیح ہو سکے۔

1- بحر الرائق میں بھی اسی طرح ہے:
فقد اختلفوا فی کونه مواعدة و معاقدة فعند الحاکم الشهید و الصفار و محمد بن سلمة و صاحب المنشور مواعدة۔ (بحر الرائق شرح کنز الدقائق ۶/۱۷۱)-۱۲ ہزاروی

marfat.com

اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ علیہ

میں کہتا ہوں کہ جب بیع مطلق ہو اور نفسِ عقد میں شرطِ فسخ اور عدم لزوم کا نہ تو صراحۃً ذکر ہو اور نہ دلالۃً اور عقد کے بعد اس کا معاہدہ ہو اور اس بیع میں بائع کے علم میں غبنِ فاحش یا اصل ثمن پر زائد منافع بھی نہ ہو تو وہ بیع رہن نہ ہوگی اور یہ بات بھی گزر چکی ہے کہ بیعِ وفا وہ ہے جس میں نفسِ عقد میں فسخ کا ذکر ہو جس طرح بحر الرائق اور دیگر کتبِ فقہ میں ہے اور اسی میں اختلاف جاری ہوتے ہیں اور درِ مختار میں تیسرے قیل کے تحت جو کچھ بیان کیا گیا ہے وہ مسئلہ کی مختلف اجمالی صورتیں ہیں اگرچہ بعض صورتیں بیعِ وفا کی نہیں ہیں لہٰذا علامہ طحطاوی رحمۃ اللہ علیہ کا قول سیاتی الخلاف ساقط ہو جائے گا۔

188- طحطاوی رحمۃ اللہ علیہ

اگر کوئی شخص کسی دوسرے شخص سے کہتا ہے کہ حاکم سے میرا فلاں کام کرا دو اور رشوت کا ذکر نہیں کرتا پھر کام بن جانے پر کچھ دیتا ہے تو کیا یہ عطیہ لینا جائز ہے؟ بعض کے نزدیک ناجائز ہے اور بعض کہتے ہیں جائز ہے اور یہی صحیح ہے کیونکہ بدلۂ احسان ہے۔

اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ علیہ

علامہ طحطاوی رحمۃ اللہ علیہ کیلئے مناسب تھا کہ جواز سے عطیۂ معہودہ کی استثناء کرتے کیونکہ جو چیز معروف ہو وہ مشروط کی طرح ہے۔

189- طحطاوی رحمۃ اللہ علیہ

اگر کوئی شخص اپنے مقروض سے کہے کہ میرا فلاں کام بادشاہ سے کرا دو تو میں نے قرض سے تمہیں بری الذمہ کر دیا تو یہ ابراء صحیح نہیں کیونکہ یہ اصلاحِ مہم کی خاطر ہے اور اصلاحِ مہم قرض دار کا اخلاقی فرض ہے۔

اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ علیہ

اس سے یہ فائدہ حاصل ہوا کہ جس کام کا کرنا اخلاقی فرض ہے، اس پر کوئی چیز لینا جائز

marfat.com

نہیں ہے۔

190- طحطاوی رحمۃ اللہ علیہ

لفظِ بحر سے قبل بحر الرائق کی عبارت ہے اور اس کے بعد فتاوٰی ہندیہ کی عبارت شروع ہوتی ہے۔

اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ علیہ

علامہ طحطاوی رحمۃ اللہ علیہ کے قول ''تتمہ'' سے لے کر یہاں تک تمام عبارت بحر الرائق سے منقول ہے۔

191- طحطاوی رحمۃ اللہ علیہ

یتیموں کے مال میں وصی کیلئے مصانعت جائز ہے۔

اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ علیہ

مصانعت کا مطلب ہے ظالموں کے ظلم کو دور کرنے کیلئے کوئی چیز بطورِ رشوت دینا یعنی جب وصی کو معلوم ہو کہ اگر وہ یتیم کے مال سے بطورِ رشوت نہ دے تو مشقت زیادہ ہو گی یا مال کم ہو جائے گا تو وہ ظالم کو کچھ دے کر بچاؤ کر سکتا ہے۔ فتاوٰی ہندیہ میں ہے:

و فی فتاوی النسفی فی مسائل المیراث الوصی اذا طولب بحیاته دار الیتیم و کان بحیث لو امتنع ذادت المؤنة فدفع من التركة جباية داره فلا ضمان علیه و کان کالمصانعة۔[1]

192- طحطاوی رحمۃ اللہ علیہ

خلاصہ میں ہدیہ کی تین صورتیں بیان کی گئی ہیں:

1- لینا دینا دونوں حلال اور یہ باہمی میل جول کی خاطر ہے۔
2- لینا دینا دونوں حرام اور وہ ظلم پر مدد کی خاطر کچھ لیا جائے۔

1- فتاوٰی عالمگیری المعروف بہ فتاوٰی ہندیہ ۶/۱۵۰

marfat.com

3- دینا حرام نہیں البتہ لینا حرام ہے اور وہ ظلم سے نجات حاصل کرنے کیلئے دیا جائے اور اس کا حیلہ حیلۂ اِستئجار ہے جس کا ذکر پہلے ہو چکا ہے۔

اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ علیہ

خلاصہ کی عبارت یہ ہے:

والثالث الاهداء لدفع الظلم عن نفسه وهو حرام على الاخذ والحيلة ان يستاجره ثلاثة ايّام او نحوه ليعمل له ثم يستعمله اذا كان فعلا يجوز كتبليغ الرسالة ونحوه و ان لم يبين المدة لا يجوز الخ۔

''اور تیسری (قسم) اپنے نفس سے ظلم دور کرنے کیلئے ہدیہ دینا اور یہ لینے والے کیلئے حرام ہے اور حیلہ یہ ہے کہ اس کو تین دن کیلئے یا اس کی مثل کیلئے اجرت پر حاصل کرلے تاکہ وہ اس کیلئے کام کرے پھر اس سے کام لے (لیکن یہ حیلہ اس وقت ہوگا) جبکہ وہ کام جائز ہو، مثلاً پیغام پہنچانا وغیرہ اور اگر مدت کا تعین نہ ہو تو جائز نہیں''۔

میں کہتا ہوں کہ یہ عبارت اس بات پر دلالت کرتی ہے کہ دفعِ ظلم کیلئے کچھ لینا جائز نہیں۔ چاہے ظالم کوئی دوسرا شخص ہی کیوں نہ ہو کیونکہ حیلۂ استئجار امرِ جائز میں ہوتا ہے اور مظلوم سے دفعِ ظلم تو شرعاً ہر اس شخص پر لازم ہے جو اس کی طاقت رکھتا ہو لہٰذا اس پر اجر لینا جائز نہیں اور یہی مراد بحر الرائق کے اس قول کی ہے جو گذر چکا ہے کہ کسی کی مشکلات حل کرنا دیانۃً لازم ہے اور اس کی دلیل فتاوی ہندیہ کا وہ قول ہے جو محیط کے حوالے سے گزر چکا ہے کہ اگر معاملہ کو ٹھیک کرنے اور ظلم سے نجات دلانے کے بعد کچھ دیا تو دینا اور لینا دونوں صحیح ہیں۔ (اس تفصیل کے بعد) اب اس قول کی حاجت نہیں رہے گی جو میں نے بحر الرائق کے قولِ مذکور ۶/۲۸۶ پر لکھا ہے کہ شاید اصلاح المهم مستحق عليه ديانة اس وقت ہو جب وہ بادشاہ کی جانب سے اس کام پر باتنخواہ متعین ہو۔ پس بحکمِ اجارہ اس پر واجب ہوگا۔ اور جو کچھ فتاوی شامی ۴/۴۷۱ پر لکھا ہے، اسے ملاحظہ کریں۔

marfat.com

193- طحطاوی رحمۃ اللہ علیہ

بعض لوگوں کے نزدیک غیر انبیاء پر خلیفۃ اللہ کا اطلاق جائز نہیں کیونکہ ان کے نزدیک یہ انبیائے کرام علیہم السلام کے لئے مخصوص ہے جس طرح قرآنِ پاک میں حضرتِ آدم علیہ السلام اور حضرتِ داؤد علیہ السلام کیلئے لفظِ خلیفہ استعمال ہوا۔

اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ علیہ

حدیثِ پاک میں حضرتِ امامِ مہدی رضی اللہ عنہ کیلئے خلیفۃ اللہ کا لفظ آیا ہے جس سے غیر انبیاء پر اس لفظ کے اطلاق کا جواز ثابت ہے۔

194- طحطاوی رحمۃ اللہ علیہ

صاحبِ تنویر الابصار نے فرمایا کہ ''بادشاہ عادل ہو یا جائر اس کی طرف سے عہدۂ قضا قبول کرنا جائز ہے''۔

علامہ طحطاوی رحمۃ اللہ علیہ نے اس کی مثال بیان کرتے ہوئے فرمایا کہ کیوں صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے حضرتِ معاویہ رضی اللہ عنہ سے یہ عہدہ قبول کیا حالانکہ حضرتِ علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ حق پر تھے۔

اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ علیہ

یہ مثال نہایت غیر مناسب ہے کیونکہ کہیں اس سے فاسق، ظالم اور عیب جُو قسم کے لوگ جن کے دلوں میں بیماری ہے، صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے ساتھ اپنے بغضِ عظیم کی تسکین کیلئے توہین کی جرأت نہ کریں حالانکہ مسلمانوں کے نزدیک جائر اس شخص کو کہا جاتا ہے جو کسی چیز کو اپنی جگہ پر نہ رکھے جیسے عادل کسی چیز کو اپنی جگہ پر رکھنے والے کو کہتے ہیں۔ حضرتِ علی المرتضیٰ اور حضرتِ امیر معاویہ رضی اللہ عنہما دونوں برحق امام اور سچے خلیفہ تھے البتہ حضرتِ امیر معاویہ رضی اللہ عنہ پر حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کے احکامات کی سماعت وطاعت لازم تھی لیکن انہوں نے اس کے برعکس دعویٰ کر کے خلافت کو اس کے غیر مقام پر رکھا اور یہ لفظ اس لفظ سے زیادہ تعجب خیز بھی نہیں جو رسولِ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے حواری، پھوپھی زاد بھائی اور عشرہ مبشرہ میں سے ایک

marfat.com

حضرت زبیر بن عوام رضی اللہ عنہ کیلئے استعمال کیا اور فرمایا کہ تُو علی سے لڑائی لڑے گا اور تو ظالم ہوگا۔ تو ایمان کا تقاضا یہ ہے کہ ان دونوں لفظوں سے مراد وہی شخص ہے جو کسی چیز کو اس کے غیر مقام پر رکھتا ہے۔

اب اگر یہ وضعِ عناد سے ہو تو قابلِ مذمت ہے اور اجتہاد میں خطا ہو تو مجتہد معذور، مستحقِ اجر، غیر عاصی ہوگا[1] پس یہ لفظ قبیح ہے کیونکہ اس سے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی توہین کا دروازہ کھل جائے گا۔ اللہ تعالیٰ ہم سب کی توبہ قبول فرمائے ہر قسم کی قوت اللہ بلند و بالا کیلئے جو نہایت توبہ قبول کرنے والا، بخشنہار، مہربان ہے۔

195- طحطاوی رحمۃ اللہ علیہ

تنویر الابصار میں ہے کہ اجتہادی مسئلہ میں اگر اپنے مذہب کے خلاف فیصلہ کیا تو مطلقاً نفاذ نہیں ہوگا اور اسی پر فتوی ہے۔

امام طحطاوی رحمۃ اللہ علیہ نے کمال کا قول نقل کیا کہ اگر قصداً اپنے مذہب کے خلاف فیصلہ کرتا ہے تو یہ اچھے مقصد کیلئے ایسا نہیں کر رہا بلکہ باطل خواہش کے تحت ایسا کر رہا ہے اور بھول کر ایسا فیصلہ کرنے والے کا فیصلہ اس لئے نہیں قبول کیا جائے گا کہ مقلد نے اس کی تقلید اس لئے کی کہ وہ اس کے مذہب کے مطابق فیصلہ کرے، اس لئے نہیں کہ وہ غیر کے مذہب پر فیصلہ کرے۔

اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ علیہ

مقلد سے مراد وہ شخص ہے جس نے اس قاضی کو فیصلہ کیلئے قاضی بنا کر اس کی تقلید کی۔

196- طحطاوی رحمۃ اللہ علیہ

بابِ شہادت میں فرع (جس کا عدل ظاہر ہے) کا اپنے اصل کا عدل ثابت کرنا کافی ہے جس طرح دو گواہوں میں سے ایک کا دوسرے گواہ کی عدالت ثابت کرنا کافی ہے کیونکہ فرع اصل کا ناقل ہونے کی وجہ سے اس کی مثل ہو گیا اور مثل کی تعدیل سے عدل تہمت سے

۱- حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ سے بھی خطائے اجتہادی واقع ہوئی لہٰذا وہ بھی معذور و مستحقِ اجر ہیں۔ ۱۲ ہزاروی

marfat.com

ملوث نہیں ہوتا۔

امامِ طحطاوی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ اس تعلیل لان العدل لا یتھم بمثلہ کا مطلب ظاہر نہیں ہے۔

اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ علیہ

الحمدللہ! اس تعلیل کا مطلب واضح ہے کیونکہ وہ شخص جس کے قول پر اکتفا نہیں کیا جاتا (بلکہ دوسرے کے قول کی بھی ضرورت ہوتی ہے)، وہ اپنے اصل یا اپنے ساتھی کی تعدیل اس لئے کرتا ہے کہ اس کی اپنی گواہی چل سکے کیونکہ دوسرے کی عدم موجودگی میں وحدت کی وجہ سے اس کی گواہی مردود ہے۔

197- طحطاوی رحمۃ اللہ علیہ

تنویر الابصار میں ہے کہ زمین کے دعوی میں حد بندی شرط ہے جس طرح اس کے خلاف گواہی میں شرط ہے اگرچہ زمین مشہور ہو البتہ جب گواہ زمین کو باتعیین جانتے ہوں، اس وقت حد بندی کی ضرورت نہیں۔

علامہ طحطاوی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ مقصود یہ ہے کہ قاضی کو علم ہو جائے اور گواہوں کی معرفت سے یہ مقصد حاصل نہیں ہوتا۔

اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ علیہ

الا اذا عرف الشھود میں عرف بابِ تفعیل (تعریف) سے ہے، معرفۃ (مجرد) سے نہیں لہٰذا امامِ طحطاوی رحمۃ اللہ علیہ کا اعتراض ساقط ہو گیا۔ ردالمحتار پر جو کچھ ہم نے لکھا ہے، اس کا مطالعہ کیا جائے۔

198- طحطاوی رحمۃ اللہ علیہ

تنویر الابصار مع درمختار میں ہے کہ اگر مضارب رب المال کی ہدایات کے خلاف عمل کرے تو غصب ہوگا چاہے رب المال بعد میں اجازت بھی دے دے کیونکہ مخالفت کی وجہ

marfat.com

سے وہ غاصب شمار ہوتا ہے۔

علامہ طحطاوی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: لصیرورته غاصبا بالمخالفة کے الفاظ سے جو علت بیان کی گئی ہے، وہ تعلیل الشی بنفسہٖ ہے۔

اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ علیہ

میں کہتا ہوں: یہاں یہ کہا جا سکتا ہے کہ مالک کی اجازت نہ ہونا اس کے غصب کی دلیل ہے، مخالفت کے باعث اس کا غاصب ہونا دلیل نہیں تاکہ عین دعوی کا دلیل ہونا لازم آئے۔ اب معنٰی یہ ہوگا کہ جب وہ غاصب ہو گیا تو مالک اس کی اجازت سے غصب کو مضاربت میں بدلنے کا اختیار نہیں رکھتا۔ اس کو بغور دیکھیں! شاید حق اس سے متجاوز نہ ہوگا۔

199- طحطاوی رحمۃ اللہ علیہ

اجارۂ فاسدہ میں مضارب کو نفع میں سے کچھ نہیں دیا جائے گا بلکہ عمل کے مطابق اجر ہوگا۔ امام ابو یوسف رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ اگر نفع حاصل نہ ہو تو اجرِ عمل بھی نہیں دیا جائے گا اور یہ صحیح ہے تاکہ اجارۂ صحیحہ پر اجارۂ فاسدہ کی فضیلت لازم نہ آئے۔

اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ علیہ

کیونکہ جب اجارۂ صحیحہ میں فائدہ نہ ہو تو اسے کچھ نہیں دیا جاتا۔

200- طحطاوی رحمۃ اللہ علیہ

اگر کوئی شخص یہ کہے: منحتك ثوبی او جاریتی هٰذه و حملتك علیٰ دابتی هٰذه تو یہ عاریت ہوگی بشرطیکہ ہبہ کا ارادہ نہ کرے کیونکہ یہ الفاظ عاریت کیلئے صریح ہیں۔

اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ علیہ

کہا گیا ہے کہ یہ الفاظ بادشاہ کی جانب سے ہوں تو ہبہ ہوگا جیسے کہ فتاوی ہندیہ میں ہے: و قیل هو من السلطان هبة کما فی الظهیریة۔[1]

۱- فتاوی ہندیہ ۴/۳۷۵، فتاوی خانیہ ۳/۲۶۳

marfat.com

201- طحطاوی رحمۃ اللہ علیہ

امامِ طحطاوی رحمۃ اللہ علیہ نے فتاوٰی ہندیہ کے حوالے سے فرمایا کہ موہوب لہٗ کیلئے ملک کا ثبوت قبضہ کے ساتھ مشروط ہے۔اس کے بعد تفریع میں ''قبض'' کی بجائے لفظِ ''قبول'' ہے۔

اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ علیہ

میرے پاس فتاوٰی ہندیہ کا جو نسخہ ہے اس میں لفظِ ''قبض'' کی بجائے لفظِ ''قبول'' ہے اور یہی اس تفریع کیلئے ظاہر ہے جو آگے آرہی ہے:

حتی لو حلف لا یھب فوھب و لم یقبل الآخر حنث۔[1]

202- طحطاوی رحمۃ اللہ علیہ

قہستانی نے اس مسئلہ کی تائید کی ہے جو محیط میں ہے کہ اگر کسی شخص نے اپنا مال راستے میں رکھا تاکہ وہ اٹھانے والے کی ملک ہو جائے تو یہ جائز ہے۔[2]

اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ علیہ

میرے پاس جو نسخہ ہے اس میں (محیط کی) تائید نہیں بلکہ محیط میں مذکورہ مسئلہ کی مخالفت ہے اور اگر مان بھی لیا جائے (کہ تائید ہے) تو بھی ثابت ہوتا ہے کہ قبولیت شرط نہیں ہے۔مع ہذا محیط میں رکنیت کا انکار ہے شرط کا انکار نہیں۔قہستانی کے اس استدلال کا جواب ہم نے ردالمحتار کے حاشیے پر دیا ہے۔

203- طحطاوی رحمۃ اللہ علیہ

صاحب تنویر الابصار نے ارکانِ ہبہ میں سے ایک رکن شرطِ خیار کا نہ ہونا بتایا۔اس پر بطورِ تفریع صاحبِ درمختار فرماتے ہیں کہ اگر اس نے شرط لگادی تو صحیح ہو جائے گی اگر وہ جدا ہونے سے پہلے اختیار کرلے۔

۱- حاشیۃ الطحطاوی علی الدرّ المختار ۳/۳۹۳

۲- اس سے معلوم ہوا کہ قبولیت شرط نہیں۔۱۲ ہزاروی

marfat.com

امام طحطاوی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ عدم صحتها بخیار الشرط کے الفاظ اولیٰ ہیں کیونکہ تفریع اس پر قرینہ ہے ورنہ معنیٰ یہ ہوگا کہ ہبہ مطلقاً صحیح ہے اور شرط باطل ہے۔

اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ علیہ

امام قاضی خاں رحمۃ اللہ علیہ نے فتاویٰ خانیہ میں فرمایا کہ اگر کسی شخص نے کوئی چیز اس شرط پر ہبہ کی کہ واہب کو تین دن کا اختیار ہے تو ہبہ صحیح ہو جائے گا اور اختیار باطل ہوگا کیونکہ ہبہ عقدِ غیر لازم ہے لہٰذا اس میں شرطِ خیار صحیح نہیں۔ (تنویر الابصار کے) متن سے یہی بات صراحۃً معلوم ہوتی ہے البتہ (درِ مختار کی) تفریع اس کے خلاف ہے۔ پھر میں نے فتاویٰ خانیہ میں اسی مسئلۂ منقولہ کے متصل دیکھا کہ اگر کوئی شخص غلام یا کوئی اور چیز ہبہ کرے اور موہوب لہٗ کو تین دن کا اختیار دے (تو اس صورت میں) اگر موہوب لہٗ مجلس برخاست ہونے سے قبل جائز قرار دے تو جائز ہے ورنہ نہیں (اور اختیار باطل ہے) اور جب اختیار واہب کو ہو تو اس وقت شرط صحیح نہیں اور جب اختیار موہوب لہٗ کو ہو تو ہبہ صحیح نہیں، پس مصنف رحمۃ اللہ علیہ کی کلام محلِ تخصیص میں مطلق ہے (کسی ایک کی تخصیص نہیں) اور شارح کی تفریع علیٰ وجہ الاختلاف ہے۔

میرے لئے (بیع اور ہبہ) دونوں میں فرق اس طرح ہے کہ ہبہ بنفسہٖ لازم نہیں ہوتا لہٰذا واہب کیلئے شرطِ خیار لغو ہے جس طرح فتاویٰ خانیہ کے اس قول سے ظاہر ہے کہ یہ عقد غیر لازم ہے لیکن بیع عقد لازم جازم ہے لہٰذا بائع مشتری کیلئے اور اسی طرح مشتری بھی خیار کی شرط لگا سکتے ہیں اور اگر موہوب لہٗ کیلئے اختیار ہو تو یہ عطیہ کے ذریعے تکلیف پہنچانا اسے تین دن تک اپنے مال میں تصرف سے روکنا اور انتظار کرنا کہ آیا موہوب لہٗ قبول کرتا ہے یا رد کرتا ہے، پس اس میں قلبِ موضوع ہے، علاوہ ازیں قبولیت میں اختیار دینا ہلکا پن ہے۔ بیع میں خیارِ شرط حاجت کو پورا کرنے کیلئے ہے تاکہ زیادتی نہ ہو اور یہاں کوئی حاجت نہیں لہٰذا جائز نہیں اور اگر شرطِ خیار ہو تو اصلاً قبولیت کے منافی ہے کیونکہ اس کی بنا رکاوٹ، تردد اور شک پر ہے پس جب موہوب لہٗ کو اختیار دیا گیا اور اسی حالت میں وہ جدا جدا ہوئے تو گویا کہ وہ بغیر قبولیت کے جدا ہوئے اور یہ بات معلوم ہے کہ جب تک مجلس میں موہوب

marfat.com

شے قبول نہ کی جائے، ہبہ صحیح نہیں۔

204- طحطاوی رحمۃ اللہ علیہ

فتاوی بزازیہ میں ہے کہ اگر کوئی شخص کسی دوسرے سے کہے کہ میرے مال میں سے تیرے لئے کھانا، لینا یا کسی کو دینا حلال ہے تو اس کیلئے قائل کے مال میں سے کھانا، لینا اور کسی کو دینا جائز ہے۔

اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ علیہ

فتاوی خانیہ اور ہندیہ وغیرہما میں ہے کہ کھانا تو حلال ہے لیکن لینا یا کسی کو دینا جائز نہیں۔ اس کی دلیل فتاوی خانیہ میں ہے اور وہ یہ ہے:

لان اباحة الطعام المجهول جائزة و تمليك المجهول باطل (ملخصاً)[1]

205- طحطاوی رحمۃ اللہ علیہ

تنویر الابصار مع دُرِّ مختار میں ہے کہ مشترکہ چیز جو ابھی تقسیم نہیں ہوئی، کیا ہبہ کی جاسکتی ہے؟ عام کتبِ فقہ میں ہے اور یہی مذہب ہے کہ چاہے شریک کیلئے ہو یا اجنبی کیلئے، ہبہ نہیں کی جاسکتی اور ایک قول یہ ہے کہ شریک کیلئے جائز ہے اور یہی مختار ہے۔

امامِ طحطاوی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ فقہاء کی عبارات سے قول کا معتمد علیہ ہونا ظاہر ہوتا ہے یہاں تک کہ شیخ الاسلام نے اہلِ مذہب سے اطلاق کی حکایت کے بعد دوسرے قول کو ابنِ ابی لیلیٰ کی طرف منسوب کیا ہے۔

اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ علیہ

امام قاضی خان نے بھی یونہی ابن ابی لیلیٰ کی طرف منسوب کیا ہے۔

206- طحطاوی رحمۃ اللہ علیہ

مشترکہ مال سے قرض دینا بالاجماع جائز ہے۔

۱- فتاوی خانیہ برحاشیہ فتاوی ہندیہ ۳/۲۶۱

marfat.com

اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ علیہ

اس کی مثال یہ ہے کہ ایک شخص کو ایک ہزار روپیہ دیا کہ نصف قرض ہے اور نصف مضاربت کیلئے ہے۔

207- طحطاوی رحمۃ اللہ علیہ

یہ عبارت تنویر الابصار کی ہے۔ مطلب یہ کہ اگر موہوب لہٗ کو مشترکہ چیز ہبہ کر کے اس کے حوالے کر دی جائے تو وہ نہ تو اس کا مالک ہوگا اور نہ ہی اس میں تصرف کر سکتا ہے۔

اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ علیہ

یہی صحیح و مختار ہے۔ یہی ظاہر روایت کے مطابق ہے اور اسی پر عمل ہے۔ علامہ شامی رحمۃ اللہ علیہ کا بھی اسی پر اعتماد ہے جبکہ فتوی اس کے خلاف ہے جو بعض فتاوی میں مذکور ہے، اسے ظاہر روایت پر جو صحیح ہے، ترجیح نہیں دی جا سکتی اگرچہ دوسری جانب "وبہ یفتی" کے الفاظ ہیں۔ مکمل بحث فتاوی شامی میں ملاحظہ کی جائے۔

208- طحطاوی رحمۃ اللہ علیہ

محبت میں بعض اولاد کو بعض پر فضیلت دینے میں کوئی حرج نہیں کیونکہ یہ عملِ قلب ہے (اور اس میں انسان مجبور ہے) اسی طرح اگر ارادۂ ضرر نہ ہو تو عطیات میں بھی بعض کو بعض پر فضیلت دی جا سکتی ہے اور اگر ارادۂ ضرر ہو تو پھر امام ابو یوسف رحمۃ اللہ علیہ کے نزدیک لڑکے اور لڑکی کو برابر دے اور امام محمد رحمۃ اللہ علیہ کے نزدیک (میراث کی طرح) لڑکے کو دو گنا دے۔ (درِ مختار مع الطحطاوی)

بزازیہ میں ہے کہ لڑکے اور لڑکی کو ہبہ کرنے میں تثلیث افضل ہے یعنی میراث کی طرف لڑکے کو دو گنا دے اور امام ابو یوسف رحمۃ اللہ علیہ کے نزدیک نصف نصف ہے اور یہی مختار ہے اور اگر تمام مال اپنے بیٹے کو دے دیا تو قضاءً جائز ہے لیکن واہب گنہگار ہوگا۔

امام طحطاوی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ بزازیہ کی نص قصدِ اضرار سے خالی ہے۔

marfat.com

اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ علیہ

ایک کو دوسرے پر فضیلت تفصیل کی صورت میں ہے لیکن جب ایک کو تمام مال ہبہ کر دیا جائے تو مطلقاً ضرر پہنچانا ہے۔ اس مسئلہ میں علامہ طحطاوی رحمۃ اللہ علیہ نے بزازیہ کی نص کا ذکر نہیں کیا بلکہ بزازیہ کے قول و عند الثانی التنصیف و ھو المختار سے اس کا قصدِ اضرار سے خالی ہونا مراد لیا جبکہ درمختار میں یہ بات گزر چکی ہے کہ تسویہ قصدِ اضرار کی صورت میں ہوگا (ورنہ تفضیل جائز ہے)۔

209- طحطاوی رحمۃ اللہ علیہ

سید حموی نے المفتاح نامی کتاب کے حوالے سے تملیک اور ہبہ کے بارے میں بحث کی ہے جسے علامہ طحطاوی رحمۃ اللہ علیہ نے تنبیہ کے عنوان سے نقل فرمایا، وہ یہ ہے:

اعلم ان التملیك یکون فی معنی الھبة ویتمّ بالقبض و اذا عری عن القبض والتسلیم اختلف العلماء فیه فقیل یجوز و قیل لا یجوز قیاسا علی الھبة و اکثر المشائخ علی انه یجوز بدون تسلیم و انه غیر الھبة لان التملیك والھبة شیئان اسما وحکما اما الاسم فظاھر و اما حکما فلانه لو وھب الثمار علی رؤس الاشجار لا تجوز ولواقر بالتملیك یجوز فثبت ان التملیك یصح بدون التسلیم و انه غیر الھبة و علیه الفتوٰی و عمل الناس و موت المقرّ بمنزلة التسلیم بالاتفاق۔[1]

''تملیک ہبہ کے معنی میں ہے اور قبضہ سے مکمل ہوتی ہے، جب قبضہ اور تسلیم نہ پائے جائیں تو اس کے جواز وعدمِ جواز میں علماء کا اختلاف ہے، بعض نے ہبہ پر قیاس کرتے ہوئے عدمِ جواز کا قول کیا ہے جبکہ اکثر مشائخ کے نزدیک بغیر تسلیم کے بھی جائز ہے، اور یہ غیر ہبہ ہے کیونکہ ہبہ اور تملیک دو علیحدہ علیحدہ چیزیں ہیں، نام کا اختلاف تو ظاہر ہے اور حکم میں اختلاف یوں ہے کہ اگر کوئی

۱- حاشیۃ الطحطاوی علی الدرّ المختار ۳/۴۰۹

marfat.com

شخص کسی کو درخت پر موجود پھل ہبہ کرے تو جائز نہیں اور اگر تملیک کا اقرار کرے تو جائز ہے، اس سے ثابت ہوا کہ تملیک بغیر تسلیم کے صحیح ہے اور یہ ہبہ کا غیر ہے، اسی پر فتوی اور لوگوں کا عمل ہے، نیز مُقرّ کی موت تسلیم کے قائم مقام ہے اور اسی پر اتفاق ہے''۔

اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ علیہ

یہ نقل مجہول غیر معقول اور غیر مقبول ہے، جہالت اس لئے کہ مفتاح نامی کتاب کتبِ مذہب سے نہیں ہے اور غیر معقول اس لئے کہ تملیک فی الحال کی چار صورتیں ہیں:

1- تملیک عین بالعوض۔
2- تملیک عین بلاعوض۔
3- تملیک منافع بالعوض۔
4- تملیک منافع بلاعوض۔

تملیک عقلی طور پر ان چار صورتوں میں منحصر ہے اور یہ بات بالبداہۃ معلوم ہے کہ جس تملیک کا یہاں ذکر ہے وہ نہ تو تملیکِ عین بہ عوض ہے نہ تملیک منافع بالعوض اور نہ ہی تملیک منافع بالعوض بلکہ تملیک عین بلاعوض ہے اور یہی تو ہبہ ہے، متونِ فقہ میں اسی طرح تفسیر کی گئی ہے۔

قاضی زادہ نے نتائج الافکار میں فرمایا کہ ہبہ کا شرعی مفہوم مال کی بلاعوض تملیک ہے، اسی طرح عام شروح بلکہ متون میں مذکور ہے۔ نیز شریعتِ مطہرہ میں ایسا کوئی عقد نہیں کہ جس میں تملیکِ عین بلاعوض فی الحال ہو اور وہ ہبہ بھی نہ ہو، اگر کوئی ایسا عقد ہوتا تو اس کیلئے کتبِ فقہ میں کوئی کتاب، باب، فصل یا کچھ عنوان مختص ہوتا جیسے کتب میں بیع، ہبہ، عاریہ اور اجارہ وغیرہ کیلئے باب باندھے گئے ہیں لیکن عام کتبِ مذہب اس بات کی طرف ادنیٰ اشارے سے بھی خالی ہیں لہٰذا یہ عقد شریعت میں غیر معروف ہے بلکہ لوگوں کے درمیان یقینی طور پر یہ بات مشہور ہے کہ اگر کہا جائے کہ زید نے عمرو کو اپنے مکان کا بلاعوض مالک بنایا

marfat.com

تو اس سے کوئی شخص بھی ہبہ سے سوا کوئی دوسرا مفہوم نہیں سمجھے گا اور کسی عقلمند بچے اور نہ ہی کسی فاضل عالم کے دل میں اس کے سوا (ہبہ کے سوا) کوئی دوسری بات کھٹکے گی۔

ہدایہ اور دیگر متعلقہ کتب میں ہبہ کے قبضہ کے ساتھ مشروط ہونے کی تعلیل یہ بیان کی گئی ہے کہ ہبہ عطیہ پر مبنی عقد ہے اور قبضہ سے پہلے ملک ثابت کرنے میں معطی پر ایسی چیز لازم کی جارہی ہے جو عطیہ کے خلاف ہے اور وہ مالِ موہوب کا سپرد کرنا ہے اور یہ بات صحیح نہیں ہے۔

(صاحبِ مفتاح کا) مسئلۂ اقرار سے استدلال اس بات کی واضح دلیل ہے کہ یہ کلام بغیر سمجھ کے واقع ہوئی کیونکہ یہاں (صورتِ اقرار میں) مطالبہ اقرار کی وجہ سے ہے تو کیا اس سے یہ استدلال کیا جائے گا کہ مملک کے قبول کئے بغیر تملیک صحیح ہو جائے، پھر اس بات میں ذرہ برابر شک نہیں کہ بیع کا اقرار جائز ہے تو کیا اس سے یہ استدلال کیا جائے کہ بیع صرف بائع سے پوری ہو جاتی ہے کیونکہ یہاں مشتری کی جانب سے تو کوئی بات بھی نہیں بلکہ وہ بات جس سے استدلالِ مذکور میں غفلت برتی گئی ہے، یہ ہے کہ اقرار کی دو صورتیں ہیں: ایک لحاظ سے خبر ہے اور ایک لحاظ سے انشاء۔ پس خبر سے مشابہت کی وجہ سے اقرار کی صورت میں مطالبہ ہوتا ہے، اس لئے مطالبہ نہیں ہوتا کہ یہ کوئی نیا عقد ہے جو قبضہ کا محتاج نہیں ہے، اس کی مثال یہ ہے کہ اگر کوئی شخص اپنے غیر منقسم گھر کے نصف حصے کا غیر کیلئے اقرار کرے تو صحیح ہے جس طرح درر وغیرہ میں ہے تو یہ صحت محض اقرار کے خبر سے مشابہ ہونے کی وجہ سے ہے، اگر یہ انشاء ہوتی تو یہ قول صحیح نہ ہوتا جیسے کہ اس پر فقہاء کی نص وارد ہے۔

اگر اس واہم (صاحبِ مفتاح) کے وہم کو صحیح تسلیم بھی کیا جائے تو بھی اقرار کے باب میں اس سے قبل یہ بات متن اور شرح میں گزر چکی ہے کہ اگر کوئی شخص یہ کہے:

جمیع مالی او ما املکه له هبة لا اقرار فلا بد من التسلیم بخلاف الاقرار۔

''میرا تمام مال یا جس مال کا۔ میں مالک ہوں، فلاں کیلئے ہبہ ہے تو یہ اقرار نہیں ہوگا۔ پس تسلیم ضروری ہوگی بخلاف اقرار کے''۔[1]

۱- حاشیۃ الطحطاوی علی الدرّ المختار ۳/۳۳۰

marfat.com

لامِ تملیک سے معلوم ہوا کہ یہ ہبہ ہے اور تسلیم شرط ہے اور اقرار میں تسلیم کی شرط کا نہ ہونا اس لئے ہے کہ وہ ایک لحاظ سے خبر ہے، اس واسطے نہیں کہ وہ ایک ایسا عقد ہے جو تسلیم کا محتاج نہیں، اس میں نکتہ یہ ہے کہ تملیک بیع اور ہبہ دونوں کو شامل ہے۔ پس جب کسی نے کسی دوسرے کیلئے تملیک کا اقرار کیا تو (دیکھا جائے) اگر درختوں پر موجود پھلوں کی تملیک کا اقرار کیا ہے تو اس سے مراد بیع ہوگی اور اقرار کی وجہ سے اس سے مطالبہ کیا جائے گا تا کہ اس کی کلام ممکن حد تک صحیح قرار پائے لیکن ہبہ کے اقرار کی صورت میں اس نے اس چیز کی تصریح کی ہے جو بوجہ مشغولیت (پھل کا درخت پر ہونا) پوری نہیں کی جاسکتی اور یونہی ہر بات میں ہوگا کہ جب کوئی اقرار کرے کہ میں نے اس سے قبل فلاں کو مالک بنایا اور اس نے مشغولیت یا اجزاء یا ان کے علاوہ کسی قسم کی تفصیل بیان نہیں کی کیونکہ تملیک کے اقرار سے اس کی ملکیت ختم ہوگئی اور جس کیلئے اقرار کیا، اس کی ملکیت ثابت ہوگئی اور عطیات میں یہ بات بلا قبضہ صحیح نہیں لہٰذا ایسا اقرار ہبہ کا اور اسی وقت قبضہ دینے کا اقرار ہوگا لیکن اگر وہ یہ اقرار کرے کہ میں نے فلاں کو ہبہ کیا تو واہب سے ہبہ کا صدور قبضہ دینے کو مستلزم نہیں پس وہ موہوب لہٗ کیلئے حصولِ ملک کا اقرار نہیں ہوگا اور دونوں اقراروں میں یہی فرق ہے۔

یہ مطلب جو صاحبِ مفتاح نے سمجھا کہ تملیک میں قبضہ ضروری نہیں، اگر موصوف یہ دلیل ذکر کرتے تو ہم تعین کرتے کہ یہ نقل اور فتاوی مشائخ پر افتراء ہے لیکن استدلال سے ظاہر ہوا کہ مسئلہ کے سمجھنے میں خطا واقع ہوئی۔

اس سے قبل ہم نصوصِ قاطبہ سے یہ بات ثابت کر چکے ہیں کہ یہاں تملیک سے مراد ہبہ ہے اور اس بات کا اس فاضل (علامہ طحطاوی رحمۃ اللہ علیہ) نے بھی کلام کے شروع میں اعتراف کیا کہ تملیک ہبہ کے معنٰی میں ہے اور قبضہ سے تام ہوتی ہے۔

لہٰذا جب قبضہ کے بغیر یہ تام نہیں ہوتی تو بلا تسلیم کیسے مکمل ہوگی پھر نہایت تعجب کی بات تو یہ ہے کہ اختلاف تو اس بات میں ہے کہ اگر کوئی شخص کہے کہ میں نے تجھے اس چیز کا مالک بنایا، آیا یہ ہبہ ہوگا یا یہ کلام بالکل صحیح نہیں ہوگی کیونکہ تملیک عام ہے جیسے ہم ردالمحتار سے پہلے نقل کر چکے ہیں اور تملیک بلا قبضہ کو بالکل صحیح قرار دینا اور مفتیٰ بہ قول بتانا تو نہایت

marfat.com

تعجب خیز ہے۔

تتمہ:

جامع الفصولین، خیر رملی اور عقود الدریہ میں یہ نص موجود ہے کہ کسی دستاویز میں یہ تحریر ہو کہ فلاں نے فلاں کو تملیکِ صحیح کے ساتھ مالک بنایا تو یہ تملیک فاسد غیر مقبول ہے کیونکہ جہتِ تملیک مجہول ہے[1] اور یہ عقدِ جدید من گھڑت ہے جس کا شریعت اور عرف میں کوئی وجود نہیں البتہ جو شخص اس قول کو ہبہ پر محمول کرتے ہوئے قبول کرے تو مقبول ہو جائے گا اور یہ بات کہ اقرار کرنے والے کی موت بالاتفاق تسلیم کے قائم مقام ہے، اس اجماع کے خلاف ہے کہ تسلیم سے پہلے عاقدین میں سے کسی ایک کی موت عقد کو باطل کر دیتی ہے، پس حق بات یہ ہے کہ یہ نقلِ مجہول لامعقول ہے جس پر نہ صرف یہ کہ اعتماد جائز نہیں بلکہ یہ لائقِ توجہ ہی نہیں، عصمت و توفیق صرف اللہ تعالیٰ کی جانب سے ہے۔

210- طحطاوی رحمۃ اللہ علیہ

مفتاح کی گذشتہ عبارت کے ذکر کے بعد علامہ طحطاوی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ تملیک کو ہبہ کے مقابلہ میں لانے کی صورت میں مناسب یہ تھا کہ کہا جاتا و لو ملکه کیونکہ اقرار بالملک کی صورت یہ ہے کہ کہے: یہ چیز فلاں کیلئے ہے، تو یہ خبر ہے، تملیک نہیں ہے۔[2]

اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ علیہ

قرۃ العیون میں بھی امامِ طحطاوی رحمۃ اللہ علیہ کے حاشیہ سے اسی طرح نقل کیا گیا ہے اور یہی بہتر ہے۔

211- طحطاوی رحمۃ اللہ علیہ

اگر کوئی شخص کسی دوسرے کو خط لکھے اور اس میں لکھے کہ جواب اس کی دوسری طرف

۱- فتاوی خانیہ بر حاشیہ فتاوی ہندیہ ۳/ ۲۶۱ پر ہے: و تملیك المجهول باطل۔ ۱۲ ہزاروی

۲- مخطوطہ میں یہاں علامہ طحطاوی رحمۃ اللہ علیہ کی عبارت موجود نہیں، تتبع کے بعد اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ علیہ کی طرف سے اسی قول کو حاشیہ کے طور پر درج کرنا مناسب سمجھا گیا۔ و اللہ اعلم۔ ۱۲ ہزاروی

marfat.com

لکھ دو تو مکتوب الیہ کیلئے وہ کاغذ لوٹانا ضروری ہے اور اسے اس میں تصرف کا کوئی حق نہیں۔

اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ علیہ

اسی طرح اگر اس مکتوب میں لکھے کہ اسے پڑھ کر فلاں کو پہنچا دو تو مکتوب الیہ کیلئے اس میں تصرف جائز نہیں۔ اب یا تو وہ کاتب کی طرف لوٹا دے یا اس (جس کے بارے میں کہا گیا ہے) کی طرف پہنچا دے۔

212- طحطاوی رحمۃ اللہ علیہ

تنویر الابصار مع درِ مختار میں ہے کہ اجارۂ فاسدہ میں اجرِ مثل واجب ہوگا اگر مقررہ اجر معلوم ہو۔

علامہ طحطاوی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ (درِ مختار کے قول) لو المسمی معلوما سے بظاہر معلوم ہوتا ہے کہ اجرِ مقرر کی صورت میں اجرِ مثل واجب ہوگا چاہے وہ کتنا ہی زیادہ کیوں نہ ہو حالانکہ یہ مطلب نہیں بلکہ مفہوم یہ ہے کہ جب مقررہ اجرت معلوم نہ ہو تو اجرِ مثل واجب نہیں ہوگا حالانکہ عدمِ علم کی صورت میں اجرِ مثل ہی واجب ہوگا چاہے وہ کتنا ہی کیوں نہ ہو۔

یہاں امامِ طحطاوی کے الفاظ یہ ہیں:

مع انه یجب بالغا ما بلغ۔

اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ علیہ

یجب بالغا ما بلغ کا مطلب یہ ہے کہ چاہے وہ مقررہ اجرت سے زائد ہی کیوں نہ ہو۔

213- طحطاوی رحمۃ اللہ علیہ

امامِ طحطاوی رحمۃ اللہ علیہ نے حضرتِ عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کی ایک روایت نقل کرتے ہوئے فرمایا کہ بزاز اور طیالسی نے بھی اسے روایت کیا اور طبرانی نے بھی حلیۃ الاولیاء میں حضرتِ ابنِ مسعود رضی اللہ عنہ کے ذکر میں اسے بیان کیا۔ یہ بات المقاصد الحسنہ میں ہے۔

marfat.com

اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ علیہ

علامہ شامی رحمۃ اللہ علیہ نے بھی (ردالمحتار میں) اسی طرح المقاصد الحسنہ کے حوالے سے بلا تبصرہ نقل فرمایا حالانکہ ''حلیۃ الاولیاء'' حافظ ابونعیم (احمد بن عبداللہ اصبہانی متوفی ۴۰۳ھ) کے تصنیف ہے، حافظ ابوقاسم سلیمان طبرانی اس کے مؤلف نہیں ہیں۔

214- طحطاوی رحمۃ اللہ علیہ

تنویر الابصار مع درِ مختار میں ہے کہ کوئی شخص کسی دوسرے کے ہاتھ پر مسلمان ہوا اور اس نے اسی شخص یا کسی دوسرے سے یہ عقد باندھا کہ وہ اس کا وارث ہوگا اور اس کی طرف سے جنایت کی دیت دے گا، تو یہ عقد عقدِ موالات کہلاتا ہے۔

امام طحطاوی رحمۃ اللہ علیہ نے ابراہیم نخعی رحمۃ اللہ علیہ کا قول نقل کیا کہ جب کوئی شخص کسی کے ہاتھ پر مسلمان ہوا اور اس سے عقدِ موالات باندھا تو وہ اس کا وارث ہوگا اور اس کی طرف سے دیت ادا کرے گا۔

امام طحطاوی رحمۃ اللہ علیہ مزید فرماتے ہیں کہ امام نخعی رحمۃ اللہ علیہ کے قول سے یہ بات ثابت ہوتی ہے کہ صحتِ موالاۃ، وراثت اور دیت کی شرط پر موقوف نہیں بلکہ صرف عقد ہی کافی ہے کیونکہ حاکم نے وراثت اور دیت کو بطور شرط ذکر نہیں کیا بلکہ صحتِ عقد کے بعد ان دونوں کو حکم قرار دیا ہے۔

اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ علیہ

کسی بات کا حکم ہونا اس کے شرط ہونے کے منافی نہیں کیونکہ جب کسی چیز میں تمام شروط پائی جاتی ہیں، اس وقت اس پر حکم نافذ ہوتا ہے۔ جب کہا جاتا ہے: عقد کذا تو اس کا مطلب ہوتا ہے کہ اس نے تمام شرائط کو پورا کیا لہٰذا اگر وراثت اور دیت کو شرط قرار دیا جائے تو ابراہیم نخعی رحمۃ اللہ علیہ کے قول والاہ کا مطلب یہ ہوگا کہ اس نے کہا: ''میں نے تجھ سے عقد باندھا کہ تو میرا وارث ہوگا اور میری طرف سے دیت ادا کرے گا''۔ جیسے کوئی کہے: ''الرجل الرجل الرجل الخ'' تو اس سے مراد وہ شخص ہوگا جو مجہول النسب غیر عربی ہوگا

marfat.com

جس کیلئے نہ تو ولایتِ عتاقہ ہو اور نہ ہی کسی کے ساتھ عقدِ موالات ہو جو اس کی طرف سے دیت ادا کرے۔

215- طحطاوی رحمۃ اللہ علیہ

اگر کوئی شخص والیتك کہے یعنی میں نے تجھ سے عقد باندھا اور دوسرا کہے: قبلت ''میں نے قبول کیا'' تو اس صورت میں عقدِ موالات منعقد ہو جائے گا۔ (تحفہ بحوالہ شرنبلانی)

اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ علیہ

تحفہ کی یہ عبارت دو باتوں کا احتمال رکھتی ہے: یا تو اس مجموعۂ عبارت کا عوض ہے جو اوّلاً ذکر کی گئی یا صرف انت مولای کا بدل ہے۔ اس دوسری صورت میں بقیہ عبارت ضروری ہے کیونکہ ملک العلماء جو صاحبِ تحفہ کے تلمیذ ہیں، انہوں نے اپنی شرح البدائع جسے انہوں نے اپنے استاذ کے سامنے پیش کیا تو استاذ نے ان سے اپنی بیٹی کا رشتہ کر دیا، میں لکھا ہے کہ یا کوئی کہے و الیتك اور جواباً دوسرا شخص عقد میں وراثت اور دیت کے تذکرہ کے بعد کہے: قبلت ''میں نے قبول کیا''۔

216- طحطاوی رحمۃ اللہ علیہ

علامہ طحطاوی رحمۃ اللہ علیہ نے ابراہیم نخعی رحمۃ اللہ علیہ کی عبارت سے ارث اور دیت کی شرط کے بغیر عقد کو ثابت کرتے ہوئے صاحبِ تحفہ کی تفسیر کو بطور تائید پیش کیا (جس کا ذکر پیچھے ہو چکا ہے)، اسے قاضی زادہ نے رد کرتے ہوئے کہا کہ اس عبارت میں ایسی کوئی بات نہیں جو ارث اور دیت کے عدمِ شرط ہونے پر دلالت کرے۔

اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ علیہ

یعنی عبارت میں صراحۃً ایسی بات نہیں۔

217- طحطاوی رحمۃ اللہ علیہ

امامِ طحطاوی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ قاضی زادہ کا رد محقق بالدلائل نہیں بلکہ محض جواز اور

marfat.com

امکان پر مبنی ہے۔

اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ علیہ

اس کا جواب ہم نے ردالمحتار کے حاشیے پر دیا ہے۔

218- طحطاوی رحمۃ اللہ علیہ

عقدِ موالاۃ کی شرائط کے بیان میں صاحبِ درِّ مختار نے فرمایا:

و الخامس ان یشترط العقل و الارث۔

امامِ طحطاوی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ اس شرط کے بارے میں بحث گزر چکی ہے۔

اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ علیہ

قد سبق کی بجائے قدسلف فیہ کے الفاظ مناسب ہیں۔[1]

219- طحطاوی رحمۃ اللہ علیہ

صاحبِ درِّ مختار نے مجمع الفتاوی سے ایک مسئلہ نقل فرمایا کہ اگر کوئی شخص اپنی بیمار بیوی کو اپنے ماں باپ کے پاس جانے سے روکے اور اجازت کیلئے مہر کے ہبہ کا مطالبہ کرے، اس صورت میں اگر عورت بعض مہر ہبہ کردے تو ہبہ باطل ہوگا کیونکہ وہ عورت بمنزلۂ مجبور ہے۔

صاحبِ درمختار فرماتے ہیں کہ اس جزیہ سے اس نو پید فتوی کا جواب بھی حاصل ہوگیا کہ اگر کوئی شخص اپنی باکرہ لڑکی کا نکاح کرے اور زفاف سے منع کرتے ہوئے اس سے گواہی حاصل کرے کہ اس (لڑکی) نے اپنے باپ سے ماں کی وراثت حاصل کرلی ہے، پھر جب لڑکی اقرار کرلے تو وہ اسے شب باشی کی اجازت دے تو اس صورت میں اقرار صحیح نہیں کیونکہ وہ مجبور کے حکم میں ہے۔

علامہ طحطاوی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ یہ علت اس وقت ظاہر ہوگی جب خاوند اس عورت پر دوسری شادی کرنا چاہے یا لونڈی سے شب باشی کا ارادہ کرے کیونکہ اس سے اس میں صبر کی طاقت باقی نہیں رہتی۔

۱- کیونکہ سبقت کے معنی کسی سے آگے بڑھنا اور سلف کے معنی محض گزشتہ ذکر کے ہیں۔۱۲ ہزاروی

marfat.com

اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ علیہ

ہم نے اس کا جواب ردالمحتار کے حاشیے پر دیا ہے چنانچہ وہاں ملاحظہ کیا جائے۔

220- طحطاوی رحمۃ اللہ علیہ

جو بات محض نفع بخش ہو، اس میں بچہ بالغ کی طرح ہے لہٰذا اس کا (کسی کی طرف سے) ہبہ قبول کرنا اور اسلام لانا صحیح ہے۔

اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ علیہ

بچے کا اسلام اسی وقت صحیح ہے جب کہ وہ سمجھ دار ہو ورنہ نہیں جس طرح مجنون کا اسلام صحیح نہیں کیونکہ اسلام اقرار اور اعتقاد کا نام ہے اور ان دونوں کیلئے اذعان ثابت نہیں۔

221- طحطاوی رحمۃ اللہ علیہ

ناسمجھ اگر اپنا مال غلط کاموں میں ضائع کرتا ہے تو وہ فاسق ہے۔ اس کی شہادت قبول نہیں کی جائے گی۔

اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ علیہ

جو شخص اپنا مال ناجائز کاموں میں ضائع کرے، وہ فاسق ہے۔ اس کی گواہی قبول نہیں کی جائے گی۔ اس سے ان لوگوں کا حکم بھی معلوم ہوا جو شب براءت وغیرہ میں آتش بازی یا پتنگ بازی کرتے ہیں اور یہ دونوں کام ہندوستان بلکہ دوسرے مقامات پر بھی عام ہیں۔ اللہ تعالیٰ ہماری حفاظت فرمائے۔

222- طحطاوی رحمۃ اللہ علیہ

صاحب درمختار نے نقل فرمایا کہ بزازیہ میں ہے کہ اگر کوئی شخص کسی کی جیب سے درہم غصب کرے، پھر اسے بتائے بغیر واپس کر دے تو بری الذمہ ہو جائے گا۔

marfat.com

اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ علیہ

فتاوٰی ہندیہ میں ہے کہ اگر کوئی شخص کسی بچے سے کچھ درہم لے اور اپنی ضرورت میں خرچ کرے، پھر ان کی مثل دراہم واپس لوٹائے تو عہدہ برآ نہیں ہوگا جب تک بچہ بالغ ہو کر اسے بری الذمہ قرار نہ دے۔

223-- طحطاوی رحمۃ اللہ علیہ

اگر کوئی شخص مالِ مغصوب یا مالِ ودیعت میں تصرف کر کے نفع حاصل کرے تو اسے صدقہ کر دے جبکہ وہ دراہم اشارہ کے ساتھ یا ودیعت وغصب کے دراہم کے ساتھ خریدنے اور نقد قیمت ادا کرنے کی وجہ سے متعین ہو جائیں اور اگر اس کی طرف اشارہ کیا اور نقد سودا کیا، پھر بھی صدقہ کرے کیونکہ نقدیت کی وجہ سے خبث پیدا ہو گیا اگرچہ وہ اشارہ کے ساتھ متعین نہیں ہوا۔

اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ علیہ

مجھے اس بات سے اختلاف ہے جس کا ذکر میں نے ردالمحتار کے حاشیے پر کیا ہے۔

224-- طحطاوی رحمۃ اللہ علیہ

دراہم مغصوب وودیعت کے غیر متعین ہونے کی صورت میں چار صورتیں بیان کی گئی ہیں اور کہا گیا ہے کہ امام کرخی رحمۃ اللہ علیہ کے نزدیک تین صورتوں میں نفع صدقہ کیا جائے اور اسی پر فتوٰی کا قول کیا گیا ہے۔

امام طحطاوی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ جب نفع میں چار صورتیں جاری ہوتی ہیں تو اس چیز کے حصول میں بھی یہی چار صورتیں پیدا ہوں گی جو خریدی گئی ہے کیونکہ نفع اپنے اصل کے تابع ہے۔

اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ علیہ

ردالمحتار میں تبیین کے حوالے سے ہے کہ ادائیگی ضمانت سے پہلے حلال نہیں، بعد میں جائز ہے مگر جو کچھ قیمت سے زائد ہے اور وہ نفع ہے، وہ (کسی صورت میں) جائز نہیں،

marfat.com

اسے صدقہ کردے۔

اِس سے معلوم ہوا کہ بعض صورتوں میں حکمِ نفع حکمِ اصل کے خلاف ہے۔[1]

میں کہتا ہوں ممکن ہے کہ علامہ طحطاوی رحمۃ اللہ علیہ کا کلام اس صورت کے بارے میں ہو کہ جب ضمانت ادا نہ کی جائے کیونکہ اس صورت میں اصل اور نفع دونوں ناپاک ہیں۔ اسی لئے اس پر خبث کا حکم لگایا گیا ہے۔[2]

225- طحطاوی رحمۃ اللہ علیہ

حموی میں صدر الاسلام سے ہے کہ اگر غصب شدہ ہزار روپے سے کھانے کا سامان خریدا تو کھانا جائز ہے۔

اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ علیہ

یعنی ضمانت ادا کرنے سے پہلے (جائز ہے)۔

226- طحطاوی رحمۃ اللہ علیہ

صدر الاسلام کا قول نقل کرنے کے بعد علامہ طحطاوی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ صحیح یہ ہے کہ ایسا کھانا حلال نہیں کیونکہ سبب میں ایک قسم کی خبث پایا جاتا ہے، پھر اس پر تفریع کے طور پر فرماتے ہیں کہ بعض ظالم غیر عابد چیزیں خریدتے ہیں، پھر اپنی حاجات پوری کرنے کے بعد قیمت ادا کرتے ہیں۔

۱- پھر فتاوی ہندیہ میں تبیین کے حوالے سے دیکھا وہاں صراحت ہے کہ ضمانت کی ادائیگی کے بعد اصل کا حاصل کرنا جائز ہے لیکن صورتِ نقد میں نفع کا استعمال جائز نہیں۔ امام کرخی رحمۃ اللہ علیہ کا مذہب ذکر کرنے کے بعد کہا کہ ہمارے مشائخ نے اسے ہر حال میں غیر طیب قرار دیا ہے، چاہے ضمانت سے قبل ہو یا بعد، ہر حال میں نفع کا استعمال اچھا نہیں اور یہی مختار ہے۔ ۱۲ منہ

۲- یعنی امام کرخی رحمۃ اللہ علیہ کے نزدیک اس وقت جب اشارہ کیا جائے اور نقد ادائیگی ہو اور مختار قول کے مطابق مطلقاً ناجائز ہے۔ ۱۲ منہ

marfat.com

اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ علیہ

عدمِ ملک کی وجہ سے خبث پایا گیا۔ پس یہی خبث نقود میں بھی مستعمل ہوگا البتہ ضمانت کی ادائیگی کے بعد چونکہ یہ خبث زائل ہو جاتا ہے لہٰذا یہ کھانا بھی حلال ہے اور مغصوب مال سے خرید کردہ لونڈی سے وطی بھی صحیح جیسا کہ ہم نے ردالمحتار کے حاشیے پر تحقیق کی ہے۔

227- طحطاوی رحمۃ اللہ علیہ

اگر کسی شخص نے کپڑا وغیرہ غصب کیا اور اس سے لونڈی خریدی تو اس کے ساتھ وطی حلال نہیں اور اگر اس مغصوبہ کپڑے کے ذریعے شادی کی تو جائز ہے۔

اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ علیہ

یہ خلافِ صحیح ہے یعنی امام طحطاوی رحمۃ اللہ علیہ کا یہ قول کہ لونڈی سے وطی جائز نہیں، یہ ضمانت کی عدم ادائیگی تک ہے، بعد ادائے ضمانت صحیح ہے۔

228- طحطاوی رحمۃ اللہ علیہ

اگر ان دونوں میں سے ایک کے ذریعے عورت سے نکاح کیا یا کپڑا وغیرہ خریدا اور ضمانت ادا کر چکا ہے تو نفع حلال ہے۔

اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ علیہ

ھما کا مرجع دراہمِ غصب و ودیعت ہیں یعنی ان دونوں میں سے کسی ایک کے ساتھ خریدا۔

229- طحطاوی رحمۃ اللہ علیہ

مختصر کے حوالے سے علامہ طحطاوی رحمۃ اللہ علیہ نے ایک عبارت نقل فرمائی جس کا کچھ ذکر پیچھے ہو چکا ہے کہ اگر مغصوبہ کپڑے سے لونڈی خریدے تو وطی حلال نہیں البتہ اس مغصوبہ کپڑے کے ذریعے کسی عورت سے شادی کی تو وطی جائز ہے۔

marfat.com

اسی کے تحت علامہ طحطاوی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ جب دراہم غصب جو معین بھی ہوں اور نقد بھی، کے ساتھ کچھ خریدا تو اس کا استعمال حرام نہیں کیونکہ عین کے ساتھ عقد کا تعلق نہیں۔

اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ علیہ

یہ بات جو علامہ طحطاوی رحمۃ اللہ علیہ نے بیان فرمائی، اس ضابطہ کے موافق ہے جو بیع فاسد میں ذکر کیا گیا کہ اگر کلام اس میں ہو جس میں ضمانت ادا کی گئی تو اس وقت وہ ملک ہو گی اگر چہ ملک خبث ہی سہی اور یہ بات پہلے گزر چکی ہے کہ اگر خبث فسادِ ملک کے سبب سے ہو تو غیر معین میں حلال نہیں۔ پس نفع بغیر عقد و نقد کی تفصیل کے حلال ہو گا اور مطلقاً جواز کے قول سے بظاہر جو فائدہ نظر آتا ہے کہ چاہے ضمانت ادا کی جائے یا نہ، وہ ضابطہ کے خلاف ہے۔ ضابطہ میں کہا گیا ہے کہ جب خبث عدمِ ملک کے سبب سے ہو تو متعین و غیر متعین دونوں میں عمل ہو گا۔ پس اس بات کو سمجھنا ضروری ہے کیونکہ یہ مقامِ لغزش ہے اور ہم نے ردالمحتار کے حاشیہ پر کتاب الغصب اور بیع فاسد کے بیان میں اس بات کی تحقیق کی ہے۔

230- طحطاوی رحمۃ اللہ علیہ

کسی شخص نے ورق غصب کیا اور اس پر کچھ لکھا، آیا مالک کی ملک منقطع ہو جائے گی؟ اس میں اختلاف ہے۔ سغدی نے کہا صحیح یہ ہے کہ ملک منقطع نہیں ہو گی۔

اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ علیہ

خلاصہ میں ہے کہ منقطع ہو جائے گی۔

231- طحطاوی رحمۃ اللہ علیہ

کتاب بحرِ ذاخر میں ہے کہ مغصوبہ بکری کو پکایا یا بھونا تو قیمت کا ضامن ہو گا اور اگر مالک غائب ہو یا حاضر ہو لیکن ضمانت پر راضی نہ ہو تو غاصب کیلئے قیمت کی ضمانت ادا کرنے یا اس کے ذمہ قرض ہو جانے سے قبل نہ تو کھانا جائز ہے اور نہ ہی کسی دوسرے کو کھلانا۔ یونہی کسی دوسرے کو کھانا جائز نہیں۔ (مکی)

marfat.com

اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ علیہ

السراج الوہاج کے صفحہ ۵۵ پر "غصب الشاۃ" کے ذکر میں یہ مسئلہ زیادہ بیّن اور واضح ہے۔

232- طحطاوی رحمۃ اللہ علیہ

تنویر الابصار مع درمختار میں ہے کہ کسی شخص نے کوئی چیز غصب کی اور اسے تبدیل کر دیا یہاں تک کہ اس کا نام بدل گیا اور وہ زیادہ نفع بخش ہوگئی یا وہ مغصوبہ چیز غاصب کی ملک سے مخلوط ہوگئی اور امتیاز ناممکن ہوگیا تو اس صورت میں غاصب کو ضمانت دینی پڑے گی اور وہ چیز کا مالک ہو جائے گا لیکن ادائیگی ضمانت سے قبل نفع حاصل کرنا جائز نہیں۔ صاحبِ درمختار فرماتے ہیں: قیاس یہ ہے کہ ضمانت کی ادائیگی سے قبل بھی انتفاع حلال ہے۔

علامہ طحطاوی رحمۃ اللہ علیہ اس کی تشریح کرتے ہوئے فرماتے ہیں: زیلعی نے کہا: قیاس یہ ہے کہ اس سے انتفاع جائز ہے اور یہ قول امامِ زفر رحمۃ اللہ علیہ و امامِ حسن رحمۃ اللہ علیہ کا ہے اور امامِ ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ سے بھی ایک روایت یونہی ہے۔

اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ علیہ

یہ بات واضح طور پر امام ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ سے مروی ظاہر روایت کے خلاف ہے لیکن خلاصہ، ہندیہ اور دیگر کتب میں اسے امامِ اعظم رحمۃ اللہ علیہ ہی کا قول قرار دیا گیا ہے۔ صاحبین کا قول استحسان ہے اور اسی پر فتویٰ ہے لیکن فتاویٰ بزازیہ میں ہے کہ امام نجم الدین نسفی رحمۃ اللہ علیہ اس قول کی امامِ اعظم رحمۃ اللہ علیہ کی طرف نسبت سے انکار کرتے تھے۔ اگر اسے امامِ اعظم رحمۃ اللہ علیہ ہی کا قول قرار دیا جائے اور یہ سوال کیا جائے کہ اس صورت میں اور بیعِ فاسد کے ساتھ مبیع میں کیا فرق ہوگا کیونکہ اس سے انتفاع امام صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے نزدیک حلال نہیں حالانکہ اس میں ملک ثابت ہے اگرچہ ملک خبیث ہی ہے، تو اس کا جواب یہ ہے کہ ان دونوں میں اس طرح فرق کیا جائے گا کہ مغصوب میں تبدیلی ہو جائے تو رد نہیں کی جا سکتی جبکہ بیع فاسد کے مبیع کا رد کرنا حقِ شریعت کے تحت واجب ہے کیونکہ یہ بیع فسخ ہے۔ پس غیر کا حق اس چیز کی

marfat.com

ذات سے ہے جبکہ بدلے ہوئے مغصوب میں یہ بات نہیں۔

233- طحطاوی رحمۃ اللہ علیہ

مغصوبہ زمین کے مسائل کو صاحبِ درمختار نے تفصیل سے بیان فرمایا۔

علامہ طحطاوی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ یہ تفصیل علامہ کرخی رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی بعض کتب میں ذکر فرمائی اور فرمایا کہ کتاب میں جو کچھ ہے، اس سے یہی مراد ہے۔

اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ علیہ

کتاب کے مطلقاً ذکر سے معلوم ہوتا ہے کہ البدایہ مراد ہے اور ہوسکتا ہے کہ مبسوط مراد ہو لیکن مختصر القدوری مراد لینا ممکن نہیں جیسے عام طور پر فقہاء مطلقاً ذکرِ کتاب کے وقت مختصر القدوری مراد لیتے ہیں کیونکہ امامِ قدوری رحمۃ اللہ علیہ کو امام کرخی رحمۃ اللہ علیہ سے تین واسطوں سے شرفِ تلمذ حاصل ہے۔

234- طحطاوی رحمۃ اللہ علیہ

ضمانتِ غصب کے ضمن میں صاحبِ درمختار نے چند مثالیں بیان فرمائی مثلاً زمین غصب کی اور اس پر مکان تعمیر کیا یا درخت لگائے یا مرغی نے کسی کا موتی نگل لیا وغیرہ وغیرہ تو ان صورتوں میں زیادہ قیمت والے کو اختیار ہے، چاہے تو کم قیمت والی چیز لے کر مالک کو قیمت دے دے یا وہ چیز چھوڑ دے اور کم قیمت والے سے اپنی چیز کی قیمت وصول کرے مثلاً زمین غصب کی، اس پر مکان بنایا، اب قیمت زیادہ ہوگئی اب یا تو زمین کی قیمت دے یا مکان بھی چھوڑ دے اور اس کی لاگت وصول کرلے، امامِ محمد رحمۃ اللہ علیہ کا یہی قول ہے اور مصنف نے بھی اپنی شرح میں یونہی ذکر کیا ہے۔

اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ علیہ

فتاوی خانیہ میں جو کچھ اس بارے میں مذکور ہے، وہ بھی اس قول کو رد کرتا ہے کہ صاحبِ اکثر صاحبِ اقل کو قیمت کا مالک بنائے۔[1]

۱- فتاوی خانیہ برحاشیہ فتاوی ہندیہ ۳/۲۴۲

marfat.com

235- طحطاوی رحمۃ اللہ علیہ

کسی غیر کی زمین میں عمارت تعمیر کی یا درخت لگائے تو درخت کاٹنے اور زمین واپس کرنے کا حکم دیا جائے گا۔

امامِ کرخی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ یہ حکم نہیں دیا جائے گا اور وہ غاصب قیمت کی ضمانت دے گا۔ اسی پر بعض متاخرین مثلاً صدر الاسلام وغیرہ کا فتوی ہے اور یہ احسن ہے۔

اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ علیہ

قہستانی اور عقود میں ان سے اسمِ تفضیل کے ہمزہ کے بغیر (صرف) ''حسن'' مروی ہے۔

236- طحطاوی رحمۃ اللہ علیہ

درِّ مختار میں ہے کہ کسی انسان کے گھر میں اس کی اجازت کے بغیر داخل ہونا جائز نہیں لیکن جہاد میں (جائز ہے)۔

علامہ طحطاوی رحمۃ اللہ علیہ نے الافی الغزو کے دو احتمال بیان کر کے فرمایا کہ تفکرات اور پریشانیوں کی کثرت کی وجہ سے میری سوچ میں ضعف ہے لہٰذا کسی دوسری جانب رجوع کیا جائے۔

علامہ طحطاوی رحمۃ اللہ علیہ نے پہلا احتمال یہ ذکر فرمایا کہ غازی اہلِ حرب کے گھروں میں بلا اجازت داخل ہو سکتا ہے اور دوسرا مطلب یہ ہو سکتا ہے کہ جب جہاد فرض ہو جائے اور بعض لوگ پہلو تہی کریں تو سربراہ کو اختیار ہے کہ وہ کسی کو بھیجے جو لوگوں کے گھروں میں داخل ہو کر انہیں نکال لائے۔

اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ علیہ

علامہ شامی رحمۃ اللہ علیہ نے تیسری توجیہ یہ بیان فرمائی کہ جب کسی شخص کا گھر دشمنوں سے بلندی پر واقع ہو تو مجاہدین کیلئے وہاں داخل ہونا جائز ہے تاکہ وہ وہاں سے دشمن کے ساتھ جنگ کریں۔

marfat.com

میں کہتا ہوں کہ ایک چوتھی توجیہ میرے لئے ظاہر ہوئی اور وہ یہ کہ بعض کفار کسی ذمی یا مسلمان کے گھر میں پناہ لیں اور مجاہدینِ اسلام اسے قتل کرنا چاہتے ہوں تو جبکہ صاحبِ خانہ اُن کو اندر آنے کی اجازت نہ دیتا ہو تو مسلمانوں کیلئے اندر داخل ہونا جائز ہے اگرچہ گھر میں مستورات ہوں کیونکہ خود گھر والا مسلمانوں کو روک کر مستورات کے بے پردہ کرنے کا باعث بنا۔

پانچویں توجیہ یہ ہے کہ مجاہدین کسی حاجت یا مصلحت کے تحت اندر جانا چاہتے ہوں۔

یہ تمام توجیہات ممکن ہیں کیونکہ ضابطہ یہ ہے کہ ضرورت کے مقامات مستثنیٰ ہیں جیسے تجنیس کے حوالے سے غمز میں ہے۔ اللہ تعالیٰ بہتر جانتا ہے۔

237- طحطاوی رحمۃ اللہ علیہ

درِ مختار میں ہے کہ اگر غاصب مغصوبہ مال کو اجرت پر دے اور اجرت مالک کی طرف لوٹا دے تو یہ مالک کیلئے پاکیزہ ہے کیونکہ اجرت کا لینا جائز ہے۔

اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ علیہ

یہ عجیب بات ہے کیونکہ اجازت کا تعلق معدوم چیز کے ساتھ نہیں ہوسکتا اور اجازت کی صحت کیلئے معقود علیہ کا قائم ہونا شرط ہے اور وہ اس صورت میں نفع ہے جو معدوم ہے البتہ یہ تعلیل اس صورت میں جاری ہوسکتی ہے جب مستاجر کے مالِ اجرت سے نفع حاصل کرنے سے پہلے اجرت حاصل کرلی جائے اور مالک کی طرف لوٹا دی جائے۔

238- طحطاوی رحمۃ اللہ علیہ

صاحبِ درِ مختار نے فروع کے عنوان سے چند مسائل بیان فرمائے جن میں سے ایک مسئلہ یہ ہے کہ سوائے جہاد کے (جس کا ذکر پیچھے ہو چکا ہے) کسی انسان کے گھر میں بلا اجازت داخل ہونا ناجائز ہے۔

اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ علیہ

یہ مسائل الاشباہ سے منقول ہیں اور حموی (شارحِ اشباہ) نے الا فی الغزو پر کوئی

marfat.com

بحث نہیں کی۔

239- طحطاوی رحمۃ اللہ علیہ

امامِ ابو یوسف رحمۃ اللہ علیہ کے بارے میں علامہ طحطاوی رحمۃ اللہ علیہ نے شرح النقایہ اور تشنیع المصنف کے حوالے سے ایک عبارت نقل فرمائی جو یہ ہے:

و قد ایدہ ما صح عندنا انہ افضل العلماء فی زمانہ و اکمل العرفاء فی اوانہ زین الملۃ و الدین و قد رای بعضھم فی المنام انہ شافعی المذھب الخ۔

اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ علیہ

اصل عبارت جو صفحہ ۴۴۳ پر منقول ہے وہ یہ ہے۔[1]

240- طحطاوی رحمۃ اللہ علیہ

اہلِ ہوا اور بدعتی کی تکفیر میں اختلاف ہے۔ اگر بدعتی کا مذہب کفر کی طرف پہنچاتا ہو اور اس کی کوئی تاویل ممکن نہ ہو تو وہ بالاجماع کافر ہے البتہ جس کی بدعت اس طرح نہ ہو، اس کے بارے میں اختلاف ہے۔ ابنِ ھمام رحمۃ اللہ علیہ نے شرح ہدایہ میں فرمایا کہ اہلِ مذاہب کی کلام میں ایسے بہت سے لوگوں کی تکفیر ثابت ہے لیکن یہ ان فقہاء کی کلام نہیں جو منصبِ اجتہاد پر فائز ہیں اور غیر مجتہد کا اعتبار نہیں۔ فقہاء و مجتہدین سے عدمِ تکفیر منقول ہے۔

اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ علیہ

غیرِ فقہاء کی کلام جب فقہاء کے اقوال کے خلاف ہو، اس وقت غیر معتبر ہوگی (مطلقاً نہیں)۔

۱- امام طحطاوی رحمۃ اللہ علیہ کی منقولہ عبارت میں انہ میں ضمیر کے اضافے ابوبکر البانباری کے عدم ذکر اور و قد رای میں واؤ کے اضافے سے عبارت کا مفہوم بالکل بدل گیا اور امام ابوبکر رحمۃ اللہ علیہ کی بجائے امام ابو یوسف رحمۃ اللہ علیہ مراد لئے گئے اور خواب دیکھنے والے خود ابوبکر ہیں جبکہ امام طحطاوی رحمۃ اللہ علیہ کی عبارت سے خواب کسی دوسرے کی طرف منسوب ہو جاتا ہے۔

نوٹ: آگے خواب کا ذکر ہے جو امامِ ابو یوسف رحمۃ اللہ علیہ کی عظمت کا منہ بولتا ثبوت ہے۔ ۱۲ ہزاروی

marfat.com

241- طحطاوی رحمۃ اللہ علیہ

مذبوحہ جانور کے پیٹ سے بچہ نکلا تو صاحبین کے نزدیک اگر اس کے اعضاء مکمل ہو گئے ہوں تو کھایا جائے گا۔ ان تم خلقہ کی قید سے یہ پتہ چلا کہ نا تمام کو نہیں کھایا جائے گا اور یہ بھی احتمال ہے وہ بمنزلہ جزوِ جانور کے ہے لہٰذا حلال ہے۔

اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ علیہ

یہ احتمال صحیح نہیں کیونکہ نص سے ثابت ہے کہ مضغہ ناپاک ہے اسی طرح وہ بچہ بھی جس نے پیدا ہونے کے بعد کوئی آواز نہیں نکالی اور یہ بات بھی معلوم ہے کہ ہر نجس حرام ہے۔

242- طحطاوی رحمۃ اللہ علیہ

شرمگاہ، کپورے اور مثانہ مکروہ ہیں اور یہ کراہتِ تحریمی ہے یا تنزیہی، اس کے بارے میں دو قول ہیں۔

اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ علیہ

مادہ جانور کی شرمگاہ اور پتہ (دونوں) بھی مکروہ ہیں جیسا کہ اسی کتاب کے آخر میں مختلف مسائل کے ذکر میں آئے گا۔

243- طحطاوی رحمۃ اللہ علیہ

اسی طرح وہ خون بھی مکروہ ہے جو گوشت سے نکلتا ہے۔

اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ علیہ

ردالمحتار میں و الدم المسفوح کے الفاظ ہیں نیز وہ خون جو ذبح کے بعد رگوں میں رہ جاتا ہے، مکروہ نہیں اور اسے خود علامہ طحطاوی رحمۃ اللہ علیہ نے مسائلِ شتے کے باب میں بیان کیا ہے۔

244- طحطاوی رحمۃ اللہ علیہ

کیا یہ کراہتِ تحریمی ہے؟ اس میں دو قول ہیں۔

marfat.com

اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ علیہ

یعنی شرمگاہ اور اس کے بعد مذکورہ اشیاء کی کراہت کے بارے میں دو قول ملتے ہیں۔

245- طحطاوی رحمۃ اللہ علیہ

مچھلی کی ایک قسم الجریث کا ذکر کرتے ہوئے علامہ طحطاوی رحمۃ اللہ علیہ نے ابو السعود کے حوالے سے بتایا کہ عینی سے الجریث جیم کے کسرہ کے ساتھ مروی ہے۔

اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ علیہ

صحیح لفظ الوانی ہے کیونکہ ابو السعود کی عبارت میں عینی سے جو منقول ہے وہ الجریث سمکۃ ہے اور الوانی سے الجریث بکسر الجیم منقول ہے۔

246- طحطاوی رحمۃ اللہ علیہ

اگر ماکول اللحم جانور نے شراب پی اور پھر اسی وقت اسے ذبح کر دیا گیا تو اس کا گوشت حلال ہے البتہ مکروہ ہے۔

امام طحطاوی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: یہ بات معلوم ہے کہ جب مطلقاً کراہت کا لفظ بولا جائے بالخصوص کتاب الحظر میں تو اس سے مراد مکروہ تحریمہ ہے۔

اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ علیہ

حلت کے ساتھ مقید کراہتِ مطلقہ نہیں ہوتی اور اس کی تحقیق ردالمحتار کے حاشیہ پر ہم نے کی ہے لہٰذا وہاں ملاحظہ کی جائے۔

247- طحطاوی رحمۃ اللہ علیہ

عورت اپنے خاوند کی محبت کے حصول کیلئے تعویذ کرے اور اس سے قبل وہ اس سے بغض رکھتا ہے تو یہ عمل حرام ہے، حلال نہیں۔ جامع اصغر میں اسی طرح ہے۔

marfat.com

اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ علیہ

جامع صغیر میں امام محمد رحمۃ اللہ علیہ کے الفاظ ہیں: التولہ تاء کے کسرہ اور واؤ کے فتحہ کے ساتھ، ایک قسم کا جادو ہے جو محبت کے حصول کیلئے کیا جاتا ہے اور اس کے حرام ہونے میں کوئی شک نہیں لیکن وہ تعویذ جو اللہ تعالیٰ کے اسمائے مبارکہ یا کسی قرآنی آیت سے کیا جائے، ظاہر ہو یا پوشیدہ، جیسا کہ عام طور پر لوگ کرتے ہیں، اس میں کوئی حرج نہیں کیونکہ اسمائے باری تعالیٰ میں تاثیر پائی جاتی ہے، نیز محبت اللہ تعالیٰ کے نزدیک محبوب چیز ہے، البتہ اگر عورت کا ارادہ یہ ہو کہ حاکمیت کیلئے خاوند کو مطیع بنایا جائے تو اس مقصد کیلئے یہ تعویذ یا دوسری کوئی بھی کوشش حرام ہے اور اِس کی حرمت میں کوئی شک نہیں کیونکہ اس میں شرعی موضوع کو بدلنا ہے جو مرد کے حق میں ہے اور وہ قرآنِ پاک کا یہ ارشاد ہے:

الرجال قوامون علی النساء بما فضل اللّٰہ بعضھم علٰی بعض۔ (نساء:۳۴)

''مرد عورتوں پر حاکم ہیں کیونکہ بعض کو بعض پر فضیلت دی گئی ہے''۔

اور اس صورت میں حرمت ایک دوسری وجہ سے ہے۔

248- طحطاوی رحمۃ اللہ علیہ

امام نووی رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں کہ ہر ملاقات کے وقت مصافحہ مستحب ہے اور صرف صبح اور عصر کو نماز کے بعد، کے ساتھ تخصیص کوئی شرعی مسئلہ نہیں۔

ابوالحسن البکری کہتے ہیں کہ شاید یہ اس زمانے میں لوگوں کی عادت ہو۔

اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ علیہ

یعنی فجر اور عصر کے ساتھ تخصیص اس زمانے (امام نووی رحمۃ اللہ علیہ کے زمانے) میں لوگوں کی عادت ہو۔

249- طحطاوی رحمۃ اللہ علیہ

امام نووی رحمۃ اللہ علیہ کے زمانے میں لوگوں کی عادت تھی کہ وہ صبح اور عصر کے بعد مصافحہ

marfat.com

کرتے تھے۔

اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ علیہ

امام ابوالحسن البکری کی کلام کا تتمہ یہ ہے کہ (یہ امام نووی رحمۃ اللہ علیہ کے زمانے کی عادت ہوگی) ورنہ تمام نمازیں اسی طرح ہیں یعنی ہر نماز کے بعد مصافحہ مستحب ہے۔

250- طحطاوی رحمۃ اللہ علیہ

جو چیز بازار میں فروخت کی جارہی ہے، اگر گمان غالب ہو کہ یہ ظلماً حاصل کی گئی ہے اور پھر بازار میں بیچی گئی ہے تو وہ چیز نہیں خریدنی چاہئے۔

اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ علیہ

علامہ طحطاوی رحمۃ اللہ علیہ نے یہاں فتاوی ہندیہ کے الفاظ نقل کیے ہیں کہ ہر وہ چیز جو قائم ہے اور خریدنے والے کو ظنِ غالب ہے کہ یہ غیر سے ظلماً حاصل کی گئی ہے اور پھر بازار میں بیچی گئی ہے تو اس کا خریدنا مناسب نہیں اگرچہ بار بار فروخت ہوتی چلی آئی ہو۔

یہ بات مقصود کو نہایت واضح طور پر ظاہر کرتی ہے یعنی وہ مغصوبہ چیز خریدنی جائز نہیں جس کے بارے میں گمانِ غالب ہو کہ یہی مغصوبہ ہے۔

251- طحطاوی رحمۃ اللہ علیہ

مغصوبہ چیز نہیں خریدنی چاہئے اگرچہ کئی ہاتھوں سے ہو کر آئے۔

اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ علیہ

پھر مذہبِ مختار کے مطابق اس حکم میں سامان اور نقود برابر ہیں کیونکہ خبث عدمِ ملک کی وجہ سے ہے لہٰذا متعین اور غیر متعین دونوں میں عمل کرے گا لیکن امام کرخی رحمۃ اللہ علیہ کے مذہب کے مطابق نقودِ مغصوبہ کا بدل خریدنا جائز ہے جبکہ ان نقود پر عقد نہ ہو لیکن بعینہٖ مالِ مغصوب کا خریدنا جائز نہیں اور قرض میں لینا، امانت رکھنا یا کسی بھی انداز میں لینا جائز نہیں جب تک غاصب عہدہ برآ نہ ہو جائے یا ضمانت نہ ادا کردے۔ اس پر اجماع ہے کیونکہ نفسِ

marfat.com

مغصوب سے خبث کے ازالہ کی یہی صورت ہے۔

252- طحطاوی رحمۃ اللہ علیہ

اگر یہ معلوم ہو کہ مغصوبہ چیز بعینہٖ قائم ہے لیکن دوسری چیز سے اس طرح مخلوط ہو چکی ہے کہ امتیاز ناممکن ہے تو امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کے نزدیک اگرچہ غاصب کی مِلک ہو جائے گی لیکن جب تک مخالف عوض لے کر راضی نہ ہو جائے، یہ مغصوبہ چیز خریدنی مناسب نہیں۔

اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ علیہ

میں کہتا ہوں: اگر غاصب نے مغصوبہ چیز کو کسی دوسری شے سے بدل دیا تو اس کا بدل خریدنا بھی جائز نہیں جبکہ مغصوب متعین ہو کیونکہ وہ مِلکِ خبیث کے ساتھ اس کا مالک ہوا لہٰذا مُفتٰی بہٖ مذہب کے مطابق براءت سے پہلے انتفاع جائز نہیں اور جب خبث فسادِ ملک کی وجہ سے ہو تو متعین میں عمل ہوگا البتہ ایک ضعیف روایت اس کے خلاف ہے اور وہ یہ کہ محض تغیر اور مخلوط ہو جانے سے انتفاع حلال ہو جاتا ہے۔ اگر غیر متعین ہو تو بدل کا خریدنا جائز ہے کیونکہ خبث فسادِ ملک کی وجہ سے ہے اور غیر متعین میں عمل صرف ان لوگوں کے قول پر ہوگا جو رد کرنے یا ضمانت دینے سے قبل خلط اور تغیر کو ملک کیلئے مفید نہیں سمجھتے۔

امام مفتی الثقلین نے فرمایا کہ ہمارے اصحاب میں سے محققین نے اس بات پر اجماع کیا ہے۔ پس اس وقت عدم تعین کی وجہ سے خبثِ ملک پایا گیا لہٰذا اس میں عمل ہوگا اور ابدال اسی وقت جائز ہوگا جب اس مغصوب سے عہدہ برآ ہو جائے یا ضمان دے دے۔

253- طحطاوی رحمۃ اللہ علیہ

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے انگور نچوڑنے والے پر لعنت کی۔

صاحبِ درِّ مختار نے فرمایا کہ شراب کیلئے انگور کا نچوڑنا جائز نہیں کیونکہ اصل کے ساتھ معصیت قائم ہے۔

امام طحطاوی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ اس سے قبل صاحبِ درمختار نے فرمایا:

لان المعصية لا تقوم بعينه۔

marfat.com

لہٰذا دونوں اقوال میں منافات ہے اور معصیت کی دلیل "المنح" میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی اس حدیثِ پاک کو قرار دیا گیا ہے:

ان النبی صلّی اللّٰہ علیہ وسلّم لعن العاصر۔

اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ علیہ

مطلقاً نچوڑنے والا ملعون نہیں بلکہ وہ جو گناہ کا ارادہ کرے اور شارح رحمۃ اللہ علیہ کے قول میں بھی یہی مراد ہے لہٰذا یہ تعلیل (جو حدیثِ پاک سے بیان کی گئی ہے) صحیح ہے کیونکہ وہ اس کے ذریعے قصدِ گناہ کرتا ہے، چنانچہ ان دو اقوال میں سے منافات بھی زائل ہوگئی۔

254- طحطاوی رحمۃ اللہ علیہ

صاحبِ درمختار نے فرمایا کہ گانے بجانے والے کو کچھ دینا حرام ہے۔

امامِ طحطاوی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ جو کچھ وہ بلا شرط لیتے ہیں، جائز ہے اور یہ بات پہلے گزر چکی ہے۔

اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ علیہ

یہ بات معلوم ہے کہ معروف مشروط کی طرح ہوتا ہے[1] اور شاید یہ مسئلہ محشی (امامِ طحطاوی رحمۃ اللہ علیہ) نے باب الاجارہ میں تحریر فرمایا ہے۔

255- طحطاوی رحمۃ اللہ علیہ

صاحبِ درِّ مختار نے وہبانیہ سے چند اشعار نقل کیے جن میں سے ایک کا مفہوم یہ ہے کہ اگر کوئی شخص پرندہ چھوڑے اور یہ کہے کہ جو اسے پکڑے وہی اس کا مالک ہے تو یہ جائز ہے اور اگر بغیر کسی کی تملیک کے ارادے کے آزاد کیا تو بعض ائمہ نے اس کا انکار کیا ہے۔

امامِ طحطاوی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ شارح نے اس کا مفہوم یہ بیان کیا ہے کہ اکثر ائمہ نے اسے جائز قرار دیا حالانکہ یہ منقول نہیں بلکہ ظاہر مذہب کے مطابق حرام ہے۔

1- لہٰذا جہاں گویّوں کو کچھ دینا معروف ہے وہاں اسے مشروط ہی تصور کیا جائے گا۔ ۱۲ ہزاروی

marfat.com

اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ علیہ

لیکن احادیثِ مبارکہ سے (بلا تملیک چھوڑنے کا) جواز اور استحباب ثابت ہوتا ہے اور شارح رحمۃ اللہ علیہ نے جو اس سے پہلے حج کے باب میں بیان کیا ہے، وہ بھی ملاحظہ کیا جائے۔

درِ مختار میں ہے:

شرٰی عصافیر من الصیاد و اعتقها جاز ان قال من اخذ ها فهی له الخ۔[1]

256- طحطاوی رحمۃ اللہ علیہ

المجتبیٰ کے حوالے سے درِ مختار میں ایک مسئلہ بیان کیا گیا کہ صاحبِ مال قرض دار کا مال بلا اجازت رہن رکھ سکتا ہے اور کہا گیا ہے کہ جب نا امید ہو جائے تو اپنا قرض پورا کرتے ہوئے اسے لے سکتا ہے۔ لفظِ "قیل" کے ساتھ دوسرا قول بیان کر کے آخر میں کہا گیا: و اقره المصنف۔

امامِ طحطاوی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ مصنف کی نقل میں لفظِ "قیل" نہیں ہے۔

اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ علیہ

لیکن فتاوی شامی میں درمختار کا یہی قول (قیل کے ساتھ) نقل کرنے کے بعد کہا گیا ہے کہ اسی طرح "المغ" میں تعبیر کیا گیا ہے۔[2]

257- طحطاوی رحمۃ اللہ علیہ

تنویر الابصار میں ہے کہ اگر راہن مرہون کو فروخت کرے تو (اس کی صحت) مرتہن کی اجازت پر موقوف ہوگی۔

امامِ طحطاوی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ یہی صحیح ہے اور امامِ ابو یوسف رحمۃ اللہ علیہ کے نزدیک بیع نافذ ہو جائے گی۔

۱- درِ مختار شرح تنویر الابصار صفحہ ۱۶۹

۲- رد المحتار المعروف بہ فتاوی شامی ۳۲۲/۵

marfat.com

اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ علیہ

فتاوٰی خانیہ میں عمادیہ سے نقل کیا گیا کہ صغریٰ میں مرہون کی بیع کے نفاذ کا فتوی دیا گیا ہے اور کہا گیا ہے کہ راہن اور مرتہن دونوں میں سے کسی کو فسخ کا اختیار نہیں، اسی طرح طحطاوی کے باب الاجارہ میں بھی گزر چکا ہے۔

258- طحطاوی رحمۃ اللہ علیہ

کیا مرتہن مرہون کے زوائد سے راہن کی اجازت سے نفع حاصل کر سکتا ہے؟ بعض کے نزدیک یہ مکروہ ہے کیونکہ یہ سود ہے۔

اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ علیہ

علامہ خیر الدین رملی رحمۃ اللہ علیہ نے بھی فتاوٰی خیریہ میں رہن کے باب صفحہ ۱۷۳ میں یہی فتوی دیا ہے۔

259- طحطاوی رحمۃ اللہ علیہ

بعض فقہاء نے مرہون کے زوائد سے مرتہن کے انتفاع کو مباح قرار دیا ہے۔ کئی کتب فقہ اور شروح میں اسی طرح ہے اور حموی نے اشباہ کے حاشیہ میں کہا ہے کہ اسی پر فتوی ہے۔[1]

اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ علیہ

اباحت کے قول کو اس بات سے مقید کرنا ضروری ہے کہ جب عقد میں شرط نہ رکھی گئی اور عرف میں بھی ایسا نہ ہو، کیونکہ وہ مشروط کی مثل ہے۔ ردالمحتار کی کتاب البیوع کے باب القرض اور باب الرہن کے شروع میں نیز اسی حاشیۃ الطحطاوی کے صفحہ ۲۳۶ پر بھی اسی طرح ہے۔

۱- الاشباہ مع الحموی صفحہ ۳۱۰

marfat.com

260- طحطاوی رحمۃ اللہ علیہ

دیت کے بیان میں صاحب تنویر الابصار نے آنکھوں کا ذکر کیا۔
علامہ طحطاوی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ اس کی اصل رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد پاک ہے:
فی العینین الدیۃ۔

اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ علیہ

تبیین الحقائق میں یہ حدیث مذکور ہے۔

261- طحطاوی رحمۃ اللہ علیہ

اگر کوئی شخص اپنے بیٹے کا حصہ کسی دوسرے کیلئے وصیت کردے تو صحیح نہیں جیسے کوئی شخص کسی دوسرے کیلئے زید کی ملکیت کی وصیت کردے پھر وہ مرجائے اور زید اسے اجازت دے دے تو یہ صحیح نہیں ہے۔

اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ علیہ

اس صورت میں بیٹے کو موصٰی لہٗ کیلئے مال دینے پر مجبور نہیں کیا جائے گا اور اسی طرح ہے جیسے کوئی شخص غیر کا مال ہبہ کردے تو محض مالک کی اجازت سے صحیح نہیں ہوگا جب تک مالک مالِ موہوب موہوب لہٗ کے سپرد کردینے پر راضی نہ ہوجائے۔ فتاوی عالمگیری کی کتاب الوصایا کے پہلے باب کے آخر میں یونہی بیان کیا گیا ہے:
کانہ وھب مال غیرہ لا یصح الا بالتسلیم والقبض کذافی المبسوط۔[1]

262- طحطاوی رحمۃ اللہ علیہ

اس بارے میں اختلاف ہے کہ دو وصیوں میں سے ایک کا فعل دوسرے کی رائے کے بغیر باطل ہوگا یا دونوں اپنے اپنے فعل میں منفرد ہوں گے۔ صاحب درمختار فرماتے ہیں کہ یہ اختلاف اس وقت ہے جب وصی کی تقرری میت، واقف یا ایک قاضی کی طرف سے ہو اور

۱- فتاوی عالمگیری المعروف بہ فتاوی ہندیہ ۶/۹۴

marfat.com

اگر دو شہروں کے دو قاضیوں کی جانب سے دو وصی مقرر ہوں تو دونوں کا تصرف انفرادی ہوگا کیونکہ دونوں اپنے اپنے تصرف میں منفرد ہیں لہٰذا ان کے نائبین کا بھی یہی حکم ہے۔

امام طحطاوی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ بلدتین کی قید تو اتفاقی ہے اس لئے کہ عام طور پر ایک شہر میں ایک ہی قاضی ہوتا ہے یہاں تک کہ اگر بادشاہ نے ایک شہر میں دو قاضی مقرر کئے اور انہیں وصی مقرر کرنے کا اختیار دیا تو اس کا حکم بھی یہی ہوگا، اور قید احترازی بھی ہو سکتی ہے لیکن تعلیل پہلے احتمال کی مؤید ہے۔ تعلیل یہ ہے کہ ہر قاضی کا تصرف اپنی جگہ جائز ہے۔ اسی طرح ان کے نائبین کا صرف بھی جائز ہے۔

اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ علیہ

اگر سلطان کسی ایک کنارۂ شہر کیلئے کسی کو قاضی مقرر کرے اور دوسرے حصے کے لئے دوسرے کو پھر ہر ایک قاضی نے وصی مقرر کیا تو ہر وصی اپنے قاضی کی جانب سے منفرد ہوگا کیونکہ دونوں قاضی تصرف میں منفرد ہیں لہٰذا ان کے نائبین کا بھی یہی حکم ہوگا اور اگر ایک شہر میں دو قاضی مقرر کئے تو ہر ایک کے لئے فیصلے میں انفراد نہیں ہوگا جیسے کہ وکالۃ الاشباہ میں ہے کہ یہی حکم اوصیاء کا بھی ہے البتہ وصی کو قاضی کا نائب قرار دینا محل نظر ہے کیونکہ وصی میت کا نائب ہے اگرچہ قاضی نے مقرر کیا جس طرح محافظِ اوقات فقراء کا وکیل ہے اگرچہ واقف نے مقرر کیا۔

263- طحطاوی رحمۃ اللہ علیہ

وصی یتیم کے مال میں سے کسی کو قرض نہ دے اور اگر دے دیا تو خیانت نہیں ہوگی۔

اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ علیہ

اگر قرض دے دیا تو ضامن ہوگا جیسے فتاوی شامی میں فتاوی خانیہ کے حوالے سے ہے:

ولا یتصدق بشیء خانیة وفیها و لا یملك اقراض مال الیتیم فان اقرض ضمن۔[1]

1- فتاوی شامی ۵/۴۵۵

marfat.com

264- طحطاوی رحمۃ اللہ علیہ

الاشباہ میں فتاوٰی خانیہ سے منقول ہے کہ وصی کسی دوسرے کو وصی بنا سکتا ہے، چاہے میت کا مقرر کردہ وصی ہو یا قاضی کا البتہ ثانی یعنی قاضی کے مقرر کردہ وصی میں اختلاف ہے۔

اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ علیہ

اقوال مختلفہ میں اس طرح موافقت پیدا کی گئی ہے کہ قاضی نے وصی کو عمومی اختیار دیا ہے تو اس کا مقرر کردہ وصی وصی کہلائے گا ورنہ نہیں اور عنقریب اس کی شرح آئے گی اور وہ یہ ہے:

فله ان يوصى فى العامة دون الخاصة۔

اور

وقد نقل البيرى عن القنية ما منه يستفاد التسوية بين وصى القاضى ووصى الميت فى نصب الوصى عنها من غير تقييد بعموم فى جانب وصى القاضى۔[1]

265- طحطاوی رحمۃ اللہ علیہ

درمختار میں ہے کہ قاضی اپنے مقرر کردہ قاضی کو معزول کر سکتا ہے اگرچہ وہ عادل ہو۔ امام طحطاوی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: تتمہ میں ہے کہ اسے یہ اختیار نہیں کیونکہ یہ غیر مقید میں مشغولیت ہے۔

اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ علیہ

مناسب ہے کہ متولی اوقاف پر قیاس کرتے ہوئے فتوٰی دیا جائے اور وہ یہ کہ اپنے مقرر کردہ متولی اوقاف کو بلاوجہ معزول کرنے کا حق نہیں جس طرح واقف کے مقرر کردہ متولی کو معزول نہیں کیا جا سکتا کیونکہ اس دور کے قاضی قابل اعتماد نہیں ہیں۔

۱- حاشیۃ الطحطاوی علی الدرّ المختار ۴/ ۳۴۷

marfat.com

266- طحطاوی رحمۃ اللہ علیہ

قرض کی ادائیگی سے قبل ترکہ قرض کے بدلے میں مرہون کے حکم میں ہے لہٰذا اس میں ورثا کا تصرف نہیں نافذ ہوسکتا۔

اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ علیہ

یعنی قرض خواہوں کی مرضی کے بغیر تصرف نہیں ہوسکتا اور اگر وہ رضامند ہوں تو جائز ہے۔ اسی طرح خانیہ اور حموی میں ہے۔

267- طحطاوی رحمۃ اللہ علیہ

تنویر الابصار میں ہے کہ اگر اصحابِ فروض سے ترکہ بچ جائے اور عصبات میں سے کوئی نہ ہو تو بقیہ ترکہ اصحابِ فروض کی طرف ان کے اپنے اپنے حصے کے مطابق لوٹایا جائے البتہ بیوی یا خاوند کی طرف نہ لوٹایا جائے۔

درمختار میں حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کا قول نقل کیا گیا کہ زوجین کی طرف بھی لوٹایا جائے۔ اسے مصنف وغیرہ نے بیان کیا اور میں (صاحب درمختار) کہتا ہوں کہ الاختیار میں اس بات پر جزم ہے کہ یہ راوی کے وہم سے ہے۔

علامہ طحطاوی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ مولیٰ عجم زادہ نے حاشیہ شرح سید علی السراجیہ میں اسے ضعیف قرار دیا کیونکہ ابراہیم نخعی رحمۃ اللہ علیہ سے منقول ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم میں سے کسی نے بھی زوجین کی طرف لوٹانے کا قول نہیں کیا۔

اس کے بعد علامہ طحطاوی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ یہ کوئی بات نہیں کیونکہ جب مثبت اور نافی کی خبروں میں تعارض پیدا ہو جائے تو مثبت کی خبر اولیٰ ہوتی ہے۔

اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ علیہ

امام طحطاوی رحمۃ اللہ علیہ کا لیس بشیء کہنا کوئی حقیقت نہیں رکھتا کیونکہ روایۃ ثبوت کی شان درایۃ ثبوت سے زیادہ ہے (اور یہاں روایۃ ثبوت نہیں ہے) اس لئے اگر ایسی کوئی

marfat.com

روایت ثابت بھی ہو کہ ایک عورت مرگئی اور اس کا وارث اس کا خاوند ہی ہے، خاوند کو تمام مالِ وراثت دے دیا گیا تو اس واقعہ سے زوجین پر رد ثابت نہیں ہوتا کیونکہ واقعاتِ خارجیہ میں ہر قسم کا احتمال ہے لہٰذا ہو سکتا ہے کہ خاوند اس عورت کا چچازاد ہو اور بقیہ مال اسے بصورتِ عصبیت ملا ہو۔ اسی بات پر ''الاختیار'' میں جزم کیا گیا ہے۔

marfat.com

التعليقات

على

حاشية الطحطاوي على الدر المختار

علق عليه

الإمام المجدد أحمد رضا الحنفي الهندي

المتوفى ١٣٤٠هـ/١٩٢١ء

رتبه وحققه وخرج نصوصه

الأستاذ محمد صديق الهزاروي

الجامعة النظامية الرضوية بلاهور

صحح البروف

محمد رضاء الحسن القادري

كرمانوالہ دار الكتب لاهور

marfat.com

جميع الحقوق محفوظة للناشر

اسم الكتاب ——— التعليقات (1)

المأتن ——— العلامة السيّد احمد الطحطاوی المصری

المحشّی ——— الامام احمد رضا خان الحنفی الهندی

المحقّق ——— الاستاذ محمّد صدیق الهزاروی

المصحّح ——— محمد رضاء الحسن القادری

السعی المحمود ——— مجلس العلماء النظامیّة، لاهور

الناشران ——— سمیع الله برکت، سیف الله برکت

الکتابت ——— الایمان مرکز التنضید، لاهور

الطبع الاول ——— ۱۴۰۲ھ/۱۹۸۲ء، مرکزی مجلس الرضا، لاهور

الطبع الثانی ——— ۱۴۲۸ھ/۲۰۰۷ء، کرمانواله دارالکتب، لاهور

عدد الصفحات ——— ۹۷

القیمة ———

marfat.com

بِسۡمِ اللّٰهِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِيۡمِ

الجزء الاوّل

1- قوله

و لو كان من الوسم كما قال الكوفى۔[1]

اقول

وتعد ها الكوفية من باب القلب كآدر فى ادور، اينق فى انيق۔

2- قوله

و اما كونه خاصا فلان الاولىٰ۔[2]

اقول

ولا يضر كونه خاصاعند قيام القرينة۔

3- قوله

وغيره خاص المعنىٰ بالمؤمن۔[3]

اقول

يعنى اذا اطلق على اللّٰه تبارك وتعالى۔

4- قوله

رحيم الدنيا ورحمٰن الآخرة۔[4]

۱- حاشية الطحطاوى على الدرّالمختار ۱/۴

۲- حاشية الطحطاوى على الدرّالمختار ۱/۴

۳- حاشية الطحطاوى على الدرّالمختار ۱/۴

۴- حاشية الطحطاوى على الدرّالمختار ۱/۵

marfat.com

اقول

اقول والحق ان تغيراللفظ فی الحديث من قبيل التفنن والا فقد ورد فی الحديث رحمٰن الدنيا والأخرة و رحيمهما وهٰذا يرد المذهبين فاذا الصواب مايستنظره۔

5- قوله

فتسن التسمية و اما المباح۔[1]

اقول

قلت وهو الثابت بالحديث الذی ذکر فيه سيدنا عثمان[2] رضی اللّٰه تعالیٰ عنه وجه عدم کتابة بسم اللّٰه فی اول البراءة کما لا يخفیٰ۔

6- قوله

هل توکل الاصح لا لکفره۔[3]

اقول

اقول هٰذا خلاف المعتمد و لا يعول عليه کما افاده الشامی عن السائحانی و بيناه فی الذبائح من فتاوٰنا۔

7- قوله

ايهم المنادی تعظيما له۔[4]

۱- حاشية الطحطاوی ۱/۵

۲- عثمٰن (مخطوطة)

۳- حاشية الطحطاوی علی الدرّالمختار ۱/۶

۴- حاشية الطحطاوی علی الدرّالمختار ۱/۷

marfat.com

اقول

و منهم من كرهه و الصواب الجواب للورود فی کثیر من الاحادیث منها قوله صلّی اللّٰه تعالٰی علیه وسلّم یا من ستر القبیح و اظهر الجمیل و قوله صلّی اللّٰه تعالٰی علیه وسلّم یا من و عد فوفا و اوعد فعفا ای غیر ذٰلك۔

8- قوله

کما قاله فی القنیة و ان استبعده الزیلعی۔[1]

اقول

کما ان الاکتفاء عن حروف المد بالحرکات لغة قوم أخرین کما حکاه ایضا فی القنیة فا لاولون یقولون فی اعوذ اعوذ و الأخرون اغذ۔

9- قوله

روی الخطیب فی تاریخه عن ابی یوسف قال قال ابو حنیفة۔[2]

اقول

سا محنا اللّٰه تعالیٰ و ایاه جمع فی کتابه مثالب الامام و مناقبه و اکثر من ایراد کلام الطاعنین و المادحین و قد جوزی علیٰ ما اورد من جهالات الذامین بالسهم المصیب فی کبد الخطیب[3] و هٰذه الحکایة من ذٰلك الباب غیر ان واضعها ساق فیها الکلام بحیث لا یکون حکایة فی[4] الذم فاغتر به الامام

۳- حاشیة الطحطاوی علی الدرّالمختار ۱/۱۴

۴- حاشیة الطحطاوی علی الدرّالمختار ۱/۲۶

۵- السهم المصیب فی کبد الخطیب (او فی رد الخطیب) صنفه عیسٰی بن ابی بکر الملك المعظم الایوبی الحنفی (م ۶۲۴ھ) (کشف الظنون عن اسامی الکتب والفنون ۲/۱۰۱۰)-۱۲الهزاروی

۶- حکانی (مخطوطة)

marfat.com

الجلال السيوطی فاوردها فی المناقب و تبعه هٰذا السید غفر الله الجمیع و کل من یرجع الٰی عقله یشهد بسخا فتها خلقة مما[1] فیها من الرکاکة و سخف القول مما لا یرجٰی الامن السوقیة العوام الانعام[2] دون العلماء الائمة الاعلام و کان الزمان من خیر القرون و لم یکن الناس بلغوا من الجهالة[3] و الضلالة الٰی ان یترکوا الحدیث[4] و القرآن و یمنعوا الطالب عن طلبهما و من اکبر شاهد علٰی بطلانه ان الفقه لم یکن یعرف عندهم مع[5] حفظ الفروع من کلام احد بل هو الاجتهاد و لا امکان له الا بعد الاحاطة باحکام القرآن والحدیث و لا ادراك لها الا باللغة[6] العربیة فقبح الله من و ضعها و انما غرضه من هٰذه الدسیسة الخبیثة ان یوهم ان الامام لم یتعلم القرآن و لا الحدیث الا العربیة و انما افترٰی[7] علی الشریعة برایه[8] فاحل ماشاء و حرم ماشاء و هٰذا لا یقول به من له حیاء او دین و لا حول و لا قوة الا بالله العلی العظیم۔

10- قوله

ان العلم ببرکته حصل تصحیحه[9]

۱- عما (مخطوطة)

۲- الطعام (مخطوطة)

۳- الحیل له (مخطوطة)

۴- الحدیث ولی (مخطوطة)

۵- مور (مخطوطة)

۶- بالخواء (مخطوطة)

۷- افتح (مخطوطة)

۸- مرآتیه (مخطوطة)

۹- حاشیة الطحطاوی علی الدرّالمختار ۱/۳۰

marfat.com

اقول

و قرر الغزالی فی الاحیاء من حال العلم الحقیقی بانه لا تحصل الا اذا خلصت[1] النیة للّٰه تعالیٰ و ما یرٰی لمن لم یخلصها فلیس بالعلم الحقیقی الذی هو علم الأخرة المرغب الی اللّٰه المزهد فیما سواه۔ هٰذا حاصل ما قاله و التفصیل فیه۔

11- قوله

فهو کذب لا اصل له و التنجیم۔[2]

اقول

ای نسبته الٰی امیر المؤمنین رضی اللّٰه عنه نعم هو حق ثابت من سیدنا الامام جعفر الصادق رحمه اللّٰه کما ذکره العلامة الزرقانی فی شرح المواهب اللدنیة اقول و من عرف علم الجفر علم ان لیس فیه خطر و لا خطر الامن اعتقد الخیر و الشر من غیر الخالق العلی الاکبر او ادعٰی علم الغیب بنفسه و بهٰذا لا یثبت فی نفس العلم ضرر و اللّٰه اعلم بحقائق الخیر۔

12- قوله

ای الشیخ زین فی الاشباه و النظائر۔[3]

اقول

و نصه هٰکذا صفحة ۳۹۷ الرجل لا یصیر محدثا کاملا الا ان یکتسب اربعا مع اربع کا ریع مع اربع فی اربع عند اربع باربع علیٰ اربع عن اربع لاربع

۱- خلفت (مخطوطة)

۲- حاشیة الطحطاوی علی الدرّالمختار ۱/۳۱

۳- حاشیة الطحطاوی علی الدرّالمختار ۱/۳۲

marfat.com

وهٰذه الرباعيات لا تتم الا باربع فی اربع فاذا تمت له کلها هانت علیه اربع باربع فاذا صبر اکرم اللّٰه تعالٰی فی الدنیا با ربع و اثابه فی الاٰخرة با ربع الخ۔

13- قوله

فیه ان علیا مات قبل الثمانین۔[1]

اقول

الظاهر ان الباء فی بجدی زیادة من بعض النساخ او الرواة و انما الروایة ذهب ثابت جدی۔

14- قوله

صاحب الاشاعة الخ۔[2]

اقول

السید محمد بن السید عبد الرسول البرزنجی المدنی الشافعی المتوفی ۱۱۰۳ھ رحمه اللّٰه تعالٰی۔

15- قوله

فی تصنیف له شاع الخ۔[3]

اقول

ای بالفارسیة کما فی الاشاعة المراد به الشیخ المجدد و ذکره فی مکتوب ۲۸۲ من الجلد الاول و اوله بموافقة احکام المسیح لا جتهاد ابی حنیفة فی المکتوب ۵۵ من الجلد الثانی۔

۱- حاشیة الطحطاوی علی الدرّ المختار ۱/ ۳۷ الثلاثین (مخطوطة)

۲- حاشیة الطحطاوی علی الدرّ المختار ۱/ ۳۹

۳- حاشیة الطحطاوی علی الدرّ المختار ۱/ ۳۹

marfat.com

16- قوله

من كتاب انيس الجلساء الخ-[1]

اقول

لم يذكره فى كشف الظنون و لا يعرف هو و لا مؤلفه-

17- قوله

و كفر فيما اظهر-[2]

اقول

بالذى فى الاشاعة صفحة ۱۲٦ فيما ظهراه و لو كان كما و قع هٰهنا لكان الاظهر كفر بما اظهر-

18- قوله

ينسخ شرعه الخ-[3]

اقول

هٰذا من شنيع الزلات و العياذ باللّٰه تعالٰى و انما معناه انه لا نبى بعده صلّى اللّٰه تعالٰى عليه وسلّم احد من العٰلمين اى لا تحدث النبوة لا حد سواء جاء بشرع موافق او مخالف او لا و لا فهٰذا هو ايمان المسلمين-

19- قوله

فيصدقنى دليل علىٰ ان عيسٰى عليه السلام الخ-[4]

۱- حاشية الطحطاوى على الدرّالمختار۱/۴۱

۲- حاشية الطحطاوى على الدرّالمختار۱/۴۱

۳- حاشية الطحطاوى على الدرّالمختار۱/۴۱

۴- حاشية الطحطاوى على الدّرالمختار۱/۴۱

marfat.com

اقول

لا يدل الاعلى انه عليه الصلوٰة والسلام عالم بان ابا هريرة عدل ضابط مرضي في القول۔

20- قوله

ثم ردا يضا قول القائل الخ۔[1]

اقول

اى صاحب الاشاعة فان من ههنا الى ههنا الى اخر القولة كلامه ببعض اختصار۔

21- قوله

اى تنقيص الانبياء عليهم الصلوٰة والسلام فانا للّٰه وانا اليه راجعون الخ۔[2]

اقول

بعده في الاشاعة ومن العجائب انه وقع للقهستاني مع فضله وجلالته شيء من ذٰلك في شرح خطبته اقتفاء به[3] ان عيسٰى عليه الصلوٰة والسلام اذا نزل عمل بمذهب ابى حنيفة رضى اللّٰه تعالٰى عنه ذكره في الفصول الستة وليت شعرى ماالفضول الستةوما علىٰ هذا القول اھ۔

ثم بعده فانا لله وانا اليه راجعون الخ۔

اقول الفصول الستة كتاب مشهور للامام الجليل العارف باللّٰه تعالٰى سيد الخواجه محمد پارسا قدس سره المتوفي ۸۲۲ھ ولو ان السيد راجع كشف

۱- حاشية الطحطاوى على الدرّالمختار ۱/۴۱

۲- حاشية الطحطاوى على الدرّالمختار ۱/۴۲

۳- افتقابة (مخطوطة)

marfat.com

الظنون لوجدهاو لو عرفهاعرف مصنفها العامل المكاشف يسال عن الدليل فان الكشف عيان والعيان غنى عن البيان وليس المعنى على التقليد حاش لله بل ان عمله عليه الصلوٰة والسلام بموافق مذهب الامام كما نقل السيد أنفاعن الفتوحات ان لو رفعت تلك النازلة الى محمد صلى الله عليه وسلم لحكم بحكم المهدى ومن الدليل عليه مانقل فى ردالمحتار عن العارف الشعرانى قدس سره۔

22– قوله

و كذا يقال فى الشبر يحرز۔[1]

اقول

الشيخ نفسه نقل فى حاشية مراقى الفلاح عن بعضهم يكون طول شبر مستعمله لان الزائد يركب عليه الشيطان۔

23– قوله

قالوا فى المفهوم۔[2]

اقول

اى بيان مفهوم قولهم ان الحديث محمول على الاعتقاد۔

24– قوله

لحاجة فلا باس به۔[3]

اقول

فا فادوا ان لو زاد بلا غرض فان فيه باس۔

۱- حاشية الطحطاوى على الدرّالمختار۱/۷۰

۲- حاشية الطحطاوى على الدرّالمختار۱/۷۲

۳- حاشية الطحطاوى على الدرّالمختار ۱/۷۲

marfat.com

25- قوله

ولو كان كما ذكرلا تكره الزيادة مطلقا۔[1]

اقول

انه لا باس الا فی الاعتقاد۔

26- قوله

فی حقیقته و مجازه۔[2]

اقول

اقول بل یحمل علی المعنی الاخیر وهو الذی حصل له الوضوء وهذا شامل للحی الذی توضا نفسه۔

27- قوله

انه الاولیٰ (قوله لما قالوا)۔[3]

اقول

انما رجع الکمال والسرخسی قولهما کمافی ردالمحتار وانماتبع المحشی تحریفا وقع فی البحر۔

28- قوله

وفی الدرایة قول محمد الخ۔[4]

۱- حاشیة الطحطاوی علی الدرّالمختار ۱/۷۲

۲- حاشیة الطحطاوی علی الدرّالمختار ۱/۷۷

۳- حاشیة الطحطاوی علی الدرّالمختار ۱/۷۷

۴- حاشیة الطحطاوی علی الدرّالمختار ۱/۷۷

marfat.com

اقول

کذافی الفتح لکن فی منحة الخالق ان فی الدرایة ذکر اولا قول ابی یوسف ثم قول محمد ثم قال و الاول اصح۔

29- قوله

فهما قولان مصححان۔[1]

اقول

لکن الذی اختار الشارح ظاهر الروایة۔

30- قوله

من تصحیح الزیلعی فهو سهو۔[2]

اقول

ای لعدم النقض فی الصلوة مطلقا۔

31- قوله

ولو تیمما صلوة۔[3]

اقول

اقول هذا نسخ من الناسخ کمالا یخفیٰ لانها صفة بطهارة صغریٰ۔

32- قوله

عدم التالم فالحصر ممنوع۔[4]

۱- حاشیة الطحطاوی علی الدرّالمختار ۱/۷۹

۲- حاشیة الطحطاوی علی الدرّالمختار ۱/۸۱

۳- حاشیة الطحطاوی علی الدرّالمختار ۱/۸۳

۴- حاشیة الطحطاوی علی الدرّالمختار ۱/۸۵

marfat.com

اقول

الحصر واضح فانه لم يكن الامن علّة وبرؤها لا يجعلها لم تكن۔

33– قوله

لانه ربما حصلت الشهوة الخ۔[1]

اقول

اقول كذا ذكره الزاهدى على ما فى حفظى والله تعالىٰ اعلم۔

34– قوله

ولم يذكرهذاالمعنىٰ الخ۔[2]

اقول

الى ان المراد نفى الوجوب دون النهى۔

35– قوله

والشلبى وغيرها الخ۔[3]

اقول

لكنه فى الفتح بلفظ لا يجب۔

36– قوله

اى في فخذه او ثوبه كذا في البحر۔[4]

۱– حاشية الطحطاوى على الدرّالمختار۱/۸۷

۲– حاشية الطحطاوى على الدرّالمختار۱/۸۷

۳– حاشية الطحطاوى على الدرّالمختار۱/۸۷

۴– حاشية الطحطاوى على الدرّالمختار۱/۹۲

marfat.com

اقول

او فی احلیله کما فی المنیة والخانیة۔

37– قوله

فی کلام الشارح الخ۔[1]

اقول

لان المحذوف هو التذکر و فیه الغسل و ان علم انه مذی۔

38– قوله

ان فی مفهوم المستیقظ تفصیلا الخ۔[2]

اقول

ای مفهومه المخالف و هو السکران و المغمٰی علیه تفصیلا فیجب فی المنی دون المذی بخلاف المستیقظ حیث یجب علیه بهما۔

39–قوله

و هو ایضا متعلق بکلام۔[3]

اقول

ای مثل قوله الا اذا علم کما تقدم۔

40– قوله

و لم یذکر ما اذا کان الخلاف الخ۔[4]

۱- حاشیة الطحطاوی علی الدرّالمختار ۱/۹۲

۲- حاشیة الطحطاوی علی الدرّالمختار ۱/۹۲

۳- حاشیة الطحطاوی علی الدرّالمختار ۱/۹۲

۴- حاشیة الطحطاوی علی الدرّالمختار ۱/۱۰۳

marfat.com

اقول

اقول قسم الى مبائن و اراد فى جميع الاوصاف و موافق و مماثل الى جميعها فبقى الموافق بمعنى ما يوافق فى بعضها و هو يشمل الوصف او الوصفين و لم يفصل بينهما كما فعل الزيلعى و متابعوه لا تحاد الحكم و هو حصول الغلبة بتغيير احد الاوصاف فلم يعد شيئا و هو من لطائف اعجازه رحمه الله تعالى۔

41–قوله

و ذٰلك نصف ذراع و سدس ثمن۔[1]

اقول

ثم ظهر ان هٰهنا سقطا و اصل العبارة مثل ان يقول و ذٰلك نصف ذراع و نصف ثمن ذراع و ثلثة سبعة و سبعون ذراعا و ستمائة و احد و خمسون جزءًا من الف و مائتين و خمسين جزءا من ذراع و ذٰلك نصف ذراع و سدس ثمن ذراع۔

42–قوله

و الشارح جرى على ما نصه محمد۔[2]

اقول

بل الظاهر انه جرٰى على الفرق بالقطعية و الظنية و كل مجتهد فيه لا قطع به و الله اعلم۔

43–قوله

كما في البحر والذى يظهر ان ذٰلك لكونهما۔[3]

۱- حاشية الطحطاوى على الدرّالمختار ۱/ ۱۰۸

۲- حاشية الطحطاوى على الدرّالمختار ۱/ ۱۱۱

۳- حاشية الطحطاوى على الدرّالمختار ۱/ ۱۱۹

marfat.com

اقول

اقول بل لان الماء لا يحمل الخبث اذا بلغ القلتين عند الشافعية و مطلقا عند الظاهرية۔

44–قوله

و قتها عند الضرب كما فى نور الايضاح الخ۔[1]

اقول

ياتى الكلام فيما اذا نوى بعد الضرب عند قوله ضربتين۔

45–قوله

لا وجه للتفريع الخ۔[2]

اقول

ليس تفريعا بل تعليل لتعميم النفى المستفاد من قوله فى محالها فان الذى تجوزح انما هو بتراب عليها لا بهما كذا فى الفتح و البحر۔

46– قوله

يضرب ثلاثا للوجه الخ قد مرعند قوله بضربتين و لو من غيره ما يخالفه۔[3]

اقول

و لعل الوجه فيه ان الغير اذا يمم فالعادة انه يمسح كلا من يديه بكلتا يديه فاذا مسح اليمنى بالضربة الثانية فكان صار التراب مستعملا فيحتاج لليسرى

۱- حاشية الطحطاوى على الدرّالمختار۱/۱۲۴

۲- حاشية الطحطاوى على الدرّالمختار۱/ ۱۲۸

۳- حاشية الطحطاوى على الدرّالمختار۱/ ۱۲۸

marfat.com

الٰی ضربة ثالثة و هو الفرق بین المتیمم و المیمم فافهم و اللّٰه تعالٰی اعلم۔

47– قوله

و یفعلها و صورها بعض۔[1]

اقول

ثم یتوضا یصلی الفرض فی وقت الظهر۔

48– قوله

ان عدم صحة الصلٰوة به متفق علیه۔[2]

اقول

عند ابی یوسف یصح و تجوز الصلٰوة به عنده کما صرح به فی البحر۔

49–قوله

و فیه انه حیث کان المشترك الخ۔[3]

اقول

فیه ان الحکم لعله مبنی علی الدلیل الثالث من عدم جریان المسامحة من المیت فلا یجری فی المباح۔

50– قوله

لان التراب لا یوصف الخ۔[4]

۱– حاشیة الطحطاوی علی الدرّالمختار ۱/۱۲۹

۲– حاشیة الطحطاوی علی الدرّالمختار ۱/۱۳۰

۳– حاشیة الطحطاوی علی الدرّالمختار ۱/۱۳۳

۴– حاشیة الطحطاوی علی الدرّالمختار ۱/۱۳۳

marfat.com

اقول

التراب لا يوصف بالاستعمال و نازعه الشامی مستندا للنهر و الحلية و الغنية و قرر ان ما علق بيده و مسح به يصير مستعملا لا المحل الذی تيممه۔ حققنا بتوفيق اللّٰه تعالٰی ان الصواب هو الاطلاق راجع فتاوٰنا۔

51–قوله

لا محدثا سواء كان ذٰلك الخ۔[1]

اقول:

بحدث اصغر و ان كان كل جنب محدثا و به يجاب عن النظر الآتی۔

52–قوله

هل يعد قادرًا الخ۔[2]

اقول

قال الامام لا و قالا نعم و فی رد المحتار فی صلٰوة المريض ما يقيدان هٰذا القول من الامام غير مطرد عنده بل مخصوص ببعض المواضع۔

53– قوله

خمس عشرة درجة الخ۔[3]

اقول

ای مع سيرة[4] الشمس فی ساعة بسيرها الوسط و هو ب[5]ته مط لح لب لح۔

- حاشية الطحطاوی علی الدرّالمختار ۱/۱۳۴

۱- حاشية الطحطاوی علی الدرّالمختار ۱/۱۳۵

۲- حاشية الطحطاوی علی الدرّالمختار ۱/۱۳۶

۴- تيرة (مخطوطة)

۵- ب (مخطوطة)

marfat.com

54–قوله

هل الامر لا بن سبع و هل الوجوب بالمعنى۔[1]

اقول

استظهرش ان نعم بد ليل الامر اى و لا صارف استظهرش الاول لظنية الحديث۔

55–قوله

الوقت المكروه فى الظهر الخ۔[2]

اقول

سياتى صفحة ۱۷۹ عن البحر ان وقت الظهر لا كراهة فيه و هو الاوجه كما حققت علٰى هامش رد المحتار۔

56–قوله

فان نص صاحب الملتقٰى و القهستانى بالكراهة۔[3]

اقول

اى ملتقى الابحر و هو المتن الجامع للمتون الاربعة المعتمد عليها صنفه الامام العلامة ابراهيم بن محمد الحلبى صاحب شرحى المنية الكبير و الصغير۔

57–قوله

فلا باس ان الاولٰى عدمه۔[4]

۱- حاشية الطحطاوى على الدرّالمختار۱/۱۶۹

۲- حاشية الطحطاوى على الدرّالمختار۱۷۷

۳- حاشية الطحطاوى على الدرّالمختار۱۸۵

۴- حاشية الطحطاوى على الدرّالمختار۱/۱۸۸

marfat.com

اقول

ليس كذلك بل هو الافضل كما فى رد المحتار عن خزائن الاسرار عن اما لى الامام قاضى خان فلا باس لنفى الباس المتوهم بل سيأتى نقله للمحشى عن البحر۔

58– قوله

يقيم قعدا الى قيام الامام الخ۔[1]

اقول

و يكره انتظاره قائما هنديه فليحفظ۔

59–قوله

قلت و هٰذه صورته۔[2]

اقول

قد يقال ليس كما فهمه بل المراد بالخط المار بالكعبة المار بها من جنبيها يمينا و يسارا و بالقائمتين الزاويتين الحاذتين عن جنبى الخط الخارج من جبين المصلى حين تلاقيه للخط المار بالكعبة و هٰذه صورته

هٰذا على ما فهم العلامة الشامى و حمل هٰذا التصوير من الدرر على بيان المساقة تحقيقا كما ذكرنا على هامشه و الاقرب بل الاصوب عندى ان كليهما

۱– حاشية الطحطاوى على الدرّالمختار ۱/ ۱۷۹

۲– حاشية الطحطاوى على الدرّالمختار ۱/ ۱۹۷

marfat.com

لبيان التوجه التقريبى و ان المراد بالجبين معناه الحقيقى و هو طرف الجبهة و هما جبينان كما فى القاموس و رد المحتار ايضا فاذن تكون صورة هى التى ذكر العلامة ط كما قررنا۔

60–قوله

يلتقيان الى الدماغ۔[1]

اقول

صوابه كما فى الدرر۔

61– قوله

و انظر هل يقال فيه ما يقال فى التحريمة الخ۔[2]

اقول

اقول رحمك الله نهلت عن المسائل الاثنى عشرية و قد نص فى الحلية عن البدائع ان القعدة الاخيرة يشترط لها ما يشترط لسائر الاركان۔

62– قوله

كما ياتى قريبا الخ۔[3]

اقول

الآتى ايضاً غير مستند الى نقل و الذى حقق الشامى هو استنان المتابعة فى السنة و هو الاقرب نعم صرح فى الاركان الاربعة بوجوب المتابعة فى كل مشروع۔

۱– حاشية الطحطاوى على الدرّالمختار۱/۱۹۷

۲– حاشية الطحطاوى على الدرّالمختار۱/۲۰۳

۳– حاشية الطحطاوى على الدرّالمختار۱/۲۰۳

marfat.com

63–قوله

فهی و اجبة مطلقًا الخ۔[1]

اقول

اقول بل تجب انما الواجب عدم التاخير بمعنى ان لا يقع فعله بعد فراغ الامام عن ذٰلك الفعل اما القرأن فسنة كما حققه الشامی۔

64–قوله

فالظاهر موافقة الاول فی الاعادة۔[2]

اقول

اقول كيف هٰذا مع ان فی الغنية بعده و لو خافت بأية او اكثر يتمها جهرا ولا يعيد كما فی رد المحتار۔

65–قوله

كما صرح به العضدی فی رسالة المسماة الخ۔[3]

اقول

الظاهر انه السندی بالنون قال ش قال كثير من المشائخ ان كان عادته مراعاة موضع الخلاف جاز و الا فلا ذكره السندی رحمه اللّٰه۔

66–قوله

ای و قبل الصلوة۔[4]

۱- حاشية الطحطاوی على الدرّالمختار ۱/۲۱۱

۲- حاشية الطحطاوی على الدرّالمختار ۱/۲۳۴

۳- حاشية الطحطاوی على الدرّالمختار ۱/۲۳۹

۴- حاشية الطحطاوی على الدرّالمختار ۱/۲۴۹

marfat.com

اقول

اقول هٰذه العنایة بعیدة الغایة و قد قال فی المجتبٰی و البحر الهندیة مثل ما فی المتن و نص البحر قید المعذور فی المجتبی بان یقارن الوضوء الحدیث او یطرؤ علیه للاحتراز علی اذا توضا علی الانقطاع و صلی کذلك فانه یصح الاقتداء لا نه فی حکم الطاهر اهـ[1]

ولفظ الهندیة لا یصلی الطاهر خلف من به سلسل البول انه اذا قارن الوضوء الحدث اوطرؤ علیه هٰکذا فی الزاهدی۔[2]

و معلوم نصا ان من توضا علی الانقطاع ثم عاده فی الوقت فان و ضوئه وضوء معذور سواء عاد قبل الصلٰوة او بعدها حتی لا ینتقض به و ینتقض بخروج الوقت کما نصوا علیه جمیعا فمن توضا علی الانقطاع و صلی علیه ثم عاده فی الوقت یستحیل ان تکون صلٰوته صلاة کامله۔[3]

لا نها لا تتادّٰی[4] بوضوء عذر فکیف یصح اقتداء الصحیح به الا تراٰی ان طهارة الصحیح طهارة مطلقة و طهارة من توضا علی الانقطاع ثم عاده فی الوقت و لو بعد الصلٰوة طهارة مؤقتة حیث تبطل بخروج الوقت فکیف یصح بناء القویّ علی الضعیف و لا یغرنك انه اذا توضا علی الانقطاع و صلی علیه نعلم قطعنا انه صلی بطهارة سالمة عن المنافی فینبغی صحة اقتداء الصحیح به لما علمت انه دون سالمة[5] ولانها مؤقتة[6] فهی طهارة ضعیفة لا جل التاقت و ایضا لا نسلم

۱- البحر الرائق شرح کنزالدقائق ۱/۳۶۰

۲- فتاوٰی هندیه ۱/۸۴

۳- لیس لفظ "کاملة" فی مخطوطة

۴- انها دون سلمت (مخطوطة)

۵- تتاعوی (مخطوطة)

۶- معتاضا (مخطوطة)

marfat.com

عدم المنافي فان الانقطاع الناقص كالطهر المتخلل[1] لا يمنع اتصال الدم بل هو دم متوال[2] كما في الحائض كما نص عليه في البحر عن السراج الوهاج فكما ان الحائض لا صلٰوة لها في الطهر الناقص كذٰلك المعذور لا امامة له في الانقطاع الناقص و هو مفاد اطلاق المتون و الشروح منع اقتداء صحيح بمعذور نعم ان توضا على الانقطاع و دام الٰى خروج الوقت كان و ضوئه هٰذا كو ضوء الاصحاء و ان لم يخرج هو من العذر ان عاده في الوقت الثاني و لذا لا يبطل بخروج الوقت و يبطل بالسيلان بعده كما نصوا عليه قاطبة[3] فان قلنا بجواز الاقتداء بمن شانه هٰذا لا يتجه[4] لان وضوئه لما كان وضوء المعذور[5] فكذا صلٰوته هٰذا ما ظهر للعبد الضعيف فليحرر فان المحشي رحمة اللّٰه تعالٰى لم يستند لنقل و قضية الدلائل ما ترٰى و اللّٰه تعالٰى اعلم ثم رايت في حواشيه علٰى مراقي الفلاح (لا يصح اقتداء غيره به) اى اذا توضا مع العذر او طرا عليه بعده اما اذا توضا و صلى خاليا عنه كان في حكم الصحيح- و قد تبع فيه السيد الازهرى فاللفظ لفظ غير انه قال كان في حكم الطاهر و هٰذا صحيح و ان كان يوهم ظاهر قولهما خاليا عنه ما وقع هٰهنا و ذٰلك لا نهما اطلق في الطريان بعده فشمل ما لذا طرا بعد الصلٰوة و ان كان يجب تقييده بحصوله في الوقت و قولهما خاليا عنه لا يكون خاليا الا ان لا يعود في الوقت لما علمت و قد افاد الصواب الصحيح قولهما كان في حكم الصحيح فلا يكون في حكمه قط اذا عاد في الوقت و الظاهر انه شبه رحمه اللّٰه تعالٰى بقول الماتن توضا على الانقطاع و صلى كذٰلك فحسب ان به كفاية و ليس كذلك فان المراد للانقطاع المعتبر و هو تام مستوعب و قتا كاملا

١- متخلص (مخطوطة)

٢- متدل (مخطوطة)

٣- فالحة (مخطوطة)

٤- لا تحبه (مخطوطة)

٥- وضوء العضو (مخطوطة)

marfat.com

و لا يراد هنا لان به يخرج عن العذر و الكلام فى قدرة المعذور و ناقص و هو المستمر الى خروج الوقت لا يخرج به عن العذر لكن الوضوء فيه[1] فيه كوضوء صحيح حتّى لا ينتقض بخروج الوقت فيه المراد هٰهنا لا نه ضعيف فى الوقت هنيئة ثم يعود فانه ليس من الانقطاع فى شيء ثم قد علمت ان المتون و الشروح و الفتاوٰى قاطبة على اطلاق المنع و انما ابدى هذا التقييد الزاهدى و ليس فى كلامه على ما نقل فى الهندية الا التقييد بالقرون او الطيران و قد ارسله ارسالا فشمل الطرد و بعد الصلوة و المصنف رحمة الله تعالٰى عليه لتعود بادخال مسائل الزاهدى فى المتن و انما المتن لظاهر المذهب و الله تعالٰى اعلم۔

67–قوله

منفردا فاسدة على الظاهر الخ۔[2]

اقول

اقول اى اذا امكنه الاقتداء و الافلا تكلف نفس الاوسعها و معلوم ان لا حد لا جتهاده بل امربه دائما فهٰذا الحكم مستفاد من قول الشارح لا تصح صلاته ان امكنه الاقتداء۔

68–قوله

و القاضى ابو القاسم۔[3]

اقول

الذى فى البزازية و هنا ايضاً فى الهندية ابو عاصم۔

۱- اوفيه (مخطوطة)

۲- حاشية الطحطاوى على الدرّالمختار ۱/۲۵۱

۳- حاشية الطحطاوى على الدرّالمختار ۱/۲۶۷

marfat.com

69-قوله

مخالف لما فی البحر۔[1]

اقول

لیس مراده ما فهم السیّد العلامة الشامی فانهما تکلّما فی الوضع علی کتفین و لا شك انه ارسل جانبیه کره مطلقا سواء کان موضوعا علی کتفیه او احد هما و انما کلام الشارح فی جانب الثوب فاذا ارسلهما کره و ان ارسل احدهما من الکتفین و الآخر معطوف علی الکتف الآخر لم یکره فاین هٰذا مما فهما رحمهما اللّٰه تعالٰی ورحمنا بهما۔ آمین۔

70-قوله

فی قنوته سقط عنه الواجب الخ۔[2]

اقول

اقول لا کلام فی سقوط الواجب انما الکلام فی انه ما ذا ینبغی له ان یفعل هل القنوت المختار فی مذهبه تبعا لمذهبه ام قنوت الامام بالنظر الٰی متابعته و جوابه ما قرر الشیخ عبد الحی الشرنبلانی رحمه اللّٰه تعالٰی۔

71- اقوله

و قد یقال ان طول القیام۔[3]

اقول

اقول القعود بعده اشد منه فی عدم المشروعیة فانه غیر مشروع اصلا و

۱- حاشیة الطحطاوی علی الدرّالمختار ۱/۲۷۰

۲- حاشیة الطحطاوی علی الدرّالمختار ۱/۲۸۱

۳- حاشیة الطحطاوی علی الدرّالمختار ۱/۲۸۱

marfat.com

وصفا بخلاف طول القيام۔

72–قوله

فقط و الذی یظهرلی۔[1]

اقول

فیه ما فیه کما یظهر للرجوع الٰی کتب الحدیث و سیأتی فی أخر هٰذه القولة و کانه اراده المواظبة کما سیأتی۔

73–قوله

و قال بعض الفضلاء۔[2]

اقول

اراد العلامة ابراهیم الحلبی و العلامة الشر نبلانی فانهما قالاه فی الغنیة و المراقی۔

74–قوله

فی نور الایضاح۔[3]

اقول

و مثله فی الخلاصة و غیرها۔

75–قوله

و ان نص لزمه اتفاقا۔[4]

۱- حاشیة الطحطاوی علی الدرّالمختار ۱/۲۸۳

۲- حاشیة الطحطاوی علی الدرّالمختار ۱/۲۸۳

۳- حاشیة الطحطاوی علی الدرّالمختار ۱/۲۸۳

۴- حاشیة الطحطاوی علی الدرّالمختار ۱/۲۹۳

marfat.com

اقول

لا يجب القيام فى النفل المنذور ما لم ينص قلت و المسالة فيها الخلاف۔

76–قوله

و صلوة القوم فاسدة۔[1]

اقول

لان بين كل دابة و دابة فصلا يمنع الاقتداء۔

77–قوله

فان المخالفة فيه۔[2]

اقول

اقول ليس هٰذا مخالفة فى التشهد بل بالتشهد فى السلام بل فى الخروج بصنعه قائما يصح هٰذا القول من الدرر علٰى قول من لا يقول بافتراضه و اللّٰه تعالٰى اعلم۔

78–قوله

لكن تعليل الشرح يعم المفرد۔[3]

اقول

اعتراض على الشارح حيث علل بما يعم المفرد ثم فرع بخلافه و قد اجاب عنه رد المحتار بوجه حسن۔

۱- حاشية الطحطاوى على الدرّالمختار ۱/۲۹۳

۲- حاشية الطحطاوى على الدرّالمختار ۱/۲۸۴

۳- حاشية الطحطاوى على الدرّالمختار ۱/۲۹۷

marfat.com

79–قوله

لانه ليس بتبع للتراويح۔[1]

اقول

اجاب عنه ش بانه و ان كان اصلا مجماعة تبع۔

80–قوله

و لا للعشاء عند الامام۔[2]

اقول

هٰذا قد يوهم جواز الوتر بجماعة و لولم يصل الفرض بها و هو خلاف المنصوص عليه فی شرح النقاية و النغنية و غيرهما و تمام تحقيق المساله فی فتاوٰنا۔

81–قوله

متعلق بالاخير فقط انتهٰی حلبی۔[3]

اقول

قلت و ان علق بالدرس و الوعظ و الحاجة جميعا سقطت الابحاث الموردة۔

82–قوله

و فی المختصر البحر۔[4]

اقول

ليس هو البحر الرائق فانه نقل عنه الامام الزيلعی المقدم بكثير علٰی

۱- حاشية الطحطاوی علی الدرّالمختار ۱/۲۹۷

۲- حاشية الطحطاوی علی الدرّالمختار ۱/۲۹۷

۳- حاشية الطحطاوی علی الدرّالمختار ۱/۲۹۹

۴- حاشية الطحطاوی علی الدرّالمختار ۱/۳۲۲

marfat.com

صاحب البحر۔

83–قوله

و يلزم عليه ان مسافة السفر۔[1]

اقول

لقد احسن الجواب عن العلامة الشامی فراجعه۔

84–قوله

ان نهارها اطول من ليلها۔[2]

اقول

كلما كان النهار اطول فی الصيف[3] كان اقصر بقدره فی الشتاء لا بد من ذٰلك فی كل موضع و اقتصارهم فی الاوقات علی ذكر انهار الا طول فی حق العشاء حيث يطلع الفجر قبل غروب الشفق اما انهار الاقصر فلا بد فيه زوال و بلوغ مثل و مثلين و ان كان النهار قصرا حدا كما لا يخفٰی۔

85–قوله

افاده الشيخ زين۔[4]

اقول

هو ماخوذ من البدائع۔

۱- حاشية الطحطاوی علی الدرّالمختار ۱/۳۳۱

۲- حاشية الطحطاوی علی الدرّالمختار ۱/۳۳۱

۳- الضعيف (مخطوطة)

۴- حاشية الطحطاوی علی الدرّالمختار ۱/۳۳۱

marfat.com

86-قوله

بحث فيه بان العلة فى القصر۔[1]

اقول

الباحث الامام ابن الهمام۔

87-قوله

و هو بحث قوى۔[2]

اقول

و باللّٰه التوفيق يظهر للفقير الضعيف ان البحث ليس بشيء و الدليل تام فان الشارع تبارك و تعالٰى انما رخص بالقصر و الفطر لعلة المشقة و اعتبر المشقة سير ثلاثة ايام بلياليها فعلة الرخصة حقيقة بعد استكمال سير هٰذه المدة اذبه تحقيق المشقة الجالبة للرحمة الالٰهية الموجبة للتخفيف و لا مشقة فى مجرد مفارقة البيوت و بهٰذه النية و لٰكن الرخصة للتجفيف حال اقبال المشقة لا بعد اكمالها فان من امرته بحمل اثقال فى الحضرثم امرته بالسفر فاردت التخفيف عنه فانما يكون هٰذا بان تضع عنه بعض الاثقال حين اخذه فى السفر لا ان تضعها بعد ما اتمه فلذٰلك يثبت الحكم بمجرد المفارقة بهٰذا القصد ثم اذا لم يبلغ مدة اعتبرها الشارع للمشقة و اراد الرجوع تبين ان لم يكن هناك مشقة مرخصة فعادت عليه الاثقال التى كانت وضعت عنه لمظنة المشقة هٰذا ما ظهر لى و اللّٰه تعالٰى اعلم۔

88-قوله

لان البركة تنزل على المتقدم۔[3]

۱- حاشية الطحطاوى على الدرّالمختار۱/۳۳۲

۲- حاشية الطحطاوى على الدرّالمختار۱/۳۳۲

۳- حاشية الطحطاوى على الدرّالمختار۱/۳۴۹

marfat.com

اقول

على الامام اولا ثم من بحذائه من الصف المتقدم ثم من عن يمينه منه ثم من عن يساره منه فاذا تم الصف الاول نزلت على من بعده بالترتيب المذكور فيتقدم الوسط ثم اليمين ثم اليسار و هكذا الى أخر الصفوف۔

89–قوله

و ذكرانه ما بدئ بشيء۔[1]

اقول

قلت و ورد حديثا۔

90–قوله

ان الكراهة تنزيهية۔[2]

اقول

قلت قد يطلق الجواز على ما يقابل الواجب۔[3]
فيشمل المكروه تحريما و ههنا الامر كك۔

91–قوله

فيكره ان يجتمع جمعهم الى جمع المسلمين۔[4]

۱- حاشية الطحطاوى على الدرّالمختارا/۳۴۹
۲- حاشية الطحطاوى على الدرّالمختارا/۳۵۵
۳- الفاسين (مخطوطة)
۴- حاشية الطحطاوى على الدرّالمختارا/۳۶۰

marfat.com

اقول

هٰذا فی غیر حاجة او مصلحة و الا فقد صرحوا بجواز عبادة الذمی بالاجماع بل یجوز للمسلم دخول دار الحرب للتجارة۔

92–قوله

ذکرہ القرطبی فی تذکرته۔[1]

اقول

قلت و فی الفاظه ما یلوح علیه آثار کیت و ذیت۔

93–قوله

و عنده للنهی و من هٰذا یعلم۔[2]

اقول

ای علیه او الیه بلا حلل اذا کان فی موقع النظر لمن یصلی صلٰوة الخاشعین و کذا جنبه ایضا اذا کان هناك قبر تحته او تجانبه اما اذا خلا عن کل ذٰلك و صلی بجنب قبر فلا باس و لم یرونهی عنه و ان فعل ذٰلك بقبر صالح رجاء ان تعود ببرکته الیه کان حسنا کما حققناه فی فتاوٰنا و اللّٰه تعالٰی اعلم۔

94–قوله

و هو ظاهر العدالة۔[3]

۱- حاشیة الطحطاوی علی الدرّالمختار ۱/۳۸۳

۲- حاشیة الطحطاوی علی الدرّالمختار ۱/۳۸۳

۳- حاشیة الطحطاوی علی الدرّالمختار ۱/۴۴۶

marfat.com

اقول

ای عدالة ظاهرة معلومة کما هو المذهب لان من[1] لبسته و صورته لا یرای فیهما مخالفة للشرع فان هٰذا شان المستور۔

95–قوله

علی من یماثلها۔[2]

اقول

لعله سقط بعد من لفظة لا او قبله لفظه غیر۔

96–قوله

او الدخان۔[3]

اقول

او النجار او الندی او النصاب۔

97–قوله

ای لا قاضی و لا والی (هندیه)۔[4]

اقول

قلت و یشمل العالم فان العلماء ولاة حیث لا ولاة یجب علی المسلمین الرجوع الیهم و طاعة امرهم کمثل الولاة فان کثر فان من فیهم اعلم کان هو الوالی و الا اقترعوا نص علی کل ذٰلك فی الحدیقة الندیة۔

۱- لیس "من" فی مخطوطة

۲- حاشیة الطحطاوی علی الدرّالمختار ۱/۴۴۶

۳- حاشیة الطحطاوی علی الدرّالمختار ۱/۴۴۶

۴- حاشیة الطحطاوی علی الدرّالمختار ۱/۴۴۶

marfat.com

98-قوله

بلا باس للناس۔[1]

اقول

و ھٰکذا فی الخانیة و الخلاصة و الفتح و جواھر الاخلاطی و غیرھا۔

99-قوله

بذٰلك اھ حلبی۔[2]

اقول

اقول بل معناہ انه ینصب نائبا عنه ثم یشھد ھو بنفسه عند نائبه۔

100-قوله

فی الفطر بسبب۔[3]

اقول

ای اصباحھم مفطرین اول رمضان۔

101-قوله

وشھدوا عند قاضی۔[4]

اقول

بھلال رمضان۔

۱- حاشیة الطحطاوی علی الدرّالمختار ۱/ ۴۴۷

۲- حاشیة الطحطاوی علی الدرّالمختار ۱/ ۴۴۷

۳- حاشیة الطحطاوی علی الدرّالمختار ۱/ ۴۴۷

۴- حاشیة الطحطاوی علی الدرّالمختار ۱/ ۴۴۷

marfat.com

102–قوله

فصاموا و تبعهم۔[1]

اقول

كما حكم الشرع ان من راى هلال رمضان صام و ان رد قوله۔

103–قوله

جمع كثير على الصوم۔[2]

اقول

و اساء وا ان لم يكونوا راوا بانفسهم۔

104–قوله

و امر هو الناس۔[3]

اقول

اى القاضى و قد اصاب عملا بظاهر الرواية۔

105–قوله

او الفطر و اهل المشرق۔[4]

اقول

عمم ههنا هلال الفطر و قال في الطريق الموجب او يستفيض الخبرفافاد

۱- حاشية الطحطاوى على الدرّالمختار۱/ ۴۴۷

۲- حاشية الطحطاوى على الدرّالمختار۱/ ۴۴۷

۳- حاشية الطحطاوى على الدرّالمختار۱/ ۴۴۷

۴- حاشية الطحطاوى على الدرّالمختار۱/ ۴۴۹

marfat.com

ان هلال الفطر ايجا يثبت بالاستفاضة قلت فكذا سائر الاهلة و اللّٰه تعالٰی اعلم۔

106–قوله

فی شرح الملتقٰی۔[1]

اقول

لعله ارادبه سکب الانهر[2] کما نص علیه فی حواشیه علی مراقی الفلاح۔

107–قوله

بالعباس بن مراداس۔[3]

اقول

اللّٰهم اغفر۔ هٰذا سبق قلم فان العباس رضی اللّٰه تعالٰی عنه صحابی و لم یذکر فیه احد ما نقله عن الحفاظ[4] و انما قول بن حبان فی ابنه کنانة و مع ذلك اختلف قوله فیه فذکره فی الضعفاء و قال هٰذا و اورده فی الثقات فهو ثقة کما نبه علیه الحافظ بن حجر۔

108–قوله

و ایضا ورد فی الحدیث۔[5]

اقول

ای ففی هٰذا الحدیث ما یدل علی الفضل العظیم للمسجد الکریم فکما ان الحدیث الذی اورده الشارح رحمه اللّٰه تعالٰی۔

۱- حاشیة الطحطاوی علی الدرّالمختار ۱/۴۵۰

۲- سلب الانهر (مخطوطة)

۳- حاشیة الطحطاوی علی الدرّالمختار ۱/۵۵۹

۴- الحفاض (مخطوطه)

۵- حاشیة الطحطاوی علی الدرّالمختار ۱/۲۶۲

marfat.com

الجزء الثانی

109–قوله

قولین مصححین۔[1]

اقول

بل ثمه ثالثها التفصیل المار عن قاضی خان الذی قال فیه فی الفتح نقل عنه فی رد المحتار ان الحق هٰذا التفصیل الخ قلت و یصلح ان یکون توفیقا۔

110–قوله

لا یفید الملك۔[2]

اقول

فی ش بکل لفظ یفید الخ و هو الصواب۔

111–قوله

بل موقوفا علی اجازتها۔[3]

اقول

هٰذه زلة نبهنا علیها علی هامش ردالمحتار صفحة ۴۴۹فلیتنبه۔

112–قوله

لا بدلها من نهی۔[4]

۱- حاشیة الطحطاوی علی الدرّالمختار ۲/۸

۲- حاشیة الطحطاوی علی الدرّالمختار ۲/۹

۳- حاشیة الطحطاوی علی الدرّالمختار ۲/۱۲

۴- حاشیة الطحطاوی علی الدرّالمختار ۲/۲۱

marfat.com

اقول

اقول و كذٰلك التنزيه ايضا لا بدلها من نهى خاص و الا لا يكون الاختلاف الاولٰى كما حققه المحقق فى الفتح و اللّٰه اعلم۔

113–قوله

هل المحكم مثله يحرر۔[1]

اقول

قلنا قد صرحوا ان الحكم كالقاضى الا فى القودو الحدود۔

114–قوله

فى الشرح فتامل۔[2]

اقول

قد حقق العبد الضعيف فى فتاوٰه ان كل هٰذا لا طائل تحته و ان الصحيح الواجب التعويل هو عدم الجواز فيكون النكاح نكاح[3] الفضولى۔

115–قوله

عن المهر۔[4]

اقول

اى لغرض فوقه سقط هذا او معناه من هنا۔

۱– حاشية الطحطاوى على الدرّالمختار ۲/۲۴

۲– حاشية الطحطاوى على الدرّالمختار ۲/۳۰

۳– "نظاهر" فى مخطوطة

۴– حاشية الطحطاوى على الدرّالمختار ۲/۳۰

marfat.com

116-قوله

لا يجوز ان يزوجها۔[1]

اقول

فلا ينعقد النكاح كما فى الهداية۔

117-قوله

اى غير الاب و الجدّ۔[2]

اقول

فلو انكح غير الاب و الجد الصغيرة او هما و هما سكرانان او معروفا بسوء الاختيار و الزوج بشيء العسرة فعلى هٰذه ينبغى ان لا يصلح النكاح اصلا قلت و لكن صرحوا ان الزوج ان صار غير كفو بعد النكاح لا يرتفع و لا يحصل لا حد خيار الفسخ فينبغى ان يكون الزوج معروفا بسوء العسرة من قبل كما قالوا فى سوء اختيار الاب فافهم۔[3]

118-قوله

و يثبت النسب و عليها العدة۔[4]

اقول

اقول سيجيء فى أخر باب ثبوت النسب ان نكاح الكافر مسلمة باطل لا فاسد فلا يثبت النسب و لا تجب العدة۔

۱- حاشية الطحطاوى على الدرّالمختار ۳۴/۲

۲- حاشية الطحطاوى على الدرّالمختار ۳۴/۲

۳- سواء (مخطوطه)

۴- حاشية الطحطاوى على الدرّالمختار ۵۹/۲

marfat.com

119–قوله

و لا يوقف عليهما۔[1]

اقول

لئلا تختلف القافية ش عن ح۔

120–قوله

لما مرقاله الحلبی۔[2]

اقول

اقول هٰذه الحوالة من العلامة الطحطاوی غير مستحسنة فانه لم ينقل عن الحلبی فيما سبق ايضاً الا الحكم دون التعليل وهو ما نقل عن الشامی۔

121–قوله

لا لطلب المهر۔[3]

اقول

ای و لا لمشروط عادة كالخف و المكعب و ديباج اللفافة[4] ودراهم السكر علی ما هو عادة اهل السمرقند۔

122–قوله

الا اذا ضمن و لا رجوع۔[5]

۱- حاشية الطحطاوی علی الدرّالمختار ۲/۶۰

۲- حاشية الطحطاوی علی الدرّالمختار ۲/۶۱

۳- حاشية الطحطاوی علی الدرّالمختار ۲/۶۱

۴- النفاقة (مخطوطة)

۵- حاشية الطحطاوی علی الدرّالمختار ۲/۶۲

marfat.com

اقول

صرحوا بالنفقة لا تكون دينا الا بالتراضى او فرض القاضى و معلوم ان الكفالة لا تكون الا بدين و لذا نصوا على بطلان الكفالة بنفقة الزوجة كما فى باب الكفالة فلا بدمن حمل ما هُهنا على ما اذا كانت النفقة مفروضة بالقضاء او الرضا ء الا فلا يوخذ الاب قطعا لبطلان الكفالة ذكر هٰذا التوفيق العلامة الشامى فى باب النفقة فى مسئلة اخذ المراة كفيلا بالنفقة و اللّٰه تعالٰى اعلم۔

123–قوله

لان العادة جارية۔[1]

اقول

التعليل قاض بان وجه الافتاء على قول الامام الثانى انما هو ملاحظة العرف و العادة فيدور مع العرف حيث دار و المتعارف فى بلادنا الدخول قبل الاداء مطلقا فيجب ان لا يكون لها الامتناع اتفاقا لان المعروف كالمشروط و سيصرح بانه لو يشترط الدخول قبل الحلول و رضيت لم تملك الامتناع بالاتفاق فعيله فعول و اللّٰه اعلم۔

124–قوله

و ذٰلك اكرام له عليه الصلٰوة و السلام۔[2]

اقول

وتوضيحه ان هٰذا التخفيف مع ثباته على الكفر و موته عليه و استحقاقه بانتهاء علمه فى شان النبى صلّى اللّٰه عليه وسلم بتربيته من صغره و ملازمته فى

۱- حاشية الطحطاوى على الدرّالمختار ۲/۶۳

۲- حاشية الطحطاوى على الدرّالمختار ۲/۸۰

marfat.com

حضره و سفره و رؤيته لمعجزاته و غيره و استماعه لشرعه و ذكره زيادة عذاب على غيره اما يكون بازاء ما كان بحوط النبى صلّى اللّٰه عليه وسلم و ينصره او اكراما للنبى صلّى اللّٰه عليه وسلم فانه كان يحبه حبا طبعيا لما يرٰى منه التشمير عن ساعد الجد فى نصره و حماية و لان عم الرجل صنو ابيه لا سبيل الى الاول لما نطق به القرآن العزيز من ان اعمال الكفار هباء منثور و ما عملوا من طيبات فقدا ذهبوها فى حيوتهم الدنيا فتعين الثانى و لا شك ان اكرامه صلّى اللّٰه عليه وسلم فى ابويه ازيد منه فى عمه و حزنه باصابة المكروه و العياذ باللّٰه تعالٰى ايّاهما اشد من ايتمامه بما يصيب عمه فلو ثبتنا و استغفر اللّٰه على الكفر لوجب ان يكون عذابهما اخف من عذاب ابى طالب لا سيما و هما لم يدركا البعثة و لم يردا الدعوة بخلاف ابى طالب ولكن الحديث ارشد انه هو ادنٰهم عذابا فثبت انهما مسلمان و ليس عندنا فيه شك ان شاء اللّٰه تعالٰى و اللّٰه يهدى الٰى سبيل الصواب۔

125-قوله

ان يضيفه۔[1]

اقول

ضمير الفاعل للجندى و المفعول به للفاضل۔

126-قوله

لا يتوارثون لان الارث۔[2]

اقول

اى لا ترث الزوج الزوجة و لا بالعكس و اما الاولاد فيرثون من الابوين

۱- حاشية الطحطاوى على الدرّالمختار ۸۱/۲

۲- حاشية الطحطاوى على الدرّالمختار ۸۱/۲

marfat.com

لعدم اقتصاراتهم على و لادتهم من النكاح الصحيح لعدم كونه على خلاف القياس فحيثما ثبت النسب ثبت الارث و اذلا فلا و الا فلا ارث فى الباطل كولد مسلم من و ثنية لا يرث الاب۔

127–قوله

او المعتبر مدة الحرة۔[1]

اقول

و التشكيك فى هٰذا امر عجيب فانه لو اعتبر فى كل مدة ايلائها لزم تفضيل الاماء على الحرائر اذ يصيبها فى كل شهرين مرة و لا يزيد الابرضاها و لا يصيب الحرة الابعد مضى اربعة اشهر بل الزيادة هٰهنا هى النقيض[2] المطلوب و التنقيض هو الزيادة المنكرة و لذٰلك قدر الطحطاوى بيوم و ليلة من كل اربوع للحرائر و للاماء بيوم و ليلة من كل اسبوع وروى ان عمر رضى اللّٰه تعالٰى عنه بعث عسكرا و كان رضى اللّٰه تعالٰى عنه ينعس بالليالى فسمع امراة تنشد اشعارا فيها من الاشتياق الملهب[3] الى الجماع و التحرز من الزنا خوفا من اللّٰه و حفظا لناموس الزوج و كان قد طال فراق زوجها عنها فى جهاد فرجع امير المؤمنين الٰى بيته و سال بنته امير المؤمنين رضى اللّٰه تعالٰى عنه كم تبصر المراة من الرجل قالت اربعة اشهر و لا شك انه يعم من تحته الاماء فثبت ان لا معتبر الا مدة الحرة و اللّٰه تعالٰى اعلم ثم رايت العلامة الشامى ذكر البحث كما بحثت و للّٰه الحمد۔

128–قوله

فقيل ترك مضاجعتها۔[4]

۱- حاشية الطحطاوى على الدرّالمختار ۲/۸۸

۲- التنقيض (مخطوطة)

۳- الملهت (مخطوطة)

۴- حاشية الطحطاوى على الدرّالمحتار ۲/۹۱

marfat.com

اقول

و هو ظاهر الأية۔[1]

129–قوله

ترك جماعها۔[2]

اقول

و الأية تحملها۔

130–قوله

كلامها مع المضاجعة۔[3]

اقول

هٰذا بعيد من ظاهر لفظ واهجروهن فى المضاجع ظاهرا فلعله الاظهر دليلا و اللّٰه تعالٰى اعلم۔

131–قوله

ظاهره انه عند الامر به يكون و اجبا عليها۔[4]

اقول

و يأتى فى اوائل كتاب الجهاد من المحشى عن البحر انه لا يجب عليها

۱- و الّٰتى تخافون نشوزهن فعظوهن و اهجروهن فى المضاجع و اضربوهن۔ الآية۔
(النساء: 34)

۲- حاشية الطحطاوى على الدرّالمختار ۲/۹۱

۳- حاشية الطحطاوى على الدرّالمختار ۲/۹۱

۴- حاشية الطحطاوى على الدرّالمختار ۲/۹۱

marfat.com

امتثال او امره الافيما يرجع الى النكاح و عن الفتح ما هو نص فى وجوب الطاعة الا فيما فيه مخاطرة الروح فليحرر۔

132–قوله

و هى طاهرة۔[1]

اقول

قلت و ينبغى التقييد بالسلامة من مرض لا تطيق معها الجماع او يضرها فيه و من صغر كذلك و اللّٰه اعلم۔

133–قوله

اذا جائك كتابى فانت طالق۔[2]

اقول

فما لم يجئ الكتاب لا يقع كذا فى فتاوٰى قاضيخان و ان كتب اذا جاءك كتابى هٰذا فانت طالق فكتب بعد ذٰلك حوائج صح هٰكذا هو فى الهندية فلعل السيد المحشّى اختصر الكلام او فى نسخة الهندية سقطا۔

134–قوله

الاقرار بالطلاق كاذبا۔[3]

اقول

قد كان الفقير غفر اللّٰه له افتٰى به من قبل بناء على دلائل الاباحة و ذكرتها فى هوامش الدر المختار فالحمد للّٰه على موافقة المعقول للمنقول و لا حول و لا

۱- حاشية الطحطاوى على الدرّالمختار ۲/۹۱

۲- حاشية الطحطاوى على الدرّالمختار ۲/۱۱۱

۳- حاشية الطحطاوى على الدرّالمختار ۲/۱۱۳

marfat.com

قوة الا بالله العلى العظيم۔

135–قوله

برقبتك و هبتك۔[1]

اقول

صوابه برفقتك كما فى الهندية۔

136–قوله

و امك عفوت عنك۔[2]

اقول

اخاف ان يكون فى الدر المنتقٰى ذكر وجه كون قوله و هبتك لا هلك كناية بانه يحتمل الطلاق و يحتمل ان المعنى عفوت عنك لا جلهم فزلت قدم النظر و قد قال فى متن الدر المنتقٰى الملتقٰى و هبتك لا هلك فقال فى مجمع الانهر اى عفوت عنك لا جل اهلك او وهبتك لهم لا نى طلقتك۔

137–قوله

اظفرى بمرادك۔[3]

اقول

مثل ذٰلك الاحتمال فى هٰذا فلعله مذكور تحت قوله افلحى كما قدم الفاضل المحشى فى هٰذه الصفحة عن هذا البحر من انه يقع الطلاق فيها بالنية لانه بمعنى اذ هبى و يحتمل اظفرى بمرادك الخ نعم هو ظاهر حيث سالت المراة

۱- حاشية الطحطاوى على الدرّالمختار ۲/ ۱۳۸

۲- حاشية الطحطاوى على الدرّالمختار ۲/ ۱۳۸

۳- حاشية الطحطاوى على الدرّالمختار ۲/ ۱۳۸

marfat.com

طلاقها او قالت اريد ان تطلقنى فقال اظفرى بمرادك و ليراجع الدر المنتقٰى۔

138–قوله

فى سم الخياط لغو و كونه متصلا۔[1]

اقول

و يخطر ببالى ان لغوية تعليق التطليق بالمستحيل ظاهر كل ظهور اما ان علق به عدم الطلاق كان دخل الجمل فى سم الخياط فلست بطالق هل يقع لان مفهومه تعليق التطليق بالكائن فيكون تنجيزا ام لا لان الطلاق انما يقع باللفظ لا بمجرد النية و الفرض و لذا قالوا لو قال لا حاجة لى فيك لا يقع الطلاق نوٰى او لم ينو لا نه ليس من الفاظه فكذا هٰهنا التطليق مفهوم لا ملفوظ فليحرر و اللّٰه تعالٰى اعلم۔

139–قوله

و لو معها شىء غير ما يطبخ كفاكهة۔[2]

اقول

قلت و عرفنا اعم منهما فانها تعد زائرة و لو لم يكن معها شىء۔

140–قوله

او تطاول و اقعده فهو مريض۔[3]

اقول

قلت و لكن الشامي من الوصايا عند قوله و اعتمد في التجريد ما يعطي

۱- حاشية الطحطاوى على الدرّالمختار ۲/۱۵۰

۲- حاشية الطحطاوى على الدرّالمختار ۲/۱۵۱

۳- حاشية الطحطاوى على الدرّالمختار ۲/۱۶۵

marfat.com

خلاف هٰذه۔

141–قوله

او دلالة الحال علٰی ما مر۔[1]

اقول

اقول للفقير كلام فی الاكتفاء بدلالة الحال۔

142–قوله

اذا صار ماكولا زال ملك المبيح عنه۔[2]

اقول

اقول اراد به مستهلكا فشمل ما اباح به الماء ليتوضا به او يغتسل او يغسل الثياب و امثال ذٰلك۔

143–قوله

المراد بالاباحة التمليك۔[3]

اقول

كيف يراد بالاباحة التمليك مع انه قابلها بقوله و كذا اذا ملكه و كان الحامل للمولى المحشی الفاضل علٰی ذٰلك انه قال او لا اباحه دفعة و اخرا ملكه بدفعات فظن ان الفرق فی المسالتين انما هو بدفعة و دفعات و الا لكان تقييد الاول بدفعة و الأخر بدفعات باطلا و لٰكن ما احسن اشار اليه المولى المحقق الشامی فی الجواب عن هٰذه بانه من قبيل الاحتباك حيث صرح فی كل

۱- حاشية الطحطاوی علی الدرّالمختار ۲/ ۱۹۷

۲- حاشية الطحطاوی علی الدرّالمختار ۲/ ۲۰۱

۳- حاشية الطحطاوی علی الدرّالمختار ۲/ ۲۰۱

marfat.com

الموضعين بما سكت عنه فى الموضع الأخر الخ فالمراد فى كله الموضعين بدفعة او دفعات۔

144–قوله

و الشكاز و المسحور۔[1]

اقول

على صيغة المبالغة هو الذى اذ عانق المراة او لمسها او قبلها انزل قبل ان يدخل فى قبلها۔

145–قوله

فهو اعم من الاصطلاحى۔[2]

اقول

بل هو اخص من الاصطلاحى فان الاصطلاحى من لا يقدر على جماع فرج زوجته و ان قدر على جماع دبرها او جماع فروج سائر النساء او لا و اللغوى من لا يقدر على الجماع مطلقاً و لكنه اراد ان الماخوذ فى اللغوى عدم القدرة على جماع جميع النساء و فى الاصطلاحى[3] عدمها على جماع فرج امراته خاصة فكان بهذا المعنى اعم اى اشمل للفروع المنتفية القدرة على جماعها فافهم۔

146–قوله

اشد من جماع القبل۔[4]

۱- حاشية الطحطاوى على الدرّالمختار ۲/۲۰۹

۲- حاشية الطحطاوى على الدرّالمختار ۲/۲۰۹

۳- اللغوى (مخطوطة)

۴- حاشية الطحطاوى على الدرّالمختار ۲/۲۰۹

marfat.com

اقول

و لكنه لم يعلم ان القدرة على فرج الزوجة ربما منتفى بعقد السحر۔

147–قوله

و ظاهره و لو محكما۔[1]

اقول

لكن مخالف تصريح ما فى الخيرية من التحكيم الا انه لم يستند الى نقل سواء تصريحهم بالضابط الكلى و هو جواز التحكيم فى غير الحد و القود۔

148–قوله

هٰذا يرجع الى التجربة۔[2]

اقول

يعنى و قد ثبت الفرق بالتجربة۔

149–قوله

و الحق بها القهستانى كل عيب۔[3]

اقول

اقول هو نص الزيلعى فى التبيين حيث قال رحمه الله تعالى قال محمد ترد المراة اذا كان بالزوج عيب بحيث لا تطيق المقام معه لا نها تعذر عليها الوصول الى حقها بعيب[4] فيه فكان كالجب و العنة بخلاف ما اذا كان بها عيب لان الزوج

۱- حاشية الطحطاوى على الدرّالمختار ۲/۲۱۱
۲- حاشية الطحطاوى على الدرّالمختار ۲/۲۱۲
۳- حاشية الطحطاوى على الدرّالمختار ۲/۲۱۳
۴- معنى (مخطوطه)

marfat.com

قادر على دفع الضرر عن نفسه بالطلاق و يمكنه ان يستمتع بغيرها۔

150-قوله

لانها يناقض قوله بعد و لا حق۔[1]

اقول

لا يتناقض بعد ما يقرر ان قوله لا حق لولد عم[2] الخ انما هو فى حق المشتهاة اذا كان ابن العم غير مامون على ما سينقله من البحر فا فهم و اللّٰه تعالٰى اعلم۔

151-قوله

تقتضى عدم الدفع اليه۔[3]

اقول

اما اولاد الاعمام فانه يدفع اليهم الغلام و الصغير لا تدفع اليهم (كافى ملخصا) لا حق لغير المحرم فى حضانة الجارية و لا للعصبة الفاسق على الصغيرة (كفاية) كلها فى (الهندية) الانثٰى لا تدفع الا الٰى محرم (خيرية عن المنهاج للعقيلى و الخلاصة و التاتار خانية و غيره) لا حق لا بن العم فى حضانة الجارية (خانية) و هٰذا هو الذى يعطيه كلام العلامة (فى فتح القدير) و كذٰلك عدم الحكم (فى الهداية) من دون التفصيل بين المشتهاة و غيرها و المامون و غيره و ان كان ظاهر الفاظ دليله ناظرا الى التفصيل لتعليله بالتحرز عن الفتنة و معلوم ان لا امتنان الا بالمشتهاة و اللّٰه اعلم بالصواب۔

۱- حاشية الطحطاوى على الدرّالمختار ۲/۲۴۶

۲- و لا عم (مخطوطه)

۳- حاشية الطحطاوى على الدرّالمختار ۲/۲۴۶

marfat.com

152-قوله

و هو ابن سبع سنين۔[1]

اقول

و الصواب عشر سنين۔

153-قوله

لتعلقه بامه و ربما يمنعها او يمنعه۔[2]

اقول

و له وجه اقوٰی فان المراة نفقتها علٰی زوجها و العادة ثبوت يدها علی البيت و ما فيها و ربما يحملها شفقتها علٰی ان تطعم و لدها من مال زوجها و ان تحرجت و قل من يتحرج منهن عن امثال ذٰلك لا سيما فی الفواكه و المطعومات فان الزوج يتّهمها و يسیء الظن بها انها تطعم و لدها من اشيائه فيحمله ذٰلك علٰی كراهته و معاداته ثم يقع بذٰلك مشاجرات بين الزوجين فيكون ذٰلك اهيج لعداوته فی قلب الراب بخلاف الاجنبی فان النساء يتحرجن من اموالهم و هم قلما يتهمونهن و كل ذٰلك مرئی مشاهد فكثيرا ماراينا الاجانب يشفقون علی الصغار و لم تر رابا الا وهو يكره ربيبه و بالجملة فله مع الاجنبی عدم العلاقة و مع الراب علاقة العداوة فشتان ما هما۔

154-قوله

لكثرة الفساد زيلعی۔[3]

۱- حاشية الطحطاوی علی الدرّالمختار ۲/۲۴۶

۲- حاشية الطحطاوی علی الدرّالمختار ۲/۲۴۶

۳- حاشية الطحطاوی علی الدرّالمختار ۲/۲۴۶

marfat.com

اقول

و محل هٰذه الرواية ما اذا كان هناك اب او عصبة و ان لا تبقٰى عند الخاضنة به خيرية قلت و المراد بالعصبة من كان من المحارم و لا تدفع هى الا اليهم۔

155–قوله

للعلامة عبد القادر۔[1]

اقول

بن يوسف الأفندى الشهير بقدرى روزرى۔

156–قوله

عن هٰذه المقاصد فيجوز الحلف به۔[2]

اقول

رد الحديث بذم الحلف بالطلاق و به صرح ابن بلبان فى شرح تلخيص الجامع كما نقله الشامى صفحة٦٩و قد ذكرنا التوجيه علٰى هامشه صفحة٧٠۔

157–قوله

لان خلاف الشافعى بعد محمد۔[3]

اقول

ليس الشافعى منفردا به بل سبقه بذٰلك ائمة مجتهدون تقد موه و تقدموا محمد بن الحسن۔

۱- حاشية الطحطاوى على الدرّالمختار ۲/۲۷۳

۲- حاشية الطحطاوى على الدرّالمختار ۲/۳۲۵

۳- حاشية الطحطاوى على الدرّالمختار ۲/۳۲۶

marfat.com

158-قوله

و لا يكون يمينا و لعل الفارق العرف۔[1]

اقول

و احسن منه ما ورد فی رد المحتار انه قال كانه احتراز عما اذا بالسلطان البرهان و الحجة الخ فان البرهان ليس من صفات الرحمٰن تبارك و تعالٰی۔[2]

159-قوله

ان بعض الناس يجهلها۔[3]

اقول

اقول و مع ذٰلك جديد العهد بالاسلام يرى كثيرا من احكام الشريعة الحقة مخالفة لا حكام ملته الباطلة فعلمه بحرمته فی ملته لا يوجب العلم بحرمته فی ملة الاسلام۔

160-قوله

و فی اخراج ذلك بالكيفية۔[4]

اقول

خروجه عن حد الزنا الموجب للحد الذی لا يعلمه بجميع قيوده الا العلماء لا يوجب خروجه عن حد الزنٰی و تعريف ذاته شرعا الذی يسئل عنه الشهود احتراز عن عقده زنی العين و اليدين مثلا او التفخيذ و التسرير مثلاً و

۱- حاشية الطحطاوی علی الدرّالمختار ۳۳۱/۲

۲- ردّالمختار المعروف بالفتاوٰی الشامی ۵۴/۳

۳- حاشية الطحطاوی علی الدرّالمختار ۳۸۹/۲

۴- حاشية الطحطاوی علی الدرّالمختار ۳۸۹/۲

marfat.com

لذا اقتصر فی بیان ذاته الشرعیة علی الایلاج فقط و لا شك ان وطئ المکره لا یخرج عن ایلاج الذکر فی الفرج فوجب السوال بکیف هو لا خراج المکره مثلا و اللّٰه تعالٰی اعلم۔

161–قوله

لان الدبر انما خلق فی الدنیا۔[1]

اقول

و علٰی قیاسه ینبغی فی فروج النساء لانها ثقبة البول۔

162–قوله

الافیما یرجع الی النکاح۔[2]

اقول

کالتزیین و الاجابة[3] الی الجماعة بشروطها و عدم الخروج من بیته الا بحق و عدم البیتوتة عند احد و لو ابیها الا اذا احتاج الیها عینا و ترك الصیام النافلة و تطیب اللباس و البدن بالعطریات و الفرج بعد الحیض بفرصته ممسکة و امثال ذٰلك و اللّٰه اعلم۔

163–قوله

و قد یقال انما الرجال۔[4]

۱- حاشیة الطحطاوی علی الدرّالمختار ۲/ ۳۹۸

۲- حاشیة الطحطاوی علی الدرّالمختار ۲/ ۴۳۹

۳- الاجابة (مخطوطة)

۴- حاشیة الطحطاوی علی الدرّالمختار ۲/ ۴۴۸

marfat.com

اقول

و علٰی هٰذا لا یبعدان یقول قائل ان الامام ان کان محتاجا الٰی تکثیر العسکر فی الحال قدم اشتراء الرجال و الافتقدیم النساء اجب صونا للفروج الزکیة عن و قوع الکلاب الدنیة و اللّٰه تعالٰی اعلم۔

164–قوله

و لعل رد من رده فی غزوة بدر۔[1]

اقول

لیس هٰذ امن کلام الفتح بل نقله عن الامام الشافعی رضی اللّٰه تعالٰی عنه کما بینه فی نصب الرایة۔[2]

165–قوله

فان تحقق منه کفر و الا فلا۔[3]

اقول

نعم تتفاوت الموجبات فی ذٰلك فمنها ما یستوی فیه الجانبان و لا یثبت الا ستخفاف الابد لیل کمن حکی ما کان علیه النبی صلّی اللّٰه علیه وسلّم من قلة[4] مبالاته بالتجمل[5] الظاهری فقد تصیر ثیابه و سخة[6] فحکایة ذٰلك اما علٰی طریق الملقی له صلّی اللّٰه علیه وسلّم کما ذکرنا او اظهار ان الدنیا لا تصلح للالتفات او

۱- حاشیة الطحطاوی علی الدرّالمختار ۲/۴۵۱

۲- نصب الرایة (مخطوطة)

۳- حاشیة الطحطاوی علی الدرّالمختار 478/2

۴- حکه (مخطوطه)

۵- بالتحمل (۰)

۶- و نسخة (۰)

marfat.com

غير ذٰلك من المقاصد الحسنة فهو محمود و ان حكى ذٰلك ازلاء به صلّى اللّٰه عليه وسلّم كفر و لا يعلم ذٰلك الامن خارج و منها ما يترجح فيه جانب[1] الاستخفاف فيحكم به مالم يدل دليل علٰى خلافه كالقاء المصحف فى القاذورات[2] و كشف السوءة عند[3] ذكر النبى صلّى اللّٰه عليه وسلم فاتقن هٰذا الاصل تنفعك[4] فى الجزئيات و اللّٰه تعالٰى اعلم و انظر ما فى رد المحتار جلد ٣،صفحة ٤٣٨۔

166–قوله

لم تعص الانبياء۔[5]

اقول

و قع فى الاشباه لم يعصوا فقال الحموى الظاهر انه لم يعصموا كيف و قد ذهب اكابر المحققين من اهل السنة انهم عليهم الصلٰوة و السلام لم يعصوا اللّٰه تعالٰى اصلا لا بعد النبوة و لا قبلها منه القاضى عياض قلت و ابن حجر المكى فى افضل القرٰى و الزواجر۔

167–قوله

لم يخلق أدم و هو خطا۔[6]

اقول

اقول بل الصواب المجمع عليه الوارد في صحاح الاحاديث فاحذر هٰذا الخطا۔

١- جانب جانب (مخطوطة)

٢- قاذرات (مخطوطة)

٣- عندنا (مخطوطة)

٤- تنفك (مخطوطة)

٥- حاشية الطحطاوى على الدرّالمختار ٢/٤٧٩

٦- حاشية الطحطاوى على الدرّالمختار ٢/٤٧٩

marfat.com

168–قوله

بعث رجل بعينه۔[1]

اقول

و فيه نظر فان النصوص المتواترة على ما فيها من الكثرة كما اثبتت البعث مطلقا كذا اثبتت البعث المطلق و هو ايضا من الضروريات لا شك فليتامل۔

169–قوله

و لم يتصادقا على الوكالة۔[2]

اقول

صوابه لم ينصا على الوكالة منها كما نقله ش عن ط۔

170–قوله

قلت ذكر هو قبله عن الطحطاوى۔[3]

اقول

نعم ذكر ذٰلك لكن عقبه بتصحيح خلافه و لذا قال ش العجب عن نقل صدر عبارة البحر و لم ينظر تمامها الخ مرضا به على الفاضلين المحشين۔

171–قوله

من الطريق لهم ذٰلك۔[4]

۱- حاشية الطحطاوى على الدرّالمختار ۲/۴۷۹

۲- حاشية الطحطاوى على الدرّالمختار ۲/۵۱۸

۳- حاشية الطحطاوى على الدرّالمختار ۲/۵۳۲

۴- حاشية الطحطاوى على الدرّالمختار ۲/۵۳۶

marfat.com

اقول

اذا كان الطريق للعلامة و لم يضر ذلك بالمارة و كان المسجد محتاجا الى التوسيع نص على ذلك الزيلعى و الدر ايضاً و غيرهما۔

172–قوله

و صرح به الزيلعى۔[1]

اقول

بلفظ عند الدال بظاهره على انه ظاهر الرواية و لكن قد علمت ما فى الدر وغيره۔

173–قوله

و لو فوض المتولى الامر لغيره لا يصح۔[2]

اقول

و ان اوصى بالتولية جاز و كان الوصى هو المتولى بعد كما فى الخبرية صفحة ۱۸۵ و يأتى فى ط (طحطاوى) أخر صفحة ۵۵۶۔

174–قوله

لا يثبت الحق للمفروغ۔[3]

اقول

و لا ينعزل هذا الفارغ الا اذا كان بعلم من الواقف او القاضى كما يأتى متنا۔

۱- حاشية الطحطاوى على الدرّالمختار ۲/ ۵۳۷

۲- حاشية الطحطاوى على الدرّالمختار ۲/۵۴۴

۳- حاشية الطحطاوى على الدرّالمختار ۲/۵۴۴

marfat.com

175–قوله

و ان فی مرضه۔[1]

اقول

و نازعه الحموی لا نجرارہ[2] الٰی ابطال شرط الواقف۔

176–قوله

بان الوقف صحیح۔[3]

اقول

ای لازم لزوم الواقف فلا یملك سلطان أخر ابطاله ولیس المراد انه وقف صحیح شرعی یجب اتباع بشروطه کما حققه العلامة الشامی رحمه اللّٰه۔

177–قوله

فی المشتراٰی من بیت المال۔[4]

اقول

یعنی اذا علم الشراء و لم یعلم[5] من انه حقیقی ام لا یحمل علی الصحة اما ما لم یعلم فیه نفس[6] الشراء فهٰذا لا یحمل علی الصحة و لا یکون الا وقفا صوریا لان وقفه لا یستلزم شرائه کما حققه الفاضل الشامی رحمه اللّٰه۔

۱- حاشیة الطحطاوی علی الدرّالمختار ۲/۵۴۴

۲- لا تجراره (مخطوطه)

۳- حاشیة الطحطاوی علی الدرّالمختار ۲/ ۵۴۸

۴- حاشیة الطحطاوی علی الدرّالمختار ۲/ ۵۴۸

۵- لیس هٰذا اللفظ فی مخطوطة

۶- تنفس (مخطوطة)

marfat.com

178-قوله

و بعده عطف۔[1]

اقول

تبع فيه السيد الحموی و انظر ما كتبنا عليه۔

179-قوله

و لا مانع من عطفه۔[2]

اقول

بل هو المتعين كما بينا ثمه۔

الجزء الثالث

180-قوله

بيع المضطر و شراؤه فاسد۔[3]

اقول

و انظر[4] الى حكاية الامام[5] مع الاعرابی فی بيع الماء المذكورة فی الاشباه و لعلها لم يثبت عن الامام فافهم۔

۱- حاشيه الطحطاوی على الدرّ المختار ۲/۴/۵۷

۲- حاشية الطحطاوی على الدرّالمختار ۲/۴/۵۷

۳- حاشية الطحطاوی على الدرّالمختار ۳/ ۶۷

۴- ونظر (مخطوطة)

۵- العام (مخطوطة)

marfat.com

181-قوله

و لا يفعل ذٰلك فی غير الدنانير۔[1]

اقول

و ليس للغريم ان ياخذ الدنانير بنفسه اذا كان دينه دراهم و لا العكس علٰی ظاهر الرواية مصحح قاضيخان فی باب الصرف و الفتوٰی فی زماننا علٰی مذهب الامام الشافعی و انظر ما سياتی فی الحجر۔

182-قوله

و لو استهلكه بطبخه۔[2]

اقول

هٰذا التعميم مستقيم علٰی مذهب الصاحبين فان عندهما لا يملك الغاصب بتغير المغصُوب و استهلاكه مالم يؤد قيمته او يضمن اما علٰی مذهب الامام فيملك لٰكن السبب خبث فيكون كالمشترٰی فاسدا فينبغی ان يطيب للمشترٰی فيه لان سبب الخبث مقتصر علی الغاصب و لا يتعلق حق المغصوب منه بعين المغصوب بعد التغير و الا ستهلاك لا نتقال حقه الی الضمان بل قد حققنا ان حصول الملك بذٰلك مجمع عليه بين ائمتنا كما بينا علٰی هامش رد المحتار من الغصب۔

183-قوله

كذا فی البحر عن البزازية۔[3]

۱- حاشية الطحطاوی علی الدرّالمختار ۳/۷۳

۲- حاشية الطحطاوی علی الدرّالمختار ۳/۸۲

۳- حاشية الطحطاوی علی الدرّالمختار ۳/۸۶

marfat.com

اقول

ليس بلفظ الصحيح فى البزازية أخر الفصل العاشر من البيوع۔

184–قوله

افاده فى الهندية۔[1]

اقول

و كذا فى الخانية من باب الصرف۔

185–قوله

ان ذكر على سبيل الاستمهال۔[2]

اقول

مفاد العبارة ان هذا التشقيق فيما لا تعامل فيه فيكون الفساد مشروطا بشرطين احدهما عدم[3] التعامل و الأخر الذكر على وجه الاستمهال و الصحة تحصل باحد الامرين التعامل او الذكر على سبيل الاستعجال و ليس كذلك بل الامر بالعكس فالصحة مشروط بشرطين التعامل و عدم الاجل للاستمهال و الفساد يحصل باحدهما فليتنبه۔

186–قوله

اهل المذهب عدة۔[4]

۱- حاشية الطحطاوى على الدرّالمختار ۳/۱۰۶

۲- حاشية الطحطاوى على الدرّالمختار ۳/۱۲۶

۳- قدم (مخطوطة)

۴- حاشية الطحطاوى على الدرّالمختار ۳/۱۲۶

marfat.com

اقول

فمنها الحاكم الشهيد كما فى القهستانى۔

187–قوله

فالاولٰى حذفه ليتاتى الخلاف۔[1]

اقول

فيه ان البيع اذا كان مطلقا و لا ذكر فى نفس العقد لشرط الفسخ و عدم اللزوم صريحا و لا دلالة و انما وعد ذٰلك من بعد و لم يكن غبنا فاحشا بعلم البائع و لا وضع رابح علٰى اصل الثمن فلا يجعل رهنا البتة و قد مرّ[2] ان بيع الوفا هو الذى يذكر فيه الفسخ فى سنخ العقد هٰكذا فسر فى البحر الرائق و الهندية و جواهر الفتاوٰى و حاشية الفصولين و العناية و الكفاية و المحيط و غيرها و فيه تجرى الاختلافات اما ما ذكر فى القيل الثالث من التفصيل فاستقصاء للصور المحتملة فى المسئلة و ان لم يكن بعضها بيع وفا فسقط قوله ليتاتى الخ فافهم۔

188–قوله

و هو الصحيح۔[3]

اقول

و ينبغى استثناء ما كان معهود الان المعروف كالمشروط۔

189–قوله

و اصلاح المهم مستحق عليه ديانة۔[4]

۱– حاشية الطحطاوى على الدرّالمختار ۳/۱۴۳

۲– و الامر (مخطوطة)

۳– حاشية الطحطاوى على الدرّالمختار ۳/۱۷۷

۴– حاشية الطحطاوى على الدرّالمختار ۳/۱۷۷

marfat.com

اقول

افاد ان كل ما كان مستحقا على اخذ ديانة فلا يجوز اخذ شيء عليه فافهم۔

190–قوله

بحر و قال فى الهندية۔[1]

اقول

من بعد قوله تتمة الى هٰهنا كله من البحر۔

191–قوله

و تجو از المصانعة للاوصياء۔[2]

اقول

اى اعطاء شيء رشوة لدفع ظلم الظلمة اذ علموا ان لو منعوا زادت المؤنة او نقصت الاموال انظر الى الهندية من باب الوصية۔

192–قوله

حيلة الاستئجار المتقدم انتهٰى۔[3]

اقول

عبارة الخلاصة و الثالث الاهداء لدفع[4] الظلم عن نفسه و هو حرام على الأخذ و الحيلة ان يستاجره ثلٰثة ايام او نحوه ليعمل له ثم يستعمله اذا كان فعلا

۱- حاشية الطحطاوى على الدرّالمختار ۳/ ۱۷۷

۲- حاشية الطحطاوى على الدرّالمختار ۳/ ۱۷۸

۳- حاشية الطحطاوى على الدرّالمختار ۳/ ۱۷۸

۴- الابداء لد(مخطوطة)

marfat.com

يجوز كتبليغ الرسالة و نحوه و ان لم يبين المدة لا يجوز الخ۔

اقول و يدل على انه لا يحل الاخذ على دفع الظلم و ان كان الظالم غيره فان حيلة الاستيجار انما يكون فى امر[1] جائز فيدل على ان دفع الظلم عن المظلوم مستحق ديانة على كل من يقدر عليه فلا يجوزله اخذ الاجر عليه و كان هٰذا هو المراد بقول البحر المار اصلاح المهم المستحق عليه ديانة بدليل قول الهندية المارعن المحيط اذا اعطاه بعد ان سوّى امره و نجاه من الظلمة الخ و حينئذٍ لا حاجة الى ما كتبت على قول البحر المذكور ۲۸۶/۶ ما نصه اقول لعلّ هٰذا اذا كان مقررا عليه من جهة السلطان بمشاهرة فيجب عليه بحكم الاجارة فافهم، و انظر ما كتبنا على ش ۴۷۱/۴۔

193–قوله

يخص الانبياء كآدم و داؤد۔[2]

اقول

و قد ورد فى الحديث فان فيها خليفة الله المهدى و ينادى من السماء هٰذا خليفة الله المهدى فاسمعوا له و اطيعوا۔

194–قوله

لان الصحابة تقلدوه معاوية۔[3]

اقول

ما اشنع[4] مثالا و افظعه[5] لا يستجئر به الفسقة الظلمة الهمزة اللمزة الذين

۱- عندئذ (مخطوطة)
۲- حاشية الطحطاوى على الدرّالمختار ۱۸۱/۳
۳- حاشية الطحطاوى على الدرّالمختار ۱۸۱/۳
۴- ماشنعه (مخطوطة)
۵- حافظعه (مخطوطة)

marfat.com

فی قلوبهم مرض الٰی تسکین بغض عظیم من صحابة رسول اللّٰه صلّی اللّٰه علیه وسلّم و القصد المتعین المفترض علٰی کل مسلم ان الجائر هو الواضع شیئا غیر موضعه کما ان العادل هو الذی یضع کل شیء موضعه و لا شك ان السید معاویة رضی اللّٰه تعالٰی عنه لما خرج علی الامام المرتضٰی و الخلیفة المجتبی و لقد کانا و اللّٰه امامی حق و خلیفتی و صدق و ادعٰی ما ادعی فقد وضع الشیء فی غیر موضعه اذلم یکن غیر السمع و الطاعة فی وسعه و لیس قولهم هٰذا باعجب من قول النبی صلّی اللّٰه علیه وسلّم لحواریه و ابن عمته واحد عشرته سیدنا و مولانا زبیر بن العوام رضی اللّٰه تعالٰی عنه تحاربه ای سیدنا علیا کرم اللّٰه وجهه احسن تکریم و انت ظالم له او کما قال صلّی اللّٰه علیه وسلّم فلیس لفظ الجائر اکبر من لفظ الظالم و الایمان یشهد بانه لم یرد هٰهنا ما ارتکن فی الاذهان الاما ذکرنا فی تاویل الجوار من وضع الشیء فی غیر موضعه فان کان هٰذا الوضع عن تعنت و عناد فهو المذموم المشوم او عن خطا فی اجتهاد فصاحبه معذور و ماجور غیر ماذور قطعا فیقبح هٰذا[1] اللفظ لان فیه فتح باب انتهاك حرمة الاصحاب۔

195–قوله

فلان المقلد ما قلده۔[2]

اقول

الذی قلده للقضاء و جعله قاضیا۔

196–قوله

لم یظهر معنٰی هٰذه العلة۔[3]

۱- و مع (مخطوطة)

۲- حاشیة الطحطاوی علی الدرّالمختار ۳/ ۱۹۸

۳- حاشیة الطحطاوی علی الدرّالمختار ۳/ ۲۵۹

marfat.com

اقول

الحمد للّٰہ. معناہ واضح فان الذی لا یکتفی بقولہ[1] انما عدل لیمشی شهادة نفسه اذ لولاہ لردت بالوحدة۔

197–قوله

فیه ان المقصود۔[2]

اقول

فیه ان عرف من التعریف لا من المعرفة فسقط الاعتراض راجع ما علقنا علی رد المحتار۔

198–قوله

فیه تعلیل الشیء بنفسه۔[3]

اقول

ان تقول انه تعلیل لعدم افادة اجازة المالك شیئا لا لصیرورته غاصبا بالمخالفة حتی یکون مصادرة علی المطلوب و المعنی انه لما صار غاصبا فلا یملك المالك قلب الغاصب[4] مضاربة باجازته فتبصر فلعل الحق لا یتجاوز عنه و اللّٰہ تعالٰی اعلم۔

199–قوله

تربو الفاسدة علی الصحیحة۔[5]

۱- بقول (مخطوطة)

۲- حاشیة الطحطاوی علی الدرّ المختار ۳/۲۹۲

۳- حاشیة الطحطاوی علی الدرّ المختار ۳/۳۶۲

۴- قلب الغصب (مخطوطة)

۵- حاشیة الطحطاوی علی الدرّ المختار ۳/۳۶۲

marfat.com

اقول

لانه ان لم تربحه الصحيحة لا شيء له۔

200–قوله

لانه صريح۔[1]

اقول

قيل الا من السلطان فهبة كما فى الهندية۔

201–قوله

و القبض شرط ثبوت الملك۔[2]

اقول

فى نسخة الهندية التى عندى لفظ قبول[3] مكان القبض و هو الظاهر للتفريع۔[4]

202–قوله

ما فى المحيط بما قالوا لو وضع ماله۔[5]

اقول

على النسخة التى عندى فلا تاييد بل هو مخالف لما فى المحيط فانها ان[6]

۱- حاشية الطحطاوى على الدرّالمختار ۳/۳۸۵

۲- حاشية الطحطاوى على الدرّالمختار ۳/۳۹۳

۳- و ايضا فى النسخة المطبوعة من نورانى كتب خانه بشاور، لفظ قبول

۴- ان التفريع (مخطوطة)

۵- حاشية الطحطاوى على الدرّالمختار ۳/۳۹۳

۶- فانهان(مخطوطة)

marfat.com

تم دل علی عدم اشتراط القبول ایضا مع ان المحیط انما ینکر الرکنیة دون الاشتراط و قد اجبنا عن استدلال القهستانی، هٰذا علی هامش رد المحتار و الله تعالٰی اعلم۔

203–قوله

و عدم صحتها بخیار۔[1]

اقول

و لکن قال القاضی الامام فی الخانیة و لو وهب شیئا علی ان الواهب بالخیار ثلاثه ایام صحت الهبة و بطل الخیار لان الهبة عقد غیر لازم فلا یصح فیها شرط الخیار و هو[2] کما تری صریح فی ما یفیده المتن و ان کان مخالفا لما یعطیه تفریع الشرح فافهم و حرر۔

ثم رایته صرح فی الخانیة متصلا بما نقلته مقدما علیه لو وهب غلاما او شیئا علی ان الموهوب له بالخیار ثلٰثة ایام ان اجاز قبل الافتراق جاز و ان لم یجز حتی افترقا لم یجز انتهٰی[3] فاما عدم[4] صحة الشرط فیما اذا کان الخیار للواهب و عدم صحة الهبة فیما اذا کان للموهوب له فکلام المصنف رحمه الله مطلق فی محل التخصیص و تفریع الشارح رحمه الله تفریع علی المضاد ثم الذی ظهر لی من الفارق بینهما ان الهبة بنفسها لا تلزم فاشتراط الخیار فیها للواهب لغو فیلغو الشرط کما افاده بقوله لان الهبة عقد غیر لازم الخ بخلاف البیع فانه لازم جازم فیصح ان یشترط البائع الخیار للمشتری[5] و کذا المشتری

۱- حاشیة الطحطاوی علی الدرّالمختار ۳/۳۹۳

۲- فتاوٰی خانیة علی هامش الفتاوی الهندیة، ۳/۲۶۶

۳- فتاوٰی خانیة علی هامش الفتاوٰی الهندیة ۳/۲۶۶

۴- فافاد عدم (مخطوطة)

۵- التردی (مخطوطة)

marfat.com

و اما اذا كان الخيار للموهوب له فهٰذا اضرار بالمتبرع و حجر له عن التصرّف فی ماله الٰی ثلاثة ایام مثلا و شخوص بصر الی الموهوب له هل یقبل ام یرد ففیه قلب الموضوع مع ان الخیار فی القبول خفة ۔[۵] و انما جاز فی البیع دفعا للحاجة کیلا یغبن و هٰهنا لا حاجة فلا یشرع فبقی منافیا للقبول علٰی اصله لا نه بناء علٰی محظور متردد مشکوك فاذا افترقا عن خیار للموهوب له فکانما افترقا من دون قبول و معلوم ان القبول اذا لم یکن فی المجلس لم تصح الهبة فکذا هٰذا ما ظهر للعبد الضعیف فافهم و اللّٰه تعالٰی اعلم۔

204–قوله

الا کل و الاخذ۔[۲]

اقول

الذی فی الخانیة و الهندیة[۳] و غیرهما حل الاکل دون الاخذ و الا عطاء و دلیله فی الخانیة۔

205–قوله

شیخ الاسلام۔[۴]

اقول

و الامام قاضی خان۔

206–قوله

و فی قرضه فانه یجوز اجماعا۔[۵]

۱- حقیقه (مخطوطة)

۲- حاشیة الطحطاوی علی الدرّالمختار ۳/۳۹۴

۳- فتاوٰی هندیة ۴/۳۸۱

۴- حاشیة الطحطاوی علی الدرّالمختار ۳/۳۹۶

۵- حاشیة الطحطاوی علی الدرّالمختار ۳/۳۹۶

marfat.com

اقول

كان اعطاه الفا نصفها قرض و نصفها ثمن ما اشترٰى مثلا۔

207–قوله

و لو سلمه شائعا لا يملكه فلا ينفذ تصرفه فيه۔[1]

اقول

هو الصحيح و هو المختار و هو ظاهر الرواية و عليه العمل و عليه اعتماد الشامي و الفتوٰى بخلافه انما هي في بعض الفتاوٰى فلا ترجح علٰى ظاهر الرواية المصحح المختار و ان كان في الجانب الأخر لفظ به يفتى و تمامه فيه فليراجع۔[2]

208–قوله

عن قصد الاضرار و قال في الخانية۔[3]

اقول

التفصيل به انما كان في صورة التفصيل و ما بهبة الكل من احدهم فاضرار مطلقا فلم يرد العلامة الطحطاوي بنص البزازية هٰذه المسالة و انما اراد لقوله[4] و عند الثاني التنصيف و هو المختار اطلاقا[5] عن قصد الاضرار بخلاف ما مر في الدر المختار من ان التسوية انما هو عند قصدهم فافهم۔

۱- حاشية الطحطاوي على الدرّالمختار ۳/۳۹۶

۲- فتاوٰى شامي ۴/۵۱۱

۳- حاشية الطحطاوي على الدرّالمختار ۳/۴۰۰

۴- قوله (مخطوطة)

۵- اطلقه (مخطوطة)

marfat.com

209-قوله

على انه يجوز بدون تسليم و انه غير الهبة-[1]

اقول

نقل مجهول لا معقول و لا مقبول اما الجهالة فلان المفتاح ليس من كتب المذهب و اما انه غير معقول فلان التمليك حالا اما للعين او للمنافع و كل اما بعوض او مجانا هٰذا تقسيم حاصر عقلي لا امكان لخروج قسم عنه و معلوم بداية ان هٰذا الشيء الذى ذكر ليس تمليك المنافع و لا تمليك العين بعوض فاذن ليس تمليك المنافع و لا تمليك العين بعوض فاذن ليس الا تمليك العين حالا مجانا وما هو الا الهبة و به فسرت فى المتون و قال قاضى زاده فى نتائج الافكار الهبة فى الشريعة تمليك المال بلا عوض كذا فى عامة الشروح بل المتون و ما عهد من الشرع المطهر قط عقد يكون لتمليك العين فى الحال بلا عوض و لا يكون هبة و لو كان لو جب ان يخصه[2] له كتاب او باب اوفصل او اقل شيء فى كتب المذهب كما عقدت الكتب للبيع و الهبة و العارية و الاجارة لكن ترٰى كتب المذهب عن أخرها خالية عن ادنٰى ايماء الٰى ذٰلك فاذن هو عقد غير معهود من الشرع بل و معروف فى عرف الناس قاطبة فانك لو اخبرت احدا ان زيدا ملك داره من عمرو مجانا في الحال لم يفهم[3] منه احد[4] الا هبة ولا يطرؤ ببال صبي عاقل[5] و لا عالم فاضل[6] غيرها و قد علل فى الهداية و غيرها عامة الكتب المتعلقة اشتراط القبض في الهبة بانه عقد تبرع و في اثبات الملك قبل

١- حاشية الطحطاوى على الدرّالمختار 409/3

٢- يعضه (مخطوطة)

٣- يضم (مخطوطة)

٤- احمد (مخطوطة)

٥- و لا يطربال صبى على قل (مخطوطة)

٦- فانضل (مخطوطة)

marfat.com

القبض الزام المتبرع شيئا لم يتبرع به و هو التسليم فلا يصح اهـ[1] والتمسك بمسئلة الاقرار ادل دليل على ان هٰذا الكلام لم يصدر عن فقيه فانه انما كان المراد مؤاخذة باقراره فهل يستدل به على ان التمليك يصح من دون ايجاب من المملك اصلاثم لا شك انه[2] لو اقر بالبيع جاز فهل يستدل به على ان البيع يتم من جانب البائع و حده لانه ليس هٰهنا شيء من جانب المشترى بل الشيء الذى غفل عنه هٰذا الاستدلال[3] ان الاقرار اخبار[4] من وجه كما انه انشاء من وجه فلشبه الاخبار يؤاخذ بامثال القرار لا لانه انشاء عقد لا يحتاج الى القبض الا ترى انه لو اقر لغيره بنصف[5] داره مشاعاصح كما فى الدرر وغيره و ليس[6] ذلك الالشبه الاخبار و لو كان انشاء لم يصح كما نصوا عليه مع وجوب الصحة على و هم هٰذا الواهم ان التمليك قد تقدم فى الاقرار متنا و شرحا جميع مالى اوما املكه له هبة لا اقرار فلا بدمن التسليم بخلاف الاقرار اهـ[7]

فقد افاد ان لام التمليك تفيد الهبة و يشترط التسليم و ان عدم اشتراط فى الاقرار من جهة انه اخبار من وجه لا ان هٰهنا عقدا لايحتاج الى التسليم و النكتة فيه ان التمليك يعم البيع و الهبة فاذا اقر بانه ملك الثمار و هى على الاشجار صرف الامر الى البيع مواخذة له باقراره و تصحيحا للكلام فيما امكن بخلاف ما لو اقربانى[8] قد ملكته من فلان قبل و لم يبحث عن الشغل و البعض

١- هداية اخيرين صفحة ٢٨١

٢- حجاب (مخطوطة)

٣- هٰذا استدلال (مخطوطة)

٤- افار (مخطوطة)

٥- نصف (مخطوطة)

٦- ليس (مخطوطة)

٧- حاشية الطحطاوى على الدرّالمختار ٣/٣٣٠

٨- بالى (مخطوطة)

marfat.com

و غيرهما لان الاقرار بالتمليك اقرار بخروجه عن ملكه الى ملك المقرله و لا يصح[1] ذلك فى التبرعات الابالقبض المفرز فالا قرار به اقرار بالهبة و بالا قباض معا بخلاف ما لو اقرا فى وهبته فان صدور الهبة من المواهب لا يستلزم الاقباض فلا يكون اقرار بحصول الملك للموهوب له هٰذا هو الفرق بين الاقرارين لا ما زعم ان التمليك لا يحتاج الى القبض و لولا ذكر[2] هٰذا الدليل لا يقنا ان هٰذا النقل و الفتوٰى مكذوب به[3] على المشائخ و لكن باستدلاله[4] تبين ان الخطا فى الفهم و قد قدمنا نصوصا قاطبة بان التمليك هٰهنا هبة و قد اعترف به هٰذا الفاضل فى صدر كلامه[5] ان التمليك يكون فى معنى الهبة و تم[6] بالقبض فاذا كان تمامه بالقبض فكيف يجوز بدون التسليم ثم العجب اشد العجب ان الاختلاف كان فى انه لو قال ملكتك هٰذا هل يكون هبة ام لا يصح اصلا لان التمليك اهم كما قدمنا عن رد المحتار و الآن جاء تنا الفتوٰى بانه صحيح طلقا حتى بلا قبض بل هٰذا اعجب عجاب و قد اسمعناك نص۔[7]

التتمة و جامع الفصولين و الخير الرملى و العقود الدرية ان المحضر المكتوب فيه ملكه تمليكا صحيحا فاسد غير مقبول لان جهة التمليك فيه مجهول و من قبله قبله حملا له على الهبة و الآن صار مقبولا لانه عقد جديد مخترع لم يعهد فى شرع و لا عرف و ان قوله موت المقرّ بمنزلة التسليم بالاتفاق خرق للاجماع الناطق بان موت احد العاقدين قبل التسليم مبطل فالحق ان هٰذا النقل

۱- و لا حج (مخطوطة)

۲- ذكره (مخطوطة)

۳- مكذون (مخطوطة)

۴- باستر لابه (مخطوطة)

۵- حاشية الطحطاوى على الدرّالمختار 392/3

۶- و هم (مخطوطة)

۷- سمعناك (مخطوطة)

marfat.com

المجهول غير المعقول[1] مما لا يحل الاعتماد بل يسوغ الالتفات اليه و بالله العصمة و التوفيق۔

210–قوله

اخبار لا تمليك۔[2]

اقول

كذا نقل عنه اعنى عن الطحطاوى[3] فى قرة العيون و هو الصواب۔

211–قوله

ليس له التصرف فيه۔[4]

اقول

وكذا اذا كتب فيه اقراه و اوصله الى فلان فليس له التصرف فيه و انما عليه ان يرد الى المالك او يوصل الى فلان۔

الجزء الرابع

212–قوله

يحب بالغا۔[5]

اقول

اى و ان زاد على المسمى۔

۱- الغير لا مقبول (مخطوطة)

۲- حاشية الطحطاوى على الدرّالمختار ۳/۴۰۹

۳- ط (مخطوطة)

۴- حاشية الطحطاوى على الدرّالمختار ۳/۴۰۹

۵- حاشية الطحطاوى على الدرّالمختار ۴/۲۴

marfat.com

213-قوله

من الحلية ١٨ من المقاصد الحسنة۔[1]

اقول

هٰكذا نقل عنه الشامی و سکت[2] علیه مع ان حلیة الاولیاء من تصانیف الحافظ ابی نعیم دون الحافظ ابی القاسم سلیمٰن الطبرانی۔

214-قوله

حکما له بعد صحتها۔[3]

اقول

لا ینافی کون الشیء حکما کون ذکره شرطا و الحکم انما یترتب علی الشیء المستجمع لشروطه و قولهم عقد کذا انما یکون معناه أتی بکل ما یشترط فیه فان کان ذکر العقل و الارث شرطا کان معنی قول ابراهیم والاه ان قال له والیتك علٰی ان ترثنی[4] و تعقل عنی کما ان معنی قوله الرجل الرجل الرجل الخ المجهول النسب الغیر العربی الذی لیس له ولاء عتاقة و لا موالاة مع احد قد عقل عنه۔

215-قوله

اذا قال والیتك و قال الأخر قبلت۔[5]

١- حاشیة الطحطاوی علی الدرّالمختار ۴/ ۲۷

٢- و مکث(مخطوطة)

٣- حاشیة الطحطاوی علی الدرّالمختار ۴/ ۷۰

۴- ان تری ثنی(مخطوطة)

۵- حاشیة الطحطاوی علی الدرّالمختار ۴/ ۷۰

marfat.com

اقول

و يحتمل ان هٰذا تعويض عن مجموع العبارة المذكورة اولا اوعن قوله انت مولاى فقط[1] فتبقى بقية العبارة مما لها لا جرم اذ قال ملك العلماء تلميذ صاحب التحفة فى شرحها البدائع التى قد عرضها على المصنف فزوجه ابنته او يقول واليتك[2] فيقول قبلت بعد ان ذكر الارث و العقل فى العقد۔

216–قوله

ما يدل على عدم اشتراط۔[3]

اقول

اى ما يكون نصا فيه كما قد عرفت۔

217–قوله

رده على الجواز۔[4]

اقول

اجبنا عن هٰذا على هامش رد المحتار۔

218–قوله

قد سبق ما فيه۔[5]

اقول

قد سلف فيه۔

۱- فقد(مخطوطة)

۲- و السكت (مخطوطة)

۳- حاشية الطحطاوى على الدرّالمختار ۴/۷۰

۴- حاشية الطحطاوى على الدرّالمختار ۴/۷۰

۵- حاشية الطحطاوى على الدرّالمختار ۴/۷۱

marfat.com

219–قوله

او التسرى فان ذلك۔[1]

اقول

اجبنا عنه علٰى هامش رد المحتار فارجع اليه۔

220–قوله

قبول الهبة و الاسلام۔[2]

اقول

يعنى اذا كان مميزا و الا لا يصح الاسلام كاسلام ذاهب العقل اصلا لانه اذعان و اعتقاد و لا اذعان لهما۔

221–قوله

ان كان مضيعا لماله۔[3]

اقول

من كان مضيعا لماله فى الشرفانه فاسق لا تقبل شهادته بهٰذا يعلم حكم اللاعبين بالنار فى ليلة البراءة و غيره و حكم الذين يستصنعون من القرطاس لعبات يطيرونها فى الهواء و هٰذان الامران شائعان فى الهند بل و غيره ايضاً و حسبنا اللّٰه۔

222–قوله

فى البزازية۔[4]

۱- حاشية الطحطاوى على الدرّالمختار ۴/۷۹

۲- حاشية الطحطاوى على الدرّالمختار ۴/۸۰

۳- حاشية الطحطاوى على الدرّالمختار ۴/۸۳

۴- حاشية الطحطاوى على الدرّالمختار ۴/۱۰۱

marfat.com

اقول

و فی الهندیة اخذ دراهم من مال الصغیر فصرفها فی حاجة نفسه ثم رد مثلها الی الصغیر لا یبرؤ الا بابراء الصغیر بعد بلوغه او کما قال یراجع الیها من باب الوصی۔

223–قوله

و ان ضم النقد یورث الخبث تهستانی۔[1]

اقول

عندی فیه کلام ذکرناه علی هامش رد المحتار۔

224–قوله

فی تناول المشتری فان الربح۔[2]

اقول

فی رد المحتار عن التبیین لا یحل له التناول منه قبل ضمان القیمة و بعده[3] یحل الا فیما زاد علی قدر القیمة و هو الربح فانه لا یطیب له و یتصدق به اھ فافاد ان حکم الربح غیر حکم الاصل فی بعض الصور[4] قلت و یمکن ان یکون کلام الطحطاوی فیما اذا لم یؤد الضمان فانه حینئذٍ یکون الاصل و الربح کلاهما خبیثین حیث یحکم بالخبث[5]۔

۱- حاشیة الطحطاوی علی الدرّالمختار ۴/۱۰۵

۲- حاشیة الطحطاوی علی الدرّالمختار ۴/۱۰۵

۳- ثم رایت فی الهندیة عن التبیین انه صرح بهٰذا اعنی حل التناول من الاصل بعد الضمان لا من الربح فی صورة النقد ایضا حیث قال بعد ذکر مذهب الکرخی قال مشائخنا لا یطیب بکل حال ان یتناول منه قبل ان یضمنه و بعد الضمان لا یطیب الربح بکل حال و هو المختار الخ۔ ۱۲ منه

۴- ای عند الکرخی فیما اذا اشار و نقد و فی القول المختار مطلقا۔ ۱۲ منه

۵- و لعبده (مخطوطه)

marfat.com

225-قوله

لو شرٰی بالف۔[1]

اقول

قبل اداء الضمان۔

226-قوله

و یصرفونها الٰی حوائجهم۔[2]

اقول

لعدم الملك فیعمل فی النقود ایضا نعم یزول بعد اداء الضمان فیباح الاکل و الفرط و کما حققنا علٰی هامش رد المحتار۔

227-قوله

به امته لا یحل وطؤها و لو غصب۔[3]

اقول

هٰذا خلاف الصحیح، مالم یؤد الضمان۔

228-قوله

باحدهما امراة۔[4]

اقول

ای بدراهم الغصب او الودیعة۔

۱- حاشیة الطحطاوی علی الدرّالمختار ۴/۱۰۵

۲- حاشیة الطحطاوی علی الدرّالمختار ۴/۱۰۵

۳- حاشیة الطحطاوی علی الدرّالمختار ۴/۱۰۵

۴- حاشیة الطحطاوی علی الدرّالمختار ۴/۱۰۵

marfat.com

229–قوله

لا يحرم التناول لعدم تعلق العقد۔[1]

اقول

هٰذا هو الموافق للضابطة المذكورة فی البیع الفاسد ان کان الکلام فیما اذا نوی الضمان فانه ﷺ بملکه و لو ملکا خبیثا و قد تقدم ان الخبث ان کان لفساد الملك لا یحل فیما لا یتعین فیطیب الربح ای من دون تفصیل بین عقد و نقد اما ما یفیده ظاهر اطلاقه من الجواز مطلقا سواء ادی الضمان اولا فمخالف للضابطة قال الخبث اذا کان لعدم الملك عمل فیما یتعین و فیما لا یتعین فکیف یحل التناول فافهم فان المقام من تزال الاقدام و قد حققنا الامر فی هامش رد المحتار من کتاب الغصب و من البیع الفاسد فلیراجع و اللّٰه تعالٰی اعلم۔

230–قوله

انه لا ینقطع۔[2]

اقول

و مشٰی فی الخلاصة علی الانقطاع۔

231–قوله

او کانت دینا علیه اھ مکی۔[3]

اقول

ذکر المسئلة اوضح و ابین مما ھٰھنا فی غصب الشاة عن السراج الوھاج صفحة ۵۵۔

۱- حاشیة الطحطاوی علی الدرّالمختار ۴/۱۰۵

۲- حاشیة الطحطاوی علی الدرّالمختار ۴/۱۰۶

۳- حاشیة الطحطاوی علی الدرّالمختار ۴/۱۰۶ اھمکی (مخطوطة)

marfat.com

232-قوله

و رواية عن ابى حنيفة-[1]

اقول

هٰذا صريح فى انه خلاف ظاهر الرواية[2] عن الامام لكن فى الخلاصة و الهندية و غيرهما انه قول الامام الاعظم و الاستحسان قولهما و عليه الفتوٰى لكن ذكر فى البزازية ان الامام نجم الدين النسفى كان ينكر ان يكون هٰذا قول الامام و العلم عند الله فان قلت علٰى تقدير ان يكون هٰذا قول الامام ما الفرق بينه و بين المبيع فاسدة فان الامام لا يحل الانتفاع[3] به مع وجود الملك فيها خبيثا قلت لعله يفرق بينهما بان المغصوب بعد التغير لا يرد بخلاف المبيع فاسدة فانه واجب الرد بحكم التفاسخ الواجب لحق الشرع فكان حق الغير متعلقا بعينه بخلاف المغصوب المغير فافهم و الله تعالٰى اعلم-

233-قوله

بما ذكر فى الكتٰب-[4]

اقول

تفيد[5] الاطلاق البداية و[6] لعل المراد به المبسوط ولا يمكن ارادة مختصر القدورى كما هو المعروف عندهم عند اطلاق الكتاب لان القدورى تلميذ تلميذ تلميذ الكرخ-

---

١- الوايه (مخطوطة)

٢- الانتفاء (مخطوطة)

٣- حاشية الطحطاوى على الدرّالمختار ٤/١٠٦

٤- حاشية الطحطاوى على الدرّالمختار ٤/١٠٦

٥- تقييد (مخطوطة)

٦- ليس "و" فى مخطوطة

marfat.com

234–قوله

و ذكره المصنف فی شرحه۔[1]

اقول

و يؤيده تعبير الخانية ان لصاحب الاكثر ان يملك الاجر القيمة۔[2]

235–قوله

و انه احسن[3] و نحن نفتی۔[4]

اقول

الذی فی القهستانی و فی العقود عنه حسن بلا همزة التفضيل۔

236–قوله

و عليك بالمراجعة فانی ضعيف۔[5]

اقول

و وجهه[6] الشامی[7] بتوجيه ثالث فقال ای اذا كان ذٰلك البيت مشرفا على العدو فللغزاة دخوله فتقاتلوا العدو منه او نحو ذٰلك فتامل اھ اقول و يظهر لی توجيه رابع و هو ان بعض الكفرة اذا تكامنوا فی بيت رجل ذمی[8] او مسلم و

۱- حاشية الطحطاوی على الدرّالمختار ۴/۱۰۶

۲- ان تمليك الأخر لظمينة(مخطوطة)

۳- احر (مخطوطة)

۴- حاشية الطحطاوی على الدرّالمختار ۴/۱۰۸

۵- حاشية الطحطاوی على الدرّالمختار ۴/۱۰۹

۶- و طبه (مخطوطة)

۷- الشامی (مخطوطة)

۸- و فی (مخطوطة)

marfat.com

الغزاة يرون قتله و صاحب البيت لا يأذن لهم فى الدخول جاز لهم الهجوم و لو فيه الحريم فان صاحب البيت هو الذى اسقط الحرمة بنهيه اياهم و خامس و هو ما اذا اراد الغزاة الالتجاء الى بيته لحاجة او مصلحة۔

ثم اقول و يمكن ان يكون كل ذلك مرادا فان الضابطة[1] ان مواضع الضرورة مستثناة كما فى الغمز عن التجنيس و الله تعالى اعلم۔

237–قوله

لان اخذ الاجرة اجازة۔[2]

اقول

عجيب فان الاجازة لا تلحق بالمعدوم و شرط صحة الاجازة قيام المعقود عليه و هو المنافع هٰهنا و قد عدمت نعم يجرى هٰذا التعليل فيما اذا استعجل الاجرة قبل انتفاء المستاجر بالمستاجر فرد الى مالك۔

238–قوله

لا يجوز دخول بيت انسان۔[3]

اقول

هٰذه المسائل من الاشباه و لم يتكلم الحموى علٰى قوله الا فى الغزو لشىء۔

239–قوله

انه افضل العلماء فى زمانه۔[4]

۱- الظابط (مخطوطة)

۲- حاشية الطحطاوى على الدرّالمختار ۱۰۹/۴

۳- حاشية الطحطاوى على الدرّالمختار ۱۰۹/۴

۴- حاشية الطحطاوى على الدرّالمختار ۱۲۹/۴

marfat.com

اقول

الذی فی المنقول عنه صفحة ۴۴۳ و قد ایده ما صح عندنا ان افضل العلماء فی زمانه و اکمل العرفاء فی اوانه زین الملة و الدین ابو بکر البانباری قد رای فی المنام انه شافعی المذهب الخ۔

240–قوله

و لا عبرة بغیر الفقهاء و المنقول۔[۱]

اقول

اذا وقع کلامهم مخالفا للفقهاء۔

241–قوله

ان یقال کجزء منها فیحل و یحرر۔[۲]

اقول

لا احتمال لهٰذا بعد ما نصوا ان المضغة نجسة و کذا الولد اذا لم یستهل و معلوم ان کل نجس حرام۔

242–قوله

و الذکر و الانثیان و المثانة۔[۳]

اقول

بقی الفرج و المرارة فانهما ایضا مکروهان کما سیاتی آخر الکتاب فی مسائل شتّی۔

۱- حاشیة الطحطاوی علی الدرّالمختار ۴/۱۵۳

۲- حاشیة الطحطاوی علی الدرّالمختار ۴/۱۵۵

۳- حاشیة الطحطاوی علی الدرّالمختار ۴/۱۵۷

marfat.com

243–قوله

و كذا الدم الذى يخرج من اللحم۔[1]

اقول

لكن فى رد المحتار قوله و الدم المسفوح اما الباقى فى العروق بعد الذبح فانه لا يكره و سيذكره الطحطاوى[2] بمثله فى مسائل شتّى۔

244–قوله

هل الكراهة تحريمة۔[3]

اقول

فى الذكر و ما بعده۔

245–قوله

عن العينى الجريث بكسر الجيم۔[4]

اقول

صوابه الوانى فان عبارة ابى السعود الجريث سمكة متوطؤ قاله العينى و قال الوانى الجريث بكسر الجيم۔

246–قوله

قد علمت ان الكراهة۔[5]

۲- حاشية الطحطاوى على الدرّالمختار ۴/ ۱۵۷

۳- ط (مخطوطه)

۴- حاشية الطحطاوى على الدرّالمختار ۴/ ۱۵۷

۵- حاشية الطحطاوى على الدرّالمختار ۴/ ۱۵۷

۶- حاشية الطحطاوى على الدرّالمختار ۴/ ۱۷۲

marfat.com

اقول

الكراهة المقيدة بالحل غير مطلقه كما لا يخفٰى و انظر ما كتبنا علٰى هامش رد المحتار۔

247–قوله

ان تصنع التعويذ ليحبّها زوجها۔[1]

اقول

لفظ محمد فى الجامع الصغير التوله بكسر التاء و فتح الواو و هو قسم من السحر ليعمل لا جل الحب فلا شك من حرمته و اما ما كان باسم اللّٰه تعالٰى او أية من الأيٰت مظهرا و مضمرا علٰى ما يعمله الفاعلون فهٰذا لا يظهر به باس و الاسماء لها اثر و الحب عند اللّٰه محبوب و اللّٰه تعالٰى نعم اذا ارادت[2] المراة تسخير زوجها بحيث تكون حاكمة عليه وهو مطيعا لها فهٰذا و كل ما يفعل لهٰذا حرام لاشك لما فيه قلب الموضوع المشروع نال عنه رجل الرجال قوامون على النساء بما فضل اللّٰه بعضهم علٰى بعض[3] و هٰذا محمل أخر للتحريم۔

248–قوله

و لعل هٰذه العادة۔[4]

اقول

اى التخصيص[5] بالفجر و العصر۔

۱- حاشية الطحطاوى على الدرّالمختار ۴/۱۸۳

۲- دردت (مخطوطة)

۳- النساء ۳۴

۴- حاشية الطحطاوى على الدرّالمختار ۴/۱۹۰

۵- الخصيص (مخطوطة)

marfat.com

249–قوله

كانت فی زمنه۔[1]

اقول

و الا فجمیع الصلوات کذٰلك هٰذه تتمة کلام ابی الحسن۔

250–قوله

ان العین التی یغلب علی الظن۔[2]

اقول

لفظ الهندیة و هٰهنا نقل الطحطاوی[3] کل عین قائم یغلب علی ظنه انهم اخذوه من الغیر بالظلم و باعوه فی السوق فانه لا ینبغی ان یشتری ذٰلك و ان تداوله الایدی اھ قلت فهٰذا او ضح و ابین للمقصود یعنی انما لا یجوز شراء تلك العین المغصوبه[4] التی یغلب علی الظن انها هی المغصوبة۔

251–قوله

و ان تداولته الایدی۔[5]

اقول

لان الحرام یتعدی الذم ثم علی المذهب المختار یستوی الحکم فی العروض و النقود ایضا لان الخبیث لعدم الملك فیعمل فیما یتعین و فیما لا

۱- حاشیة الطحطاوی علی الدرّالمختار ۴/۱۹۰

۲- حاشیة الطحطاوی علی الدرّالمختار ۴/۱۹۲

۳- ط (مخطوطة)

۴- المغصوصة (مخطوطة)

۵- حاشیة الطحطاوی علی الدرّالمختار ۴/۱۹۲

marfat.com

يتعين و اما على مذهب الكرخي فيجوز شراء ابدال النقود المغصوبة اذا لم يعقد عليه و ينعقد هنا اما نفس تلك الاموال المغصوبة فلا يجوز شراؤها و لا اخذها في الدين و لا امانة و لا بجهة ما لم يبرا او يؤدى الضمان بالاجماع لان الخبث لا يزول عن نفس المغصوب الا بذلك۔

252-قوله

ان يشترى منه۔[1]

اقول

قلت فان استبدل الغاصب بهذا شيئا أخر لم يجز شراؤ البدل ايضاً اذا كان المغصوب عما يتعين لانه انما ملكه ملكا خبيثا لا يحل له الا انتفاع به قبل البراءة على المذهب المفتى به و الخبث اذا كان لفساد الملك عمل فيما يتعين الا على رواية ضعيفة و هى حل الانتفاع بمجرد التغير و الخلط و ان كان مما لا يتعين جاز شراء البدل لان الخبث لفساد الملك و لا يعمل فيما لا يتعين الا على قول من قال ان الخلط و التغير لا يفيد ان الملك[2] اصلا ما لم يرد او يضمن قال الامام مفتى الثقلين على هذا اجمع المحققون من اصحابنا فانه حينئذ يكون خبث الملك لعدم التعيين فيعمل فيه فلا تحل الابدال ايضاً[3] الا بالا براء[4] او التضمين فاحفظ[5] و الله تعالى اعلم۔

۱- حاشية الطحطاوى على الدرّالمختار ۱۹۲/۴

۲- لا يفيد(مخطوطة)

۳- الابدال ايضاً مكرر (مخطوطة)

۴- بالا راء (مخطوطة)

۵- فاحفظ قبل او التضمين (مخطوطة)

marfat.com

253–قوله

لعن العاصر۔[1]

اقول

قلت ای العاصر یقصد المعصیة و هو المراد فی کلام الشارح رحمه الله تعالٰی فصح التعلیل فانه بهٰذا یقصد معصیة بنفسه و زال منافاته لما سبق فافهم۔

254–قوله

من غیر اشتراط جائز۔[2]

اقول

قلت و معلوم ان المعهود کالمشروط و لعله سبق للمحشی فی الاجارة۔

255–قوله

ذٰلك بل الظاهر ان المذهب الحرمة اھ۔[3]

اقول

و لٰکن الاحادیث تقضی بالجواز و الاستحباب و انظر ما قدمه الشارح رحمه الله فی الحج۔

256–قوله

لیس لفظ قیل فی نقل المصنف۔[4]

۱- حاشیة الطحطاوی علی الدرّالمختار ۴/۱۹۶

۲- حاشیة الطحطاوی علی الدرّالمختار ۴/۲۱۱

۳- حاشیة الطحطاوی علی الدرّالمختار ۴/۲۳۳

۴- حاشیة الطحطاوی علی الدرّالمختار ۴/۲۴۴

marfat.com

اقول

لكن قال الشامی قوله و قيل اذ يس الخ كذا عبر فی المنح الخ۔

257–قوله

و هو الصحيح و عن ابی يوسف۔[1]

اقول

لكن فی الخانية عن العمادية عن الصغری يفتی بنفاذ بيع المرهون و ليس لا حد من الراهن و المرتهن فسخه كما مر فی الطحطاوی من الاجارة صفحة ۷۵ و اللّٰه تعالٰی اعلم۔

258–قوله

من قال بالكراهة۔[2]

اقول

قلت و به افتی الخير الرملی فی الرهن صفحة ۱۷۳۔

259–قوله

فی حاشية الاشباه و عليه الفتوٰی۔[3]

اقول

قلت و يجب تقييده بما اذا لم يكن مشروطا فی العقد و لا معهود كالمشروط، راجع رد المحتار من البيوع باب القرض[4] و من اول الرهن و هٰذا

۱- حاشية الطحطاوی علی الدرّالمختار ۴/۲۴۹

۲- حاشية الطحطاوی علی الدرّالمختار ۴/۲۵۴

۳- حاشية الطحطاوی علی الدرّالمختار ۴/۲۵۴

۴- ردالمحتار المعروف بالفتاوٰی الشامی ۴/۱۷۴

marfat.com

الكتاب من صفحة ٢٣٦۔

260–قوله

عليه الصلوٰة و السلام۔[1]

اقول

ذكره فى تبيين الحقائق۔[2]

261–قوله

فان ذٰلك لا يجوز[3] كذا هٰهنا۔[4]

اقول

و لا يجبر به على التسليم كمن وهب مال غيره فاجاز لم يصح الا ان يملك برضاه كما فى العا لمكيرية أخر الباب الاول من كتاب الوصايا۔

262–قوله

و ما ذكره من التعليل۔[5]

اقول

و الذى يظهر للعبد الضعيف غفرله اللّٰه تعالٰى ان السلطان ان ولى قضاء ناحية لرجل و اخرٰى لأخر فنصب كل وصيا تفرد كل من صاحبه لان كلا من القاضيين له الانفراد بالتصرف فكذا لنائبيهما لما ذكروا و ان ولي علٰى بلد واحد

۱- حاشية الطحطاوى على الدرّالمختار ۲۸۰/۴

۲- تبعين (مخطوطة)

۳- ليس حرف "لا" فى مخطوطة

۴- حاشية الطحطاوى على الدرّالمختار ۳۲۲/۴

۵- حاشية الطحطاوى على الدرّالمختار ۳۳۹/۴

marfat.com

قاضيين جملة فليس لاحدهما الانفراد بالقضاء كما فى وكالة الاشباه فكذا الوصيين و اللّٰه تعالٰى اعلم۔

263–قوله

هٰذا لو اقرض لا يكون خيانة۔[1]

اقول

و لٰكن ضامنا كما فى الشامية عن الخانية۔

264–قوله

و فى الثانى خلاف انتهٰى۔[2]

اقول

و قد وفق بان القاضى ان فوض اليه تفويضا عاما كان وصيه وصيا و الا لا و سيأتى شرحا منه۔

265–قوله

ليس له ذٰلك لانه اشتغال۔[3]

اقول

و ينبغى الافتاء قياسا علٰى متولى الاوقاف اذا كان منصوب القاضى ليس للقاضى[4] عزله بلا حجة كمنصوب الواقف على المفتٰى به لفساد قضاة الزمان و اللّٰه تعالٰى اعلم۔[5]

۱- حاشية الطحطاوى على الدرّالمختار ۴/۳۴۲

۲- حاشية الطحطاوى على الدرّالمختار ۴/ ۳۴۷

۳- حاشية الطحطاوى على الدرّالمختار ۴/ ۳۴۷

۴- ليس للقاضى، مكرر فى مخطوطة

۵- حاشية الطحطاوى على الدرّالمختار ۴/ ۳۶۷

marfat.com

266–قوله

تصرفات الورثة۔

اقول

ای لا برضی الغرماء کما فی الخانیة و الحموی۔

267–قوله

لیس بشیء لان[1] خبر المثبت۔[2]

اقول

لیس بشیء فان الشان اولا فی الثبوت روایة ثم فی الثبوت درایة اذ لوصح عنه رحمه الله تعالٰی ان امرأة ماتت و لم تترك الا زوجها فاعطاه[3] المیراث[4] کله لم یدل علی القول بالرد لان و قائع[5] العین تحتمل کل احتمال فجاز ان یکون ذٰلك الزوج ابن عمها فاعطاه الباقی بالعصوبة[6] الیه جزم فی الاختیار۔

(تمت الحاشیة)

۱- ان (مخطوطة)

۲- حاشیة الطحطاوی علی الدرّالمختار ۳۹۴/۴

۳- فاء طاه (مخطوطة)

۴- المیرالثا (مخطوطة)

۵- متائع (مخطوطة)

۶- مالصوبه (مخطوطة)

marfat.com

معالم التنزیل (تفسیر البغوی)

پر حواشی

تعلیقاتِ رضا 2

تعلیق نگار:-

اعلیٰ حضرت امام احمد رضا خان حنفی بریلوی

ترجمہ و تحقیق

علامہ محمد صدیق ہزاروی

جامعہ نظامیہ رضویہ لاہور

نظرِ ثانی

محمد رضاء الحسن قادری

کرمانوالہ بک شاپ

marfat.com

بفیضانِ کرم

حضرت سید السادات پیر محمد اسماعیل شاہ بخاری رحمۃ اللہ علیہ

المعروف حضرت کرماں والے

آستانہ عالیہ
حضرت کرما نوالہ شریف
اوکاڑہ

شمیم باغ ولایت

- حضرت سید محمد علی شاہ بخاری رحمۃ اللہ علیہ

منظر بدر طریقت

- حضرت سید محمد عثمان علی شاہ بخاری رحمۃ اللہ علیہ
- حضرت پیر سید عضنفر علی شاہ بخاری رحمۃ اللہ علیہ
- حضرت پیر سید صمصام شاہ بخاری مدظلہ العالی

بفیضان نظر

حضرت پیر

سید میر طیب علی شاہ بخاری مدظلہ العالی

سجادہ نشین حضرت کرما نوالہ شریف

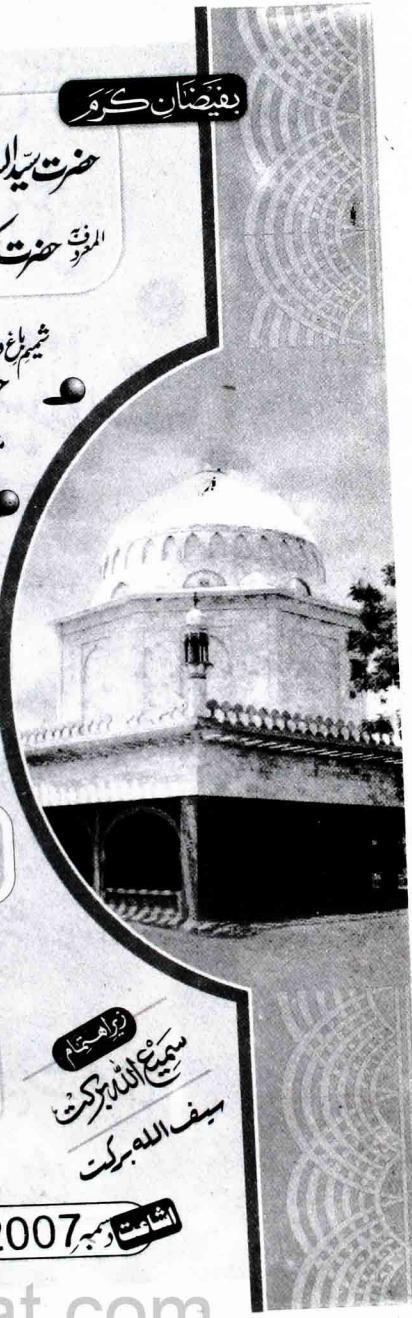

زیر اہتمام

سیف اللہ برکت

سیف اللہ برکت

دیز ائر ڈی

حاجی انعام اللہ طیبی نقشبندی برکاتی

جملہ حقوق محفوظ ہیں

اشاعت دسمبر 2007ء

قیمت 180 روپے

marfat.com

امام حسین بن مسعود بغوی رحمۃ اللہ علیہ

شیخ ابو محمد حسین بن مسعود بغوی خراسان کے ایک شہر بغ یا بغشور میں پیدا ہوئے۔ اسی مناسبت سے آپ بغوی کہلاتے ہیں۔ آپ کا لقب محی السنۃ ہے اور آپ شافعی فقہ کے بہت بڑے فقیہ اور عظیم محدث و مفسر تھے۔

آپ نے قاضی حسین قُدِّسَ سِرُّہٗ سے فقہ و حدیث کا درس لیا۔ علم و فضل کے بحرِ ذخار اور زہد و تقویٰ میں بے مثال تھے۔

علامہ تاج الدین سبکی لکھتے ہیں:

''امام بغوی جلیل القدر امام، عابد و زاہد، محدث، مفسر، فقیہ، علم و عمل کے جامع اور طریقۂ اسلاف پر گامزن تھے۔ قرآن کریم کی تفسیر اور احادیثِ نبویہ کی مشکلات کے حل کے سلسلہ میں کتابیں تصنیف کیں''۔[1]

آپ کی تفسیر ''معالم التنزیل'' ایک متوسط الحجم کتاب ہے۔ اس میں آپ رحمۃ اللہ علیہ نے مفسرینِ صحابہ، تابعین اور تبع تابعین کے اقوال جمع کیے ہیں۔ شیخ تاج الدین ابو نصر عبد الوہاب بن محمد حسینی (متوفی ۸۷۵ھ) نے اس کی تلخیص کی ہے۔[2]

امام بغوی حیاتِ مستعار کے تقریباً ۸۰ سال پورے کرنے کے بعد ۵۱۶ھ میں اس جہانِ فانی سے رخصت ہوئے اور طالقان میں اپنے شیخ قاضی حسین کے پہلو میں دفن کیے گئے۔[3]

آپ نے درجِ ذیل تصانیف یادگار چھوڑی ہیں: تفسیر معالم التنزیل، مصابیح السنۃ، التہذیب فی فروع الفقہ الشافعی، الجمع بین الصحیحین اور الانوار فی شمائل النبی المختار۔[4]

۱- تاج الدین سبکی — طبقات الشافعیۃ الکبریٰ ۴/۲۱۴

۲- حاجی خلیفہ — کشف الظنون عن اسامی الکتب والفنون ۲/۱۷۲۶

۳- ابن کثیر — البدایہ والنہایہ ۱۲/۱۹۳

۴- عمر رضا کحالہ — معجم المؤلفین ۴/۶۱

marfat.com

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

1- بغوی رحمۃ اللہ علیہ

ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

اِنَّ الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا وَ الَّذِیْنَ هَادُوْا وَ النَّصٰرٰی وَ الصّٰبِئِیْنَ مَنْ اٰمَنَ بِاللّٰهِ وَ الْیَوْمِ الْاٰخِرِ وَ عَمِلَ صَالِحًا فَلَهُمْ اَجْرُهُمْ عِنْدَ رَبِّهِمْ وَ لَا خَوْفٌ عَلَیْهِمْ وَ لَا هُمْ یَحْزَنُوْنَ۔[1]

''بیشک ایمان والے اور یہودیوں اور نصرانیوں اور ستارہ پرستوں میں سے وہ کہ سچے دل سے اللہ اور پچھلے دن پر ایمان لائیں اور نیک کام کریں، ان کا ثواب ان کے رب کے پاس ہے اور انہیں نہ کچھ اندیشہ ہے اور نہ کچھ غم''۔[2]

اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ علیہ

آیتِ مذکورہ بالا میں دو باتوں پر ایمان لانا ضروری قرار دیا گیا ہے جبکہ ایمان کے پانچ ارکان ہیں۔ اس کی وضاحت کرتے ہوئے امام احمد رضا بریلوی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

''اللہ تعالیٰ پر ایمان کی قبولیت وصحت تمام ضروریاتِ دین[3] کی تصدیق کے ساتھ مشروط ہے کیونکہ ان میں سے کسی ایک کی تکذیب اللہ تعالیٰ کی تکذیب ہے جو باری تعالیٰ کے انکار کے مترادف ہے لہٰذا ایسے شخص کا ایمان کس طرح صحیح ہوگا؟''

۱- بقرۃ:۶۲

۲- کنزالایمان فی ترجمۃ القرآن

۳- ضروریاتِ دین سے مراد وہ احکام وارشادات ہیں جن کا دین محمدی (صلی اللہ علیہ وسلم) سے ہونا خبرِ متواتر سے ثابت ہوا اور جو عوام وخواص میں شہرتِ عامہ رکھتے ہوں جیسے وجودِ صانع، نمازِ پنجگانہ، حرمتِ شراب وغیرہ۔

(عقائدِ اہلِ سنت از علامہ مشتاق احمد نظامی صفحہ ۳۷)

marfat.com

اب سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ جب اللہ تعالیٰ کی تصدیق تمام ضروریاتِ دین کی تصدیق کی متقاضی ہے تو پھر صرف قیامت پر ایمان کو خصوصیت کے ساتھ کیوں بیان فرمایا گیا؟

امام احمد رضا بریلوی رحمۃ اللہ علیہ اس سوال کے جواب میں فرماتے ہیں کہ چونکہ ایمان بالآخرۃ خاص اہمیت[1] کا حامل ہے اِس لئے اسے علٰحدہ بیان فرمایا جیسے آیتِ کریمہ وَ الَّذِیْنَ یُؤْمِنُوْنَ بِمَاۤ اُنْزِلَ اِلَیْكَ وَمَاۤ اُنْزِلَ مِنْ قَبْلِكَ وَ بِالْاٰخِرَةِ هُمْ یُوْقِنُوْنَ میں آخرت پر ایمان کو علٰحدہ کرتے ہوئے تیسرے نمبر پر بیان فرمایا حالانکہ پہلی دو باتوں میں یہ ضمناً داخل تھا۔

2- بغوی رحمۃ اللہ علیہ

حضرت ابراہیم علیہ الصلوٰۃ والسلام نے (عین الیقین کے حصول کی خاطر) اللہ تعالیٰ سے مردوں کو زندہ کرنے کی کیفیت معلوم کرنا چاہی۔ اللہ تعالیٰ نے آپ کو چار پرندے حاصل کرنے اور پھر ان کو اپنے ساتھ مانوس کرنے کے بعد ذبح کر کے پہاڑوں پر رکھنے کا حکم دیا تاکہ بلانے پر وہ زندہ ہو کر آپ کی خدمت میں دوڑتے ہوئے حاضر ہوں چنانچہ آپ نے اسی طرح کیا۔ قرآنِ پاک (سورۂ بقرہ:۲۶۰) میں یہ واقعہ تفصیل کے ساتھ مذکور ہے۔

امامِ بغوی رحمۃ اللہ علیہ نے اس سلسلے میں مختلف اقوال نقل کئے ہیں کہ پرندوں کے مخلوط گوشت کے اجزا اور پہاڑوں کی تعداد کتنی تھی؟ حضرتِ ابنِ عباس اور حضرتِ قتادہ رضی اللہ عنہما کے نزدیک چار پہاڑوں پر چار اجزا رکھے گئے جب کہ ابنِ جریج اور سدی کے نزدیک ساتھ حصے سات پہاڑوں پر رکھے گئے۔

اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ علیہ

ابنِ کثیر[2] کے نزدیک حضرتِ ابن عباس رضی اللہ عنہما سے بھی ایک روایت سات کے بارے

۱- ایمان اور اعمالِ صالحہ کا دارومدار ایمان بالآخرۃ پر زیادہ ہے کیونکہ جب تک قیام قیامت اور حساب و کتاب نیز جزا و سزا کے قانونِ خداوندی کو تسلیم نہ کیا جائے، ایمان اور اعمال صالحہ کی فضیلت و اہمیت اور کفر و اعمالِ بد کی برائیاں ستور رہتی ہیں۔ اس لئے قرآنِ پاک میں آخرت پر ایمان کو خاص مقام دیا گیا۔ ۱۲ ہزاروی

۲- تلاشِ بسیار کے باوجود تفسیر ابنِ جریر میں حضرتِ ابنِ عباس رضی اللہ عنہما کا یہ قول نہ مل سکا جبکہ ابن کثیر نے یہ قول نقل کیا۔ ایسا معلوم ہوتا ہے کہ ناقل سے نقل میں خطا ہوگئی اور ابنِ کثیر کے بجائے ابنِ جریر لکھ دیا۔ ۱۲ ہزاروی

marfat.com

میں ہے۔[1]

3- بغوی رحمۃ اللہ علیہ

آیتِ کریمہ اَلشَّیْطٰنُ یَعِدُکُمُ الْفَقْرَ وَ یَاْمُرُکُمْ بِالْفَحْشَآءِ (شیطان تم کو محتاجی سے ڈراتا اور بخل کا حکم دیتا ہے) کی تفسیر میں علامہ بغوی رحمۃ اللہ علیہ نے کلبی کا قول نقل کیا ہے کہ قرآنِ پاک میں ہر "فحشاء" زنا کے معنیٰ میں ہے، صرف یہاں اس معنیٰ میں نہیں ہے۔

اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ علیہ

امام احمد رضا بریلوی رحمۃ اللہ علیہ اس تعبیر کو نہایت قبیح قرار دیتے ہوئے فرماتے ہیں کہ ان الفاظ کی بجائے یہ کہنا چاہئے تھا کہ قرآنِ پاک میں جہاں کہیں بھی لفظِ "فحشاء" آیا ہے، زنا کے معنیٰ میں ہے، صرف یہاں اس معنیٰ میں نہیں ہے۔[2]

4- بغوی رحمۃ اللہ علیہ

آیتِ کریمہ وَ اتَّقُوْا یَوْمًا تُرْجَعُوْنَ فِیْهِ اِلَى اللّٰهِ ثُمَّ تُوَفّٰى كُلُّ نَفْسٍ مَّا كَسَبَتْ وَ هُمْ لَا یُظْلَمُوْنَ کے بارے میں امام بغوی رحمۃ اللہ علیہ نے حضرتِ ابنِ عباس رضی اللہ عنہما کا قول نقل فرمایا کہ رسولِ کریم صلی اللہ علیہ وسلم پر نازل ہونے والی آیات میں سے آخری آیت ہے۔

اس آیت کے نزول کے بعد رسولِ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کتنے دن (ظاہری حیات کے ساتھ) زندہ رہے؟ اس سلسلے میں علامہ بغوی رحمۃ اللہ علیہ نے چند اقوال نقل فرمائے۔ ابنِ جریج کے نزدیک نو اور سعید بن جبیر کے نزدیک سات راتوں کے بعد آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا وصال ہوا۔

اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ علیہ

ابنِ کثیر اور درِ منثور کے مطابق حضرت سعید بن جبیر رضی اللہ عنہ سے صحیح قول نو راتوں کے بارے میں منقول ہے۔

۱- تفسیر ابنِ کثیر ۱/ ۳۱۵

۲- یعنی صرف "فحشاء" کی بجائے "لفظِ فحشاء" کہنا چاہئے تھا۔ ۱۲ ہزاروی

marfat.com

5-بغوی رحمۃ اللہ علیہ

شریعتِ اسلامیہ میں بعض باتوں کی ادائیگی ضروری قرار دی گئی، بعض سے اجتناب کا حکم دیا گیا اور کچھ امور کے بارے میں خاموشی اختیار کی گئی اور ان کے بارے میں سوال سے منع کیا گیا۔ ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

یٰۤاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا لَا تَسْـَٔلُوْا عَنْ اَشْیَآءَ اِنْ تُبْدَ لَكُمْ تَسُؤْكُمْ وَ اِنْ تَسْـَٔلُوْا عَنْهَا حِیْنَ یُنَزَّلُ الْقُرْاٰنُ تُبْدَ لَكُمْ عَفَا اللّٰهُ عَنْهَا وَ اللّٰهُ غَفُوْرٌ حَلِیْمٌ۔[1]

''اے ایمان والو! ایسی باتیں نہ پوچھو جو تم پر ظاہر کی جائیں تو تمہیں بُری لگیں اور اگر انہیں اس وقت پوچھو گے کہ قرآن اُتر رہا ہے تو تم پر ظاہر کر دی جائیں گی، اللہ انہیں معاف کر چکا اور اللہ بخشنے والا حلم والا ہے''۔[2]

اس آیتِ کریمہ کے شانِ نزول کے سلسلے میں علامہ بغوی رحمۃ اللہ علیہ نے چند اقوال نقل فرمائے اور پھر عَفَا اللّٰهُ عَنْهَا کے تحت حضرتِ ابو ثعلبہ خشنی رضی اللہ عنہ سے ایک روایت نقل کی کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

انّ اللّٰه عزوجل فرض فرائض فلا تضیعوها و حرم حرمات فلا تنتهکوها وحد حدوداً فلا تعتدّوها وسکت عن اشیاء من غیر نسیان فلا تبحثوا عنها۔

''بیشک اللہ تعالیٰ نے بعض چیزیں فرض کیں، پس انہیں ضائع نہ کرو، کچھ کاموں سے روکا لہٰذا ان کے قریب نہ جاؤ، کچھ حدود مقرر کیں، ان سے تجاوز نہ کرو اور بعض باتوں کو معاف کیا۔ یہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے بھول نہیں۔ پس اس میں بحث نہ کرو''۔

۱- مائدہ:۱۰۱

۲- کنزالایمان فی ترجمۃ القرآن

marfat.com

اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ علیہ

اسی طرح کی روایت دار قطنی نے بھی حضرتِ ابو ثعلبہ رضی اللہ عنہ سے مرفوعاً[1] روایت کی ہے۔[2]

6- بغوی رحمۃ اللہ علیہ

جب حضرتِ موسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام نے کوہِ طور پر اللہ تعالیٰ سے ہمکلامی کا شرف حاصل کرنے کے بعد عرض کیا کہ اے اللہ! میں تجھے دیکھنا چاہتا ہوں۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا: اے موسیٰ! تو مجھے ہرگز نہیں دیکھ سکتا البتہ اس پہاڑ کی طرف دیکھ، اگر یہ اپنی جگہ پر ٹھہرا رہا تو تُو مجھے دیکھ لے گا، چنانچہ جب اللہ تعالیٰ نے پہاڑ پر اپنا نور چمکایا تو پہاڑ پاش پاش ہو گیا اور حضرتِ موسیٰ علیہ السلام بیہوش ہو کر گر پڑے۔ قرآنِ کریم (سورۂ اعراف: ۱۴۳) میں اس واقعہ کا بیان ہے۔

اس واقعہ کے ضمن میں امام بغوی رحمۃ اللہ علیہ نے کسی نامعلوم کتاب کے حوالے سے ایک روایت نقل کی جو کسی طور پر بھی انبیاءِ کرام علیہم السلام کے شایانِ شان نہیں۔ وہ روایت یہ ہے کہ جب حضرت موسیٰ علیہ السلام پر غشی طاری تھی تو (معاذ اللہ) فرشتوں نے آپ کو لاتیں مارنا شروع کر دیں اور کہا: اے پاکدامن عورت کے بیٹے! کیا تو رب العزت کو دیکھنے کی لالچ کرتا ہے؟

اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ علیہ

امام احمد رضا بریلوی رحمۃ اللہ علیہ یہ روایت نقل کرنے پر تعجب کرتے ہوئے فرماتے ہیں کہ کیا اس قسم کی نامناسب روایات نامعلوم کتب سے نقل کرنا معقول بات ہے؟ اس قسم کی روایات کو نقل کرنے کی بجائے انہیں نظر انداز کر دینا چاہئے۔[3]

7- بغوی رحمۃ اللہ علیہ

حضرت سعید بن جبیر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ تینتیس مرد اور چھ عورتیں اسلام قبول کر چکے

۱- جو روایت حضورِ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم تک پہنچے، اسے مرفوع کہتے ہیں۔ ۱۲ ہزاروی

۲- سنن دار قطنی: کتاب الرضاع ۴/۱۸۴

۳- یہاں روایتِ مذکورہ کو محض ضرورت کے تحت اور تردید کیلئے نقل کیا گیا۔ ۱۲ ہزاروی

marfat.com

تھے، ان کے بعد حضرتِ عمر بن خطاب فاروقِ اعظم رضی اللہ عنہ اسلام لائے اور رسولِ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم پر ایمان لانے والی جماعت چالیس افراد پر مشتمل ہوگئی تو آیتِ کریمہ یٰۤاَیُّهَا النَّبِیُّ حَسْبُكَ اللّٰهُ وَ مَنِ اتَّبَعَكَ مِنَ الْمُؤْمِنِیْنَ[1] نازل ہوئی۔

لفظ ''مَنْ'' کے محلِ اعراب میں علامہ بغوی رحمۃ اللہ علیہ نے اختلاف کیا کہ اکثر مفسرین کے نزدیک یہ محلِ جر میں ہے۔ اب عبارت یوں ہوگی: حسبك الله و حسب من اتبعك الخ یعنی اے نبی! آپ کو اور آپ کے متبعین مومنوں کو اللہ کافی ہے۔ بعض کے نزدیک یہ محلِ رفع میں ہے اور اسمِ جلالت (اللہ) پر اس کا عطف ہے۔ اب اس کا مطلب یہ ہوگا: حسبك الله و متبعوك من المؤمنين۔ ''آپ کو اللہ تعالیٰ اور آپ کے متبعین مومنین کافی ہیں''۔

اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ علیہ

محلِ رفع میں ہونا زیادہ صحیح قول ہے کیونکہ علامہ جلال الدین سیوطی رحمۃ اللہ علیہ نے صرف اسی کو بیان فرمایا اور آپ رحمۃ اللہ علیہ اصح قول ہی بیان فرماتے ہیں۔

8- بغوی رحمۃ اللہ علیہ

لَقَدْ تَّابَ اللّٰهُ عَلَى النَّبِیِّ وَ الْمُهٰجِرِیْنَ وَ الْاَنْصَارِ الَّذِیْنَ اتَّبَعُوْهُ فِیْ سَاعَةِ الْعُسْرَةِ مِنْۢ بَعْدِ مَا كَادَ یَزِیْغُ قُلُوْبُ فَرِیْقٍ مِّنْهُمْ ثُمَّ تَابَ عَلَیْهِمْ اِنَّهٗ بِهِمْ رَءُوْفٌ رَّحِیْمٌ۔[2]

''بیشک اللہ کی رحمتیں متوجہ ہوئیں اُن غیب کی خبریں بتانے والے اور اُن مہاجرین اور انصار پر جنہوں نے مشکل کی گھڑی میں ان کا ساتھ دیا بعد اس کے کہ قریب تھا کہ ان میں کچھ لوگوں کے دل پھر جائیں پھر اُن پر رحمت سے متوجہ ہوا۔ بیشک وہ اُن پر نہایت مہربان رحم والا ہے''۔[3]

۱- اَنفال: ۶۴

۲- توبہ: ۱۱۷

۳- کنزالایمان فی ترجمۃ القرآن

marfat.com

آیتِ مذکورہ بالا کے تحت علامہ بغوی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ اگر سوال کیا جائے کہ جب آیت کے شروع میں توبہ کا ذکر ہے تو دوبارہ توبہ کا بیان کیوں لایا گیا؟ جواب میں کہا جائے گا کہ وہ گناہ کے ذکر سے پہلے کی بات ہے اور وہ محض اللہ تعالیٰ کا فضل ہے۔ اب جب گناہ کا ذکر کیا تو دوبارہ توبہ کا بیان ہوا اور اس سے مراد قبولیت ہے۔ علامہ بغوی رحمۃ اللہ علیہ نے حضرتِ ابن عباس رضی اللہ عنہما کا قول بھی نقل کیا کہ اللہ تعالیٰ جس کی توبہ قبول فرمائے، اسے کبھی بھی عذاب نہیں دے گا۔

اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ علیہ

یہ قبولیت بھی محض اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم پر موقوف ہے اور اس پر کوئی چیز واجب نہیں۔

9- بغوی رحمۃ اللہ علیہ

مشرکین کے ذکر میں اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

وَمَا يَتَّبِعُ أَكْثَرُهُمْ إِلَّا ظَنًّا۔[2]

''ان میں سے اکثر گمان کی پیروی کرتے ہیں''۔

علامہ بغوی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: اکثر سے مراد تمام مشرکین ہیں یعنی وہ سب کے سب دولتِ یقین سے عاری ہیں اور ان کے عقائد محض ظن و تخمین پر مبنی ہیں۔

اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ علیہ

بلاشبہ ان میں ایسے لوگ بھی ہیں جو ظن و وہم اور ادنیٰ شبہ کے پیچھے بھی نہیں چلتے بلکہ وہ حق کو یقیناً پہچانتے ہیں اور محض تکبر و عناد کی بنا پر اپنے نفس کے پیروکار بنے ہوئے ہیں (لہٰذا اکثر سے کل مراد لینا صحیح نہ ہوا)۔

10- بغوی رحمۃ اللہ علیہ

سیدنا حضرتِ یوسف علیہ الصلوٰۃ والسلام کے واقعہ کے ضمن میں ارشادِ خداوندی ہے:

۲- یونس: ۳۶

marfat.com

وَلَقَدْ هَمَّتْ بِهٖ وَ هَمَّ بِهَا لَوْلَا اَنْ رَّاٰ بُرْهَانَ رَبِّهٖ۔[1]

''اور بیشک عورت نے اس کا ارادہ کیا اور وہ بھی اس کا ارادہ کرتا اگر اپنے رب کی دلیل نہ دیکھ لیتا''۔[2]

هَمَّ بِهٖ سے کیا مراد ہے؟ کیا حضرتِ یوسف علیہ السلام نے بھی ارادۂ گناہ فرمایا؟ اس بارے میں علامہ بغوی رحمۃ اللہ علیہ نے بحث فرماتے ہوئے قِیْلَ کے ساتھ ایک قول نقل فرمایا: حضرتِ زلیخا نے ارادہ کیا کہ حضرتِ یوسف علیہ السلام اس سے ہم بستر ہوں اور حضرتِ یوسف علیہ السلام نے اپنے لئے حضرتِ زلیخا کے زوجہ ہونے کی تمنا کی۔

علامہ بغوی رحمۃ اللہ علیہ یہ قول نقل کرنے کے بعد فرماتے ہیں: یہ اور اس قسم کے دوسرے اقوال ناپسندیدہ ہیں کیونکہ یہ ان علماءِ سلف کے اقوال کے مخالف ہیں جو دین اور علم کے مراکز اور منابع تھے۔

اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ علیہ

اس مسئلہ کے بارے میں حضرتِ علامہ امام قاضی عیاض رحمۃ اللہ علیہ کی تصنیفِ لطیف ''شفاء شریف'' میں کافی وشافی بیان ہے لہٰذا اس کا مطالعہ از بس لازمی ہے۔

فائدہ: علامہ قاضی عیاض رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

و اما قول اللّٰہ تعالٰی فیہ وَلَقَدْ هَمَّتْ بِهٖ وَهَمَّ بِهَا لَوْلَا اَنْ رَّاٰ بُرْهَانَ رَبِّهٖ فعلی مذهب كثير من الفقهاء و المحدثين ان هم النفس لا يؤاخذ به و ليست سيئة لقوله صلى اللّٰہ عليه وسلم عن ربه اذا هم عبدی لسيئة فلم يعملها كتبت به حسنة فلا معصية فی همه اذا و اما علٰی مذهب المحققين من الفقهاء و المتكلمين فان الهم اذا وطنت عليه النفس سيئة و اما ما لم توطن عليه النفس من همومها و خواطرها فهو المعفو عنه و هٰذا هو الحق فيكون ان شاء اللّٰہ هم

۱- یوسف: ۲۴

۲- کنز الایمان فی ترجمۃ القرآن

marfat.com

یوسف من ھٰذا و یکون قولہ وَمَا اُبَرِّئُ نَفْسِیْ الاٰیۃ ای ما ابرئھا من ھٰذا الھم او یکون ذٰلک منہ علٰی طریق التواضع و الاعتراف بمخالفۃ النفس لما زکی قبل و برئ فکیف و قد حکی ابو حاتم عن ابی عبیدۃ ان یوسف لم یھم و ان الکلام فیہ تقدیم و تاخیر ای وَلَقَدْ ھَمَّتْ بِہٖ وَ لَوْلَا اَنْ رَّاٰی بُرْھَانَ رَبِّہٖ لھم بھا و قد قال اللّٰہ تبارک و تعالٰی عن المراۃ وَلَقَدْ رَاوَدْتُّہٗ عَنْ نَّفْسِہٖ فَاسْتَعْصَمَ و قال تعالٰی کَذٰلِکَ لِنَصْرِفَ عَنْہُ السُّوْٓءَ وَالْفَحْشَآءَ و قال تعالٰی وَغَلَّقَتِ الْاَبْوَابَ وَقَالَتْ ھَیْتَ لَکَ قَالَ مَعَاذَ اللّٰہِ اِنَّہٗ رَبِّیْٓ اَحْسَنَ مَثْوَایَ الایۃ قیل فی ربی اللّٰہ و قیل الملک و قیل ھم بھا ای بزجرھا و وعظھا و قیل ھم بھا ای غمھا امتناعہ عنھا و قیل ھم بھا نظر الیھا و قیل ھم بضربھا و دفعھا و قیل ھٰذا کلہ کان قبل نبوتہ۔

''اللہ تعالیٰ کے ارشاد وَلَقَدْ ھَمَّتْ بِہٖ وَ ھَمَّ بِھَا لَوْلَا اَنْ رَّاٰی بُرْھَانَ رَبِّہٖ کے بارے میں کئی فقہاء ومحدثین کا مذہب یہ ہے کہ ارادۂ نفس پر مواخذہ نہیں اور نہ یہ گناہ ہے کیونکہ حدیثِ قدسی میں ہے کہ جب بندہ گناہ کا ارادہ کرے لیکن اس کو عملی جامہ نہ پہنائے تو اس کیلئے نیکی لکھی جاتی ہے لہٰذا ارادہ کرنے میں گناہ نہیں۔ محققین، فقہاء اور متکلمین کے مسلک کے مطابق ارادہ کے ساتھ جب نفس کی آمادگی ہو تو گناہ ہے لیکن آمادگی اور تعلقِ خاطر کے بغیر معاف ہے۔ یہی حق ہے اور یوسف علیہ السلام کا ارادہ بھی اسی نوعیت کا تھا اور آپ کا قول وَمَا اُبَرِّئُ نَفْسِیْ یا تو ارادہ سے عدمِ براءت ہے یا تواضع اور یا نفس نے سابقہ پاکیزگی اور براءت کی جو مخالفت کی، اس کا اعتراف ہے۔

یوسف علیہ السلام کے بارے میں گناہ کا تصور کس طرح کیا جا سکتا ہے جبکہ ابو حاتم نے ابو عبیدہ سے روایت کی کہ یوسف علیہ السلام نے ارادہ نہیں فرمایا اور کلام (آیت) میں تقدیم و تاخیر ہے جس کا مطلب یہ ہے کہ اگر اپنے رب کی

marfat.com

برہان نہ دیکھتے تو ارادہ فرماتے، نیز قرآنِ پاک کی آیات میں حضرتِ زلیخا کا قول (مذکور) ہے کہ میں نے ان کا دل لبھانا چاہا لیکن انہوں نے اپنے آپ کو بچالیا، نیز فرمایا: اسی طرح ہوتا کہ ہم ان سے برائی اور بے حیائی کو پھیر دیں اور اللہ تعالیٰ نے فرمایا: حضرتِ زلیخا نے دروازے بند کر دیے اور کہا آؤ! تمہیں سے کہتی ہوں۔ آپ نے فرمایا اللہ تعالیٰ کی پناہ! بیشک میرے رب نے مجھے اچھا ٹھکانا نہ دیا۔ کہا گیا ہے کہ رب سے مراد یا اللہ تعالیٰ ہے یا بادشاہ (پرورش کنندہ ہونے کی وجہ سے) بعض نے کہا: هَمَّ بِهَا کا مطلب ہے: ''اِس کو جھڑکا اور نصیحت فرمائی''۔ ایک قول کے مطابق اس کا مطلب یہ ہے کہ یوسف علیہ السلام نے اپنے آپ کو اس سے روک کر اس کو مغموم کر دیا۔ ایک قول یہ ہے کہ اس کی طرف نظر کی، علاوہ اس کے اس کو مارنا اور دور کرنا بھی مراد لیا گیا ہے، بایں ہمہ یہ سب کچھ نبوت (کے حصول) سے پہلے ہے''۔

(الشفاء تعریف حقوق المصطفیٰ ۲/۱۴۴ و ۱۴۵)

11- بغوی رحمۃ اللہ علیہ

علامہ بغوی رحمۃ اللہ علیہ نے بعض لوگوں کا قول نقل کیا کہ جو کچھ حضرتِ یوسف علیہ السلام سے سرزد ہوا، گناہ صغیرہ ہے اور انبیاءِ کرام علیہم السلام سے صغائر کا صدور جائز ہے۔

اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ علیہ

یہ بات (یعنی گناہ صغیرہ کی انبیاءِ کرام کی طرف نسبت) اسی وقت صحیح ہے جب کہ محض صغیرہ کا قرب مراد ہو، ارتکاب نہیں۔

فائدہ: انبیائے کرام علیہم السلام سے گناہ صغیرہ کے سرزد ہونے کے بارے میں جو لوگ جواز کے قائل ہیں، ان کی تردید میں قاضی عیاض مالکی رحمۃ اللہ علیہ فصل فی الرد علی من اجاز علیهم الصغائر کے تحت لکھتے ہیں:

اعلم ان المجوزین للصغائر علی الانبیاء من الفقهاء و المحدثین و

marfat.com

من شایعهم علٰی ذٰلك من المتکلمین احتجوا علٰی ذٰلك بظواهر کثیرة من القرآن و الحدیث ان التزموا ظواهرها افضت بهم الٰی تجویز الکبائر و خرق الاجماع و ما لا یقول به مسلم فکیف و کل ما احتجوا به مما اختلف المفسرون فی معناه و تقابلت الاحتمالات فی مقتضاه و جاء ت اقاویل فیها للسلف بخلاف ما التزموه من ذٰلك فاذا لم یکن مذهبهم اجماعا و کان الخلاف فیما احتجوبه قدیما وقامت الدلالة علٰی خطا قولهم و صحة غیره وجب ترکه و المصیر الٰی ماصح الخ۔

''جن فقہاء و محدثین نے انبیاءِ کرام علیہم السلام سے گناہِ صغیرہ جائز قرار دیا ہے اور جن متکلمین نے ان کی آواز پر لبیک کہی، انہوں نے قرآنِ پاک کی کئی آیات اور بہت سی احادیث کے ظاہر کو دلیل بنایا، لیکن ظاہر کو دلیل بنانے سے کبائر کا جواز اور اجماع کا خلاف لازم آتا ہے اور اس (کبائر) کا کوئی مسلمان بھی قائل نہیں، مزید برآں صغائر کے جواز کا قول کس طرح کیا جا سکتا ہے کیونکہ جن آیات کو دلیل بنایا گیا ہے، اُن کے معانی میں مفسرین کا اختلاف ہے اور اس کے مقتضٰی میں کئی احتمالات باہم مقابل ہیں، نیز اسلاف کے اقوال بھی ان دلائل کے خلاف ہیں، پس ان (مجوزین) کا مذہب اجماع بھی نہیں اور ان آیاتِ مُستدلّہ کے معانی میں زمانۂ قدیم سے اختلاف بھی چلا آرہا ہے، نیز ان کی بات کے غلط ہونے اور اس کے غیر کی صحت پر دلیل قائم ہے تو اس کا ترک اور صحیح قول کی طرف رجوع واجب ہے''۔

(الشفاء بتعریف حقوق المصطفٰی ۲/۱۵۵و۱۵۶)

12-بغوی رحمۃ اللہ علیہ

آیتِ کریمہ وَلَقَدْ هَمَّتْ بِهٖ وَ هَمَّ بِهَا کے تحت امام بغوی رحمۃ اللہ علیہ نے صیغۂ مجہول (رُوِیَ) کے ساتھ ایک روایت نقل فرمائی کہ جب حضرتِ یوسف علیہ السلام قید خانے سے باہر

marfat.com

تشریف لا کر بادشاہ کے پاس پہنچے اور زلیخا نے اپنے جرم کا اقرار کر لیا تو حضرتِ یوسف علیہ السلام نے فرمایا: یہ بات (یعنی قید خانہ سے باہر آنے کیلئے یہ استفسار کیا کہ اب ان عورتوں کا کیا خیال ہے؟) اس لئے کہی تا کہ بادشاہ کو پتہ چل جائے کہ میں نے اس کی عدم موجودگی میں ارتکابِ خیانت نہیں کیا۔ اس بات پر حضرتِ جبریلِ امین علیہ السلام نے عرض کیا: اے یوسف! کیا اس وقت بھی نہیں جب آپ نے قصد فرمایا؟ آپ نے فرمایا: میں اپنے نفس کو بے عیب نہیں بتاتا۔

اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ علیہ

یہ اصل قول کے مطابق ہے کہ حضرتِ یوسف علیہ السلام نے حضرتِ زلیخا کا قصد فرمایا حالانکہ صحیح بات اس کے خلاف ہے (یعنی آپ نے قصد نہیں فرمایا تھا) اور شفاء شریف میں اس مسئلہ کی تحقیق ملاحظہ کی جائے۔[1]

13- بغوی رحمۃ اللہ علیہ

امام بغوی رحمۃ اللہ علیہ نے حضرتِ یوسف علیہ السلام کے واقعہ کے ضمن میں حضرتِ حسن بصری رحمۃ اللہ علیہ کا قول نقل کیا کہ قرآنِ کریم میں اللہ تعالیٰ نے انبیاء علیہم السلام کے گناہوں کا ذکر عار دلانے کیلئے نہیں بلکہ اپنے انعامات کے اظہار کیلئے فرمایا نیز یہ بتانے کیلئے کہ کوئی شخص اللہ تعالیٰ کی رحمت سے مایوس نہ ہو۔

اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ علیہ

ذنوبِ انبیاء سے مراد صورتِ گناہ ہے ورنہ حقیقۃً گناہ سے انبیاءِ کرام علیہم السلام نہایت دور اور منزہ و مبرا ہیں۔[2]

۱- یہ بحث اسی کتاب کے گزشتہ صفحات پر گزر چکی ہے لہٰذا اسے وہاں پر دیکھا جائے۔ ۱۲ ہزاروی

۲- "حسنات الابرار سیئات المقربین" کے تحت انبیاءِ کرام علیہم السلام سے معمولی سی لغزش کو گناہ سے تعبیر کیا جاتا ہے ورنہ ان سے گناہ کا تصور بھی ممکن نہیں۔ ۱۲ ہزاروی۔

marfat.com

14-بغوی رحمۃ اللہ علیہ

وَلَقَدْ هَمَّتْ بِهٖ وَ هَمَّ بِهَا کے تحت علامہ بغوی رحمۃ اللہ علیہ نے بعض محققین کا قول نقل فرمایا کہ ارادہ کی دو قسمیں ہیں:

۱- ارادۂ ثابتہ یعنی جس میں عزم، رضا وغیرہ پائے جائیں اور اس پر مواخذہ ہے۔

۲- اختیار و عزم کے بغیر محض نفس کی خواہش اور اس پر مواخذہ نہیں جب تک کہ عمل نہ ہو یا زبان پر نہ آئے۔

اسی ضمن میں علامہ بغوی رحمۃ اللہ علیہ نے ایک روایت نقل فرمائی جو حضرتِ ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسولِ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

قال اللّٰہ عزّوجلّ اذا تحدّث عبدی بان یعمل حسنة فانا اکتبها له حسنة مالم یعملها فاذا عملها فانا اکتبها له بعشر امثالها واذا تحدّث بان یعمل سیّئة فانا اغفرها له مالم یعملها فاذا عملها فانا اکتبها له بمثلها سیّئة۔

''اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے کہ جب میرا بندہ نیکی کرنے کا ارادہ کرتا ہے تو اگر عمل نہ کرے، ایک نیکی کا ثواب لکھتا ہوں اور اگر اسے عملی جامہ پہنائے تو دس نیکیوں کا ثواب اور اگر برائی کا ارادہ کرے تو جب تک عمل نہ کرے، معاف ہے۔ عمل کی صورت میں اسی کی مثل گناہ لکھا جاتا ہے (یعنی ایک گناہ)''۔

اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ علیہ

وَ هَمَّ بِهَا لَوْلَا اَنْ رَّاٰ بُرْهَانَ رَبِّهٖ الایة میں یوسف علیہ السلام کے ارادے کے بارے میں منقول جملہ اَقوال میں سے یہ قول نہایت عمدہ ہے۔

15-بغوی رحمۃ اللہ علیہ

فَاَنْسٰهُ الشَّیْطٰنُ ذِكْرَ رَبِّهٖ الایة کی تفسیر میں امام بغوی رحمۃ اللہ علیہ نے فَاَنْسٰهُ کی ضمیر منصوب متصل غائب کے مرجع کے بارے میں دو قول نقل کیے: ایک صیغۂ مجہول ''قیل''

marfat.com

کے ساتھ کہ اس سے مراد ساقی ہے جس کو شیطان نے بادشاہ کے سامنے یوسف علیہ السلام کا ذکر کرنے سے باز رکھا اور ایک قول حضرتِ ابنِ عباس رضی اللہ عنہما کی طرف منسوب ہے جس کا مفہوم یہ ہے کہ شیطان نے حضرتِ یوسف علیہ السلام سے ان کے رب کا ذکر بھلا دیا حتّٰی کہ آپ اس کے غیر سے خوشی کے طالب ہوئے اور یہی اکثر کا قول ہے۔

اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ علیہ

امام احمد رضا بریلوی رحمۃ اللہ علیہ اس قول کو ارشادِ خداوندی سے متصادم قرار دیتے ہوئے فرماتے ہیں کہ صلحاء کے بارے میں اللہ تعالیٰ کا ارشاد موجود ہے:

اِنَّ عِبَادِیْ لَیْسَ لَكَ عَلَیْهِمْ سُلْطَانٌ۔[1]

''اے شیطان! میرے (خاص) بندوں پر تو مسلط نہیں ہوسکتا''۔

تو اگر انبیاءِ کرام علیہم السلام پر شیطان کا تسلّط تسلیم کیا جائے کہ انہیں اس نے اپنے رب اور مالک کے ذکر سے غافل کر دیا تو پھر عام نیکوکار لوگ کس زُمرے میں شمار ہوں گے؟ اس تاویل کے مطابق ان اکثر (جن کا قول ذکر کیا گیا ہے) پر شیطان کے تسلط سے حضرتِ یوسف علیہ السلام پر اس کا تسلط زیادہ آسان ہے۔ ولا حول و لا قوۃ الا باللّٰہ العلی العظیم۔[2]

16- بغوی رحمۃ اللہ علیہ

جب حضرتِ یوسف علیہ السلام نے اپنے سگے بھائی بنیامین کو اپنے پاس رکھنا چاہا تو اس کیلئے ایک حیلہ کیا گیا کہ غلہ ناپنے والا پیمانہ ان کے غلہ میں رکھ دیا گیا، پھر آواز دی گئی اے قافلہ والو! ٹھہر جاؤ، تم نے چوری کی ہے، قرآنِ پاک میں اِنَّكُمْ لَسٰرِقُوْنَ کے الفاظ آئے ہیں۔ چونکہ یہ قول صحیح نہیں تھا کیونکہ انہوں نے چوری نہیں کی تھی۔ اس لئے اب سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ ان الفاظ کا قائل کون تھا؟

۱- حجر: ۴۲

۲- اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ علیہ کے کلام کے آخری حصے کا مطلب یہ ہے کہ حضرتِ یوسف علیہ السلام پر شیطان کے تسلط کے قائل دراصل خود شیطان کے دھوکے میں آئے اور ان کے بارے میں شیطان کے تسلط کا قول زیادہ آسان ہے بہ نسبت اس کے کہ حضرتِ یوسف علیہ السلام کے بارے میں یہ قول کیا جائے۔ ۱۲ ہزاروی

marfat.com

علامہ بغوی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ بعض کے نزدیک یہ بات حضرتِ یوسف علیہ السلام کے کارندوں نے آپ کے حکم کے بغیر کہی اور بعض کا قول یہ ہے کہ خود حضرتِ یوسف علیہ السلام نے فرمایا اور یہ آپ کی لغزش تھی (معاذ اللہ)۔

اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ علیہ

اس قول کا قائل جھوٹا ہے کیونکہ اس نے حضرت یوسف علیہ السلام کی طرف جھوٹ کی نسبت کی، پھر امام بغوی رحمۃ اللہ علیہ نے بلا تردید یہ قول نقل کیا حالانکہ اِس قسم کا قول محض رد کیلئے نقل کرنا چاہئے، انبیاءِ کرام علیہم السلام پر ایسی جرات تعجب خیز ہے۔

17- بغوی رحمۃ اللہ علیہ

حضرتِ یوسف علیہ السلام کے بھائی جب غلہ کے حصول کیلئے آپ کے ہاں حاضر ہوئے تو انہوں نے عرض کیا: ہمیں پورا غلہ عطا فرمائیں اور مزید کچھ بطورِ صدقہ (عطیہ) دیں۔ قرآنِ پاک میں یوں ہے: وَتَصَدَّقْ عَلَيْنَا الخ۔

امامِ بغوی رحمۃ اللہ علیہ نے اس آیت کی تفسیر کے ضمن میں ایک واقعہ نقل فرمایا جس کے مطابق حضرتِ حسن رضی اللہ عنہ نے کسی شخص کو یہ کہتے سُنا کہ اَللّٰهُمَّ تَصَدَّقْ عَلَيَّ تو آپ نے فرمایا: اللہ تعالیٰ صدقہ نہیں دیتا کیونکہ صدقہ دینے والے کی نیت طلبِ ثواب ہوتی ہے جبکہ یہ بات اللہ تعالیٰ کی شان کے لائق نہیں۔

اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ علیہ

امام احمد رضا بریلوی رحمۃ اللہ علیہ حضرتِ حسن رضی اللہ عنہ کی بات سے اختلاف کرتے ہوئے اپنے موقف پر حدیثِ پاک سے دلیل پیش کرتے ہیں کہ رسولِ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے صحابۂ کرام رضی اللہ عنہم سے فرمایا:

''نماز میں قصر اللہ تعالیٰ کی طرف سے صدقہ ہے، اسے قبول کرو''۔[1]

1- صحیح مسلم شریف: کتاب الصلوٰۃ ۱/۲۳۱ پر بھی اس طرح کی ایک حدیث موجود ہے۔ ۱۲ ہزاروی

marfat.com

18-بغوی رحمۃ اللہ علیہ

آیۂ کریمہ وَلَدَارُ الْاٰخِرَةِ خَيْرٌ لِّلَّذِيْنَ اتَّقَوْا اَفَلَا تَعْقِلُوْنَ کی تفسیر میں امام بغوی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ کیا وہ عقل نہیں رکھتے پس ایمان لاتے۔

اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ علیہ

امام بغوی رحمۃ اللہ علیہ کے نزدیک چونکہ یعقلون یا کے ساتھ ہے اس لئے فیؤمنون فرمایا گیا، لیکن ہمارے نزدیک افلا تعقلون تا کے ساتھ قراءت ہے لہٰذا فتؤمنون ہوگا۔[1]

19-بغوی رحمۃ اللہ علیہ

آیتِ کریمہ حَتّٰٓى اِذَا اسْتَيْـَٔسَ الرُّسُلُ وَ ظَنُّوْٓا اَنَّهُمْ قَدْ كُذِبُوْا کی تفسیر میں رسلِ کرام کی مایوسی کے بارے میں علامہ بغوی رحمۃ اللہ علیہ نے چند قول نقل فرمائے۔ بعض نے کہا کہ انبیاءِ کرام علیہم السلام ایمان لانے کے بارے میں اپنی قوم سے مایوس ہو گئے، بعض کے نزدیک انبیاءِ کرام علیہم السلام اس بات سے مایوس ہوئے کہ ان کی قوم سے جھٹلانے والے کبھی تصدیق نہیں کریں گے اور جو ایمان لائے، وہ بھی جھوٹے ہیں اور شدتِ محنت اور تاخیرِ مدد کی وجہ سے وہ مرتد ہو گئے۔ کسی نے کہا کہ انبیاءِ کرام علیہم السلام قوم کے ایمان سے مایوس ہوئے اور قوم نے یہ خیال کیا کہ رسولوں نے ان سے (معاذ اللہ) جھوٹ کہا ہے۔

ایک قول حضرتِ ابنِ عباس رضی اللہ عنہما کی طرف منسوب ہے جس کا مطلب یہ ہے کہ انبیاءِ کرام علیہم السلام سے اللہ تعالیٰ نے مدد کا جو وعدہ کیا، وہ پورا نہیں کیا گیا اس لئے ان کے دل کمزور ہو گئے اور وہ مایوس ہو گئے اور یہ تقاضائے بشریت ہے۔

اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ علیہ

امام احمد رضا بریلوی رحمۃ اللہ علیہ اس روایت کو غلط قرار دیتے ہوئے فرماتے ہیں کہ حضرتِ

۱- پیشِ نظر نسخہ میں افلا تعقلون ہے، غالباً اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ علیہ کے نسخہ میں یعقلون اور فیؤمنون ہوگا، اس لئے آپ نے یہ قول ارشاد فرمایا۔ ۱۲ ہزاروی

marfat.com

ابنِ عباس رضی اللہ عنہما پر یہ جھوٹ باندھا گیا کیونکہ انبیائے کرام علیہم السلام کی وعدۂ خداوندی سے مایوسی اور ایمان کی کمزوری محال ہے اور ان سے ان کے رب نے جو وعدہ کیا، وہ سچا ہے لہٰذا یہ بات محال اور کھلی گمراہی ہے۔

20- بغوی رحمۃ اللہ علیہ

قرآنِ پاک میں اللہ تعالیٰ نے عام لوگوں کو اہلِ علم (فقہاء) سے استفادہ کی طرف توجہ دلاتے ہوئے فرمایا:

فَاسْئَلُوْا اَهْلَ الذِّكْرِ اِنْ كُنْتُمْ لَا تَعْلَمُوْنَ۔

''اگر تم نہیں جانتے تو اہلِ ذکر (علماء) سے پوچھو''۔[1]

اور اس کے بعد فرمایا:

وَ اَنْزَلْنَا اِلَيْكَ الذِّكْرَ لِتُبَيِّنَ لِلنَّاسِ۔

''اے محبوب! ہم نے آپ کی طرف نصیحت (قرآنِ پاک) اتاری تاکہ اسے لوگوں کیلئے بیان فرمائیں''۔[2]

دونوں آیات کو باہم ملانے سے یہ مفہوم پیدا ہوا کہ قرآن پاک کے بیان کیلئے سنتِ رسول اور سنت کے سمجھنے کیلئے فقہ اور پھر عام لوگوں کیلئے فقہاء کی طرف رجوع لازمی ہے۔

اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ علیہ

اسی بات کو امام احمد رضا بریلوی رحمۃ اللہ علیہ محاسنِ قرآن سے قرار دیتے ہوئے فرماتے ہیں کہ عام لوگوں کو قرآنِ مجید کے جاننے والے علماء (اہلِ ذکر) کی طرف رجوع کا حکم دیا گیا اور علماء کی راہنمائی اس انداز میں کی گئی کہ وہ قرآن فہمی کیلئے محض اپنے ذہنوں پر اعتماد نہ کریں بلکہ رسولِ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے بیان کی طرف رجوع کریں گویا کہ عام لوگوں کو علماء کی طرف، علماء کو حدیث کی طرف اور حدیث کو قرآنِ پاک کی طرف لوٹایا گیا اور بالآخر بات

۱- نحل: ۴۳

۲- نحل: ۴۴

marfat.com

باری تعالیٰ تک جاتی ہے (کہ قرآن پاک اللہ ﷻ کا نازل کردہ ہے) تو اب جس طرح اگر مجتہدین حدیثِ پاک سے اغماض برتیں اور براہِ راست قرآن پاک کی طرف رجوع کریں تو گمراہی ان کا مقدر ہوتی ہے، اسی طرح اگر عام لوگ مجتہدین سے روگردانی کر کے براہِ راست حدیثِ پاک سے استفادہ کی کوشش کریں تو گمراہی کی وادی میں بھٹکتے پھریں گے اسی لئے سفیان بن عیینہ نے کہا ہے: غیر فقہاء کیلئے حدیث سے گمراہی کا خطرہ ہے۔ یہ قول امام ابن حاج مکی (متوفی ۷۳۷ھ) نے المدخل میں نقل کیا ہے۔

21- بغوی رحمۃ اللہ علیہ

وَاِذَا اَرَدْنَا اَنْ نُّهْلِكَ قَرْيَةً اَمَرْنَا مُتْرَفِيْهَا کے تحت علامہ بغوی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ حضرتِ مجاہد کے نزدیک امّرنا تشدید کے ساتھ ہے۔ حضرتِ حسن، قتادہ اور یعقوب نے مدّ کے ساتھ پڑھا اور دوسروں نے قصر کے ساتھ امرنا پڑھا ہے اور ایک احتمال یہ ہے کہ اس کے معانی جعلنا ھم امراء ہوں یعنی جب ہم کسی بستی کو تباہ کرنا چاہتے ہیں تو وہاں کے شریر لوگوں کو امراء بنا دیتے ہیں۔

اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ علیہ

جعلناہ کی بجائے جعلنا ھم ہونا چاہئے تھا۔[1]

22/23- بغوی رحمۃ اللہ علیہ

آیتِ کریمہ مَنْ كَانَ يَظُنُّ اَنْ لَّنْ يَّنْصُرَهُ اللّٰهُ فِي الدُّنْيَا وَ الْاٰخِرَةِ فَلْيَمْدُدْ بِسَبَبٍ اِلَى السَّمَآءِ ثُمَّ لْيَقْطَعْ فَلْيَنْظُرْ هَلْ يُذْهِبَنَّ كَيْدُهٗ مَا يَغِيْظُ کے تحت علامہ بغوی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ ابوعمرو، نافع، ابنِ عامر اور یعقوب نے ثم لیقطع اور ثم لیقضو کو لام کے کسرہ کے ساتھ پڑھا ہے کیونکہ یہ لامِ امر ہے اور لامِ امر مکسور ہوتا ہے۔

۱- ہمارے پیشِ نظر نسخہ میں جعلناھم ہی ہے، غالباً اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ علیہ کے نسخہ میں جعلناہ ہوگا، اسی لئے ہم نے تصحیح کی ہے۔ ۱۲ ہزاروی

marfat.com

اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ علیہ

"کل" سے مراد وہ صیغے ہیں جو "فا" کے بعد ہوں، "واؤ" کے بعد ہوں یا "ثم" کے بعد ہوں لہٰذا جس طرح فا اور واؤ کے بعد امر مجزوم ہوتا ہے، اسی طرح "ثم" کے بعد بھی مجزوم ہوتا ہے۔

24- بغوی رحمۃ اللہ علیہ

ابنِ عامر نے وَلْيُوفُوا اور وَلْيَطَّوَّفُوا کو بھی گزشتہ حکم میں داخل کر کے لامِ مکسور کے ساتھ پڑھا ہے اور ان دو الفاظ کو مزید اس حکم میں داخل کیا۔

اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ علیہ

امام احمد رضا بریلوی رحمۃ اللہ علیہ اس کی وضاحت میں فرماتے ہیں کہ ابنِ عامر نے اپنے تین اصحاب (ابوعمرو، نافع اور یعقوب) سے اس حکم میں دو الفاظ کا اضافہ کیا۔

25- بغوی رحمۃ اللہ علیہ

آیتِ کریمہ يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْٓا اِذَا نَكَحْتُمُ الْمُؤْمِنٰتِ ثُمَّ طَلَّقْتُمُوْهُنَّ کی تفسیر میں علامہ بغوی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ آیتِ مذکورہ بالا میں اس بات کی دلیل ہے کہ نکاح سے قبل طلاق واقع نہیں ہوتی۔ پھر اس کی وضاحت کیلئے دو مثالیں بیان فرمائیں: ایک یہ کہ اگر کوئی شخص کسی اجنبی عورت سے کہے: "جب میں تجھ سے نکاح کروں تو تجھے طلاق ہے"۔ دوسرے یہ کہ کہے: "میں جس عورت سے بھی نکاح کروں اسے طلاق ہے"۔ ان دونوں صورتوں میں نکاح کے بعد طلاق واقع نہیں ہوگی۔

اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ علیہ

بلاشبہ نکاح سے قبل طلاق واقع نہیں ہوتی، جیسے یہ آیتِ کریمہ اور آنے والی حدیثِ پاک لا طلاق قبل النکاح سے ظاہر ہے۔ لیکن یہ بات کہ کیا نکاح سے پہلے اضافتِ طلاق جائز ہے یا نہیں؟ اس کے بارے میں نہ تو آیت (مذکورہ بالا) میں کوئی دلیل ہے اور نہ

marfat.com

ہی حدیثِ پاک میں۔[1]

26- بغوی رحمۃ اللہ علیہ

آیتِ کریمہ قُلْ یٰعِبَادِیَ الَّذِیْنَ اَسْرَفُوْا عَلٰٓی اَنْفُسِهِمْ لَا تَقْنَطُوْا مِنْ رَّحْمَةِ اللّٰهِ کی تفسیر میں علامہ بغوی رحمۃ اللہ علیہ نے ایک طویل بحث فرماتے ہوئے ضمضم بن حوشب کی ایک روایت نقل کی ہے۔ راوی فرماتے ہیں کہ میں مدینہ طیبہ میں داخل ہوا تو مجھے ایک اجنبی بزرگ نے آواز دی اے یمانی! ادھر آؤ! (حاضر ہونے پر) اس بزرگ نے فرمایا: کسی شخص کو یہ بات ہرگز نہ کہو! قسم بخدا! اللہ تعالیٰ تجھے ہرگز نہیں بخشے گا اور تجھے کبھی بھی جنت میں داخل نہیں کرے گا۔

(راوی کہتا ہے:) میں نے پوچھا کہ آپ کون ہیں؟ تو اس بزرگ نے فرمایا: میں ابو ہریرہ (رضی اللہ عنہ) ہوں۔

اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ علیہ

اس روایت کو امام بغوی کے حوالے سے ملا علی قاری رحمۃ اللہ علیہ نے مرقات ۵/ ۲۵ پر نقل کیا ہے۔

27- بغوی رحمۃ اللہ علیہ

آیتِ کریمہ وَ الْاَرْضُ جَمِیْعًا قَبْضَتُهٗ یَوْمَ الْقِیٰمَةِ وَ السَّمٰوٰتُ مَطْوِیّٰتٌۢ بِیَمِیْنِهٖ سُبْحٰنَهٗ وَ تَعٰلٰی عَمَّا یُشْرِكُوْنَ کی تفسیر میں علامہ بغوی رحمۃ اللہ علیہ نے حضرتِ عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کی ایک روایت نقل فرمائی کہ رسولِ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

۱- امام احمد رضا بریلوی رحمۃ اللہ علیہ کی کلام سے یہ بات واضح ہوتی ہے کہ امام بغوی رحمۃ اللہ علیہ کی بیان کردہ دلیل اور مثال میں مطابقت نہیں کیونکہ حکم تو یہ ہے کہ نکاح سے قبل طلاق صحیح نہیں اور مثال کا مفہوم یہ ہے کہ نکاح کے بعد بھی اس صورت میں طلاق واقع نہیں ہوگی۔ احناف کے نزدیک امام بغوی رحمۃ اللہ علیہ کی بیان کردہ مثالوں میں طلاق ہو جائے گی۔ (فتاویٰ عالمگیری ۱/ ۴۲۰)

اور آیتِ کریمہ و حدیثِ پاک میں اس کے خلاف کوئی بات نہیں بلکہ وہاں طلاق قبل از نکاح کی نفی ہے جبکہ یہاں نکاح کے بعد طلاق واقع ہو رہی ہے۔ ۱۲ ہزاروی

marfat.com

یطوی اللّٰہ السماوات یوم القیامۃ ثم یاخذ ھنّ بیدہ الیمنٰی ثمّ یقول انا الملک این الجبارون این المتکبّرون ثم یطوی الارضین ثم یاخذھن بشمالہ ثم یقول انا الملک این الجبارون این المتکبّرون۔

''قیامت کے دن اللہ تعالیٰ تمام آسمانوں کو لپیٹ دے گا، پھر انہیں اپنے داہنے ہاتھ میں پکڑ کر فرمائے گا کہ جبارین ومتکبرین کہاں ہیں؟ پھر زمینوں کو لپیٹ کر اپنے بائیں ہاتھ میں پکڑے گا اور فرمائے گا کہ جبارین ومتکبرین کہاں ہیں؟''

اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ علیہ

اللہ تعالیٰ کی طرف بائیں ہاتھ کی نسبت صحیح نہیں بلکہ اس کے دونوں ہاتھ (جیسے اس کے شایانِ شان ہیں) دائیں کہلائیں گے[1] اور ثعلبی کی روایت کو دلیل نہیں بنایا جاسکتا کیونکہ اللہ تعالیٰ کی صفات کا استعمال اس وقت تک نہیں ہوسکتا جب تک تواتر سے ثابت نہ ہو۔

28- بغوی رحمۃ اللہ علیہ

مذکورہ بالا روایت کے بارے میں امام بغوی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ یہ حدیث صحیح ہے اور اسے مسلم نے روایت کیا ہے۔

اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ علیہ

یہ روایت (صحیح نہیں) بلکہ باطل ہے البتہ ابنِ جریر نے حضرتِ ابن عمر رضی اللہ عنہما سے اسی قسم کی روایت نقل کی ہے[2] اور ابو داؤد نے بھی حضرتِ ابنِ عمر رضی اللہ عنہما سے روایت کی لیکن لفظِ

۱- ہاتھ اور دیگر اعضاء سے اللہ تعالیٰ پاک ہے لہٰذا یہاں قدرت مراد ہوگی۔ ۱۲ ہزاروی

۲- تفسیر ابنِ جریر، ۲۴/ ۱۷

ابنِ جریر نے حضرتِ عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے جو روایت بیان کی ہے، اس میں دائیں اور بائیں ہاتھ کا ذکر نہیں ہے بلکہ یہ الفاظ ہیں:

الجبار سمٰوٰته و ارضه بیدیه۔ ۱۲ ہزاروی

marfat.com

شمال (بایاں) کا ذکر نہیں کیا بلکہ فرمایا: ''دوسرے ہاتھ سے''۔ اِمام بیہقی رحمۃ اللہ علیہ نے کتاب الاسماء والصفات صفحہ ۲۳۷ میں روایت کی اور بائیں ہاتھ کے ذکر کا انکار کیا۔

29- بغوی رحمۃ اللہ علیہ

آیتِ مذکورہ بالا کے تحت علامہ بغوی رحمۃ اللہ علیہ نے ایک دوسری روایت حضرتِ ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کی۔ آپ فرماتے ہیں کہ نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے:

یقبض اللّٰہ الارض یوم القیامۃ و یطوی السماء بیمینہ ثمّ یقول انا الملک این ملوک الارض۔

''اللہ تعالیٰ قیامت کے دن زمین کو سکیڑ دے گا اور آسمان کو اپنے دائیں ہاتھ (جیسا کہ اس کی شان کے شایان ہے) سے لپیٹ دے گا، پھر فرمائے گا میں بادشاہ ہوں۔ زمین کے بادشاہ کہاں ہیں؟''

اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ علیہ

یہ روایت صحیح ہے اور قرآنِ مجید کے موافق ہے (کیونکہ قرآنِ پاک میں نہ تو بائیں ہاتھ کا ذکر ہے اور نہ ہی زمین کے لپیٹنے کا)۔

پھر آپ رحمۃ اللہ علیہ تعجب کرتے ہوئے فرماتے ہیں کہ اس دوسری روایت میں راوی سے کس طرح بائیں ہاتھ اور زمین کے لپیٹنے کا ذکر مخفی رہ گیا یعنی اگر حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے (مذکور بالا ارشاد) فرمایا ہوتا اور یہ حدیث صحیح ہوتی تو حضرتِ ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بھی انہی الفاظ کے ساتھ روایت فرماتے۔

30- بغوی رحمۃ اللہ علیہ

وَهُوَ الَّذِیْ كَفَّ اَیْدِیَهُمْ عَنْكُمْ وَ اَیْدِیَكُمْ عَنْهُمْ بِبَطْنِ مَكَّةَ مِنْۢ بَعْدِ اَنْ اَظْفَرَكُمْ عَلَیْهِمْ وَ كَانَ اللّٰهُ بِمَا تَعْمَلُوْنَ بَصِیْرًا۔

''وہی ذات ہے جس نے ان کے ہاتھوں کو تم سے اور تمہارے ہاتھوں کو ان سے روکا، اس کے بعد کہ تمہیں ان پر کامیابی عطا فرمائی اور اللہ تعالیٰ تمہارے

marfat.com

اعمال کو دیکھنے والا ہے''۔[1]

آیتِ مذکورہ بالا کے شانِ نزول کے ضمن میں اِمام بغوی رحمۃ اللہ علیہ نے حضرتِ انس بن مالک رضی اللہ عنہ کی ایک روایت نقل فرمائی کہ اہلِ مکہ میں سے ستر مسلح افراد جبلِ تنعیم سے رسولِ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم اور صحابۂ کرام رضی اللہ عنہم پر حملہ کی نیت سے اترے تو صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے انہیں قیدی بنالیا اور پھر انہیں چھوڑ دیا، چنانچہ اس واقعہ پر یہ آیت نازل ہوئی۔

اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ علیہ

صحیح مسلم[2] میں اسّی افراد کا ذکر ہے۔[3]

31-بغوی رحمۃ اللہ علیہ

آیتِ کریمہ وَ الْبَحرِ الْمَسْجُوْرِ (سلگائے ہوئے سمندر کی قسم) کے تحت علامہ بغوی رحمۃ اللہ علیہ نے حضرتِ عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے ایک روایت نقل کی کہ رسولِ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

''غازی، عمرہ کرنے والے اور حاجی کے علاوہ کوئی شخص سمندر کا سفر نہ کرے کیونکہ سمندر کے نیچے آگ ہے یا آگ کے نیچے سمندر[4] ہے'' (راوی کو شبہ ہے)۔

اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ علیہ

صحیح الفاظ عبداللہ بن عمرو (واؤ کے ساتھ) ہیں[5] جس طرح ابوداؤد نے باب رکوب

۱- فتح: ۲۴

۲- صحیح مسلم کتاب الامارۃ ۲/۱۲۴

۳- ہمارے پیشِ نظر نسخہ میں اسّی افراد کا ذکر ہے، غالباً اعلیٰ حضرت کے نسخہ میں ۷۰ افراد کا ذکر ہوگا۔ ۱۲ ہزاروی

۴- یہ اس دور کی بات ہے جب دریا کا سفر سب سے زیادہ خطرناک اور موت کے منہ میں چھلانگ لگانے کے مترادف تھا۔ محسنِ انسانیت صلی اللہ علیہ وسلم نے حالات کی رعایت سے تنبیہ فرمائی کہ دینی فرائض کی بجا آوری اور اشد ضرورت کے بغیر دریائی سفر اختیار نہ کیا جائے تاکہ ممکنہ خطرات سے محفوظ رہا جاسکے۔ واضح رہے کہ دریائی سفر کو محفوظ بنانے اور پہلا بحری بیڑا بنانے کا فخر بھی مسلمانوں ہی کو حاصل ہے۔ حضرتِ امیر معاویہ رضی اللہ عنہ نے سب سے پہلے بحری بیڑے کی تنظیم کی۔ ۱۲ ارشاد عارف

۵- پیشِ نظر نسخہ میں عبداللہ بن عمرو تحریر ہے۔ ۱۲ ہزاروی

marfat.com

البحر فی الغز و میں روایت کیا اور اس روایت کی سند میں دو راوی مجہول ہیں۔[1]

محولہ بالا ابو داؤد کی روایت اور معالم التنزیل کی منقولہ روایت الفاظ کے معمولی ردو بدل کے ساتھ ایک ہی مفہوم پر دلالت کرتی ہیں۔ ابو داؤد کی روایت کی سند یوں ہے:

حدثنا سعید بن منصور نا اسمٰعیل بن زکریا عن مطرف عن بشر ابی عبد اللّٰہ عن بشیر بن مسلم عن عبد اللّٰہ بن عمرو۔

بشیر بن مسلم کے بارے میں علامہ ابنِ حجر عسقلانی رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں: قال البخاری لم یصح حدیثہ قال مسلم بن قاسم مجہول۔[2]

بشر بن ابو عبد اللہ کے بارے میں دار قطنی نے کہا: لیس بالقوی۔[3]

اسمٰعیل بن زکریا کے بارے میں ہے:

حدیثہ فی کتمان العلم منکرۃ و ھو نکرۃ۔[4]

32- بغوی رحمۃ اللہ علیہ

آیتِ کریمہ فَاَمَّا ثَمُوْدُ فَاُهْلِكُوْا بِالطَّاغِيَةِ کی تفسیر میں الطاغیۃ کے بارے میں علامہ بغوی رحمۃ اللہ علیہ نے دو قول نقل کئے۔ ایک یہ کہ الطاغیۃ سے مراد سرکشی اور کفر ہے یعنی قومِ ثمود کو ان کے کفر اور سرکشی کے باعث ہلاک کیا گیا اور حضرتِ قتادہ کا قول یہ ہے کہ الطاغیۃ صفت ہے اور الصیحۃ موصوف مقدر ہے یعنی ایک حد سے متجاوز چیخ سے انہیں ہلاک کیا گیا۔

اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ علیہ

یہی قول حضرتِ ابنِ عباس رضی اللہ عنہما کا بھی ہے۔

۱- تہذیب التہذیب ۱/۴۶۷

۲- سنن ابی داؤد: کتاب الجہاد ۱/۳۳۷

۳- تہذیب التہذیب ۱/۴۳۳-۴۳۴

۴- لسان المیزان ۱/۴۰۵

marfat.com

التعليقات

على

معالم التنزيل (تفسير البغوي)

علق عليه

الإمام المجدد أحمد رضا الحنفي الهندي

المتوفى ١٣٤٠هـ/١٩٢١ء

رتبه وحققه وخرج نصوصه

الأستاذ محمد صديق الهزاروي

الجامعة النظامية الرضوية بلاهور

صحح البروف

محمد رضاء الحسن القادري

كرمانوالہ اردو بک لاہور

marfat.com

جمیع الحقوق محفوظة للناشر

اسم الکتاب ——— التعلیقات (2)

المأتن ——— العلامة ابو محمد حسین بن مسعود الفراء البغوی

المحشّی ——— الامام احمد رضا خان الحنفی الهندی

المحقّق ——— الاستاذ محمّد صدیق الهزاروی

المصحّح ——— محمد رضاء الحسن القادری

السعی المحمود ——— مجلس العلماء النظامیّة لاهور

الناشران ——— سمیع الله برکت، سیف اللّٰه برکت

الکتابت ——— الایمان مرکز التنضید، لاهور

الطبع الاول ——— ۱۴۰۲ھ/۱۹۸۲ء، مرکزی مجلس الرضا، لاهور

الطبع الثانی ——— رضا اکادمی، ممبئی

الطبع الثالث ——— ۱۴۲۸ھ/۲۰۰۷ء، کرمانواله دارالکتب، لاهور

عدد الصفحات ——— ۱۳

القیمة ———

marfat.com

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

الجزء الاوّل

1–قوله

قوله تعالٰی مَنْ اٰمَنَ بِاللّٰهِ وَ الْيَوْمِ الْاٰخِرِ۔[1]

اقول

الايمان باللّٰه بتصديق جميع ضروريات الدين فان من كذب شيئا منها فقد كذب ربه فكفر به فكيف يؤمن به و فصل تصديق اليوم الاخر لكونه متهما بالشان كما فصله ثالثا فی قوله تعالٰی وَ الَّذِيْنَ يُؤْمِنُوْنَ بِمَآ اُنْزِلَ اِلَيْكَ وَ مَآ اُنْزِلَ مِنْ قَبْلِكَ وَ بِالْاٰخِرَةِ هُمْ يُوْقِنُوْنَ مع دخوله فی الاولين۔

2–قوله

و قال ابن جريج و السدی۔[2]

اقول

و ابن عباس فی رواية اخرٰی عند ابن كثير۔

3–قوله

و قال الكلبی كل الفحشاء فی القرآن فهو الزنٰی الا هٰذا۔[3]

اقول

ما اسمج و اشنع و اصنع تعبيره لم لا يقول اينما الٰی ذكر لفظ الفحشاء فی

۱- معالم التنزيل: سورة البقرة آيت:۶۲

۲- معالم التنزيل: سورة البقره تحت آيت:۲۶۰

۳- تفسير ابن كثير۱/۳۱۵

marfat.com

القرآن المجيد فالمراد به الزنٰی الا هٰذا۔

4–قوله

و قال سعید بن جبیر سبع لیال۔[1]

اقول

صوابه ایضاً تسع کما فی ابن کثیر[2] و الدر المنثور۔[3]

الجزء الثانی

5–قوله

قال ابو ثعلبة۔[4]

اقول

بل هو بنحوه عنه مرفوعاً عند الدار قطنی۔

6–قوله

یرکلونهم[5] بارجلهم۔[6]

اقول

اقول سبحٰن اللّٰه ایتعقل مثل هٰذا من بعض المجهولات و انما حقه ان

۱– معالم التنزیل: سورة البقرة تحت آیت:۲۸۱

۲– تفسیر ابن جریر (مخطوطة)– تفسیر ابن کثیر۱/۳۳۳

۳– الدرّالمنثور فی التفسیر بالماثور۲/۱۱۶

۴– معالم التنزیل: سورة المائدة تحت آیت:۱۰۱

۵– مایرکلونه (مخطوطة)

۶– معالم التنزیل: سورة الاعراف تحت آیت:۱۴۳

marfat.com

يطوٰى و لا يروٰى۔[1]

7–قوله

هو رفع عطفا على اسم اللّٰه۔[2]

اقول

قلت لكن عليه اقتصر الجلال[3] و هو انما يقتصر علٰى اصح الاقوال۔

8–قوله

قبولها بهم رء وف رحيم۔[4]

اقول

و هو ايضا محض الفضل و لا يجب عليه شيء۔

9–قوله

اراد بالاكثر جميع۔[5]

اقول

لا شك ان منهم من لا يتبع ظنا و لا وهما و لا ادنٰى شبهة انما يتبع هو فى نفسه عنادا واستكبارا مع استيقانه بالحق۔

۱- ان يطوء لامرن يروى (مخطوطة)

۲- معالم التنزيل: سورة الانفال تحت آيت:٦٤

۳- تفسير جلالين صفحة ١٥٣ سورة الانفال تحت آيت:٦٤

۴- معالم التنزيل: سورة التوبة تحت آيت:١١٧

۵- معالم التنزيل: سورة يونُس تحت آيت:٣٦

marfat.com

10-قوله

اخذ[1] عنهم الدين و العلم۔[2]

اقول

اقول عليك بشفاء الامام القاضى عياض رحمه الله تعالىٰ فانّ فيه الشفاء۔

11-قوله

من الصغائر و الصغائر تجوز على الانبياء عليهم السلام۔[3]

اقول

اذلم يكن الا لمما۔[4]

12-قوله

قال له جبريل عليه السلام۔[5]

اقول

اى و لو عمدا علىٰ قول و الصواب ان شاء الله تعالىٰ خلافه و عليك بالشفاء۔

13-قول

ذنوب الانبياء عليهم السلام فى القرآن۔[6]

۱- يوجد (مخطوطة)

۲- معالم التنزيل: سورة يوسف تحت آيت: ۲۴

۳- معالم التنزيل: سورة يوسُف تحت آيت: ۲۴

۴- اللمم: مقاربة الذنب من غير ان يقع فيه (المنجد صفحة ۴۳۲) -الهزاروى

۵- معالم التنزيل: سورة يوسُف تحت آيت: ۲۴

۶- معالم التنزيل: سورة يوسُف تحت آيت: ۲۴

marfat.com

اقول

ای صورة و اما معنی فهم البطینون المبرؤن صلی اللّٰه تعالٰی علیهم و سلم۔

14–قوله

ابو طاهر محمد بن محمد بن محمش الزیادی۔[1]

اقول

اقول و هو[2] ان شاء اللّٰه تعالٰی من احسن الاقاویل۔

15–قوله

و علیه الاکثرون انسی الشیطن یوسف۔[3]

اقول

و ماذا یفعل بقوله تعالٰی اِنَّ عِبَادِیْ لَیْسَ لَكَ عَلَیْهِمْ سُلْطَانٌ فاذا کان له هٰذا السلطان علی الانبیاء حتی ینسیهم ذکر ربهم و مولٰهم فمن هٰولاء العباد المخلصون اعوذ باللّٰه من الشیطٰن الرجیم الاعتراف بتسلط الشیطان علٰی یوسف اهون من الاقرار بتسلّطه فی هٰذا التاویل علٰی هؤلاء الاکثرین و لا حول و لا قوة الا باللّٰه العلی العظیم۔

16–قوله

و کان هفوة منه۔[4]

۱– معالم التنزیل: سورة یوسُف تحت آیت: ۲۴

۲– وغ (مخطوطة)

۳– معالم التنزیل: سورة یوسُف تحت آیت: ۴۲

۴– معالم التنزیل: سورة یوسف تحت آیت: ۷۰

marfat.com

اقول

كذب ذٰلك القائل[1] فی عزوه اليه و لا يحل نقله الا للرد عليه سبحٰن اللّٰه ماهٰذه الجراة على الانبياء صلوات اللّٰه تعالٰى و سلامه عليهم۔

17–قوله

فقال ان اللّٰه لا يتصدق انما يتصدق من يبتغى الثواب۔[2]

اقول

بلٰى صدقة تصدق اللّٰه بها عليكم فاقبلوا صدقة قال النبى صلى اللّٰه عليه وسلم فى قصر المسافر۔

18–قوله

فيؤمنون حتى۔[3]

اقول

قال يؤمنون[4] بصيغة الغائب لان قرائتهم افلا يعقلون اما قرائتنا فبالتاء الفوقية۔

19–قوله

روى عن ابن عباس ان معناه ضعف قلوبهم۔[5]

۱– اوفى (مخطوطة)

۲– معالم التنزيل: سورة يوسُف تحت آيت:۸۸

۳– معالم التنزيل: سورة يوسف تحت آيت:۱۰۹

۳– هوا منون (مخطوطة)

۵– قلوب الرسل (مخطوطة)۔ معالم التنزيل: سورة يوسف تحت آيت:۱۱۰

marfat.com

اقول

هٰذا كذب على ابن عباس و كيف يضعف الرسل فى ايمانهم بصدق ما وعدهم ربهم هٰذا محال و ضلال مبين۔

20–قوله

و انزلنا اليك الذكر۔[1]

اقول

اقول هٰذا فى محاسن نظم القرآن العظيم امر الناس ان يسالوا اهل الذكر العلماء بالقرآن العظيم و ارشد العلماء ان لا يعتمدوا علٰى اذهانهم فى فهم القرآن بل يرجعوا الٰى ما بين[2] لهم النبى صلى اللّٰه عليه و سلم فرد الناس الى العلماء و العلماء الى الحديث و الحديث الى القرآن و ان الٰى ربك المنتهٰى فكما ان المجتهدين لو تركوا الحديث و رجعوا الى القرآن لضلوا و لهٰذا قال سفيان بن عيينة الحديث مضلة الا للفقهاء كما نقله[3] الامام ابن الحاج المكى فى المدخل۔[4]

الجزء الثالث

21–قوله

معناه جعلناه۔[5]

۱- معالم التنزيل: سورة يوسف تحت آيت: ۴۳

۲- يهبين (مخطوطة)

۳- نقله عند (مخطوطة)

۴- المدخل ۱۲۲/۲

۵- معالم التنزيل: سورة بنى اسرائيل تحت آيت: ۱۶

marfat.com

اقول

صوابه جعلناهم امراء۔

22–قوله

لان الکل۔[1]

اقول

ای التی بعد الفاء او الواو او ثم۔

23–قوله

لام الامر زاد۔[2]

اقول

فلما تجزم بعد الفاء و الواو کذٰلك بعد ثم۔

24–قوله

ابن عامر۔[3]

اقول

علٰی اصحابه الثلاثة المذکورین۔

25–قوله

ان الطلاق قبل النکاح غیر واقع۔[4]

۱- معالم التنزیل: سورة الحج تحت آیت:۱۵

۲- معالم التنزیل: سورة الحج تحت آیت:۱۵

۳- معالم التنزیل: سورة الحج تحت آیت:۱۵

۴- معالم التنزیل: سورة الاحزاب تحت آیت: ۴۹

marfat.com

اقول

اقول نعم لا وقوع للطلاق قبل النكاح و لا يقول به احد و هٰذا هو مفاد الأية و الحديث الأتى اما ان الاضافة لا تجوز قبله فلا دلالة عليه فيهما و هٰذا ظاهر جدا۔

الجزء الرابع

26–قوله

فقال لا تقولن لرجل۔[1]

اقول

كذا نقل عنه فى المرقاة ٥/٢٤٥

27–قوله

ثم ياخذهن بشماله۔[2]

اقول

بل كلتا يدى ربى يمين و الثعلبى لا يحتج بما روى لا سيما فى صفات الله حيث لا يجوز الاطلاق ما لم يتواتر۔

28–قوله

هٰذا حديث صحيح۔[3]

۱- معالم التنزيل: سورة الزمر تحت آيت: ۵۳

۲- معالم التنزيل: سورة الزمر تحت آيت: ۶۸

۳- معالم التنزيل: سورة الزمر تحت آيت: ۶۸

marfat.com

اقول

بل باطل كما علمت، لكن روى نحوه ابن جرير عن ابن عمر مرفوعا ۲۴/۱۷ و رواه ابو داؤد عن ابن عمر لكن لم يذكر لفظ الشمال بل قال بيده الاخرٰى و رواه البيهقى فى الاسماء صفحة۲۳۷ و انكر ذكر الشمال فراجعه۔

29–قوله

و يقبض اللّٰه الارض يوم القيٰمة۔[۱]

اقول

هٰذا صحيح موافق للقرآن العظيم و اين يغيبه ذكر الشمال بل و لا ذكر طى الارض۔

30–قول

ان سبعين رجلا من اهل مكة۔[۲]

اقول

الذى فى صحيح مسلم ۱۲۰/۲[۳] ثمانين۔

31–قوله

عن عبد اللّٰه بن عمر۔[۴]

۱– معالم التنزيل: سورة الزمر تحت آيت: ٦٨

۲– معالم التنزيل: سورة الفتح تحت آيت: ٢٤

۳– ۱۱٦/۲(مخطوطة)

۴– معالم التنزيل: سورة الطور تحت آيت:٦

marfat.com

اقول

صوابه ابن عمرو بالواو رواه ابو داؤد فی رکوب البحر فی الغز و بسند فیه مجهولان۔

32–قوله

و قال قتادة بالصیحة الطاغیة۔[1]

اقول

و هو قول ابن عباس رضی اللّٰه تعالیٰ عنهما۔

۱– معالم التنزیل: سورة الحاقّة تحت آیت:۵

marfat.com

تعلیقاتِ رضا پر ایک نظر

مرتبہ
محمد رضاء الحسن قادری

پیشکش ادارۂ تحقیقات امام احمد رضا کراچی
پیشکش رضا لائبریری
جامعہ نظامیہ رضویہ لاہور
کرمانوالہ بک شاپ

marfat.com

بفیضانِ کرم

حضرت سید السادات پیر محمد اسماعیل شاہ بخاری رحمۃ اللہ علیہ

المعروف حضرت کرماں والے

آستانہ عالیہ
حضرت کرماں والہ شریف
اوکاڑہ

شمیمِ باغِ ولایت
حضرت سید محمد علی شاہ بخاری رحمۃ اللہ علیہ

منظرِ بدرِ طریقت
حضرت سید محمد عثمان علی شاہ بخاری رحمۃ اللہ علیہ

حضرت پیر سید عضنفر علی شاہ بخاری رحمۃ اللہ علیہ

حضرت پیر سید صمصام شاہ بخاری مدظلہ العالی

بفیضانِ نظر

حضرت پیر

سید میر طیب علی شاہ بخاری مدظلہ العالی

سجادہ نشین حضرت کرماں والہ شریف

زیرِ اہتمام

سمیع اللہ برکت

سیف اللہ برکت

زیرِ اہتمام

حاجی انعام اللہ طیبی نقشبندی برکاتی

جملہ حقوق محفوظ ہیں

اشاعت دسمبر 2007ء

قیمت 180 روپے

marfat.com

فہرست

1	تفسیر	332
2	اصولِ تفسیر	332
3	حدیث وشروحِ حدیث	333
4	اصولِ حدیث	336
5	تخریجِ احادیث	336
6	جرح وتعدیل	337
7	اسماء الرجال	337
8	لغتِ حدیث	338
9	فقہ	338
10	اصولِ فقہ	344
11	رسم المفتی	344
12	عقائد وکلام	344
13	فضائل وسیر، تاریخ	346
14	تصوُّف	347
15	تجوید	348
16	صرف	348
17	منطق	348
18	فلسفہ	349
19	لغت	349
21	جفر	349
22	توقیت	349
23	ہیئت	350
24	نجوم	351
25	زیجات	351
26	جبر ومقابلہ	352
27	ہندسہ	352
28	اقلیدس	352
29	تکسیر	352
30	تعبیر	353
31	لوگارثم	353
32	عروض	353
33	مثلث	353
34	مآخذ	354
35	حواشی	355

marfat.com

نمبر شمار	متن	ماتن	زُبان	ناشر

تفسیر

1	انوار التنزیل واسرار التاویل (تفسیرِ بیضاوی)	قاضی ابوالخیر عبداللہ بن عمر بیضاوی شافعی	عربی	غیر مطبوعہ
2	لباب التاویل فی معانی التنزیل (تفسیرِ خازن)	علامہ علی بن محمد خازن شافعی	عربی	غیر مطبوعہ
3	الدرّ المنثور فی التفسیر بالماثور	امام جلال الدین عبدالرحمٰن بن ابی بکر سیوطی	عربی	غیر مطبوعہ
4	عنایۃ القاضی وکفایۃ الراضی (حاشیۃ الشہاب)	علامہ شہاب الدین احمد خفاجی حنفی	عربی	غیر مطبوعہ
5	معالم التنزیل (تفسیرِ بغوی)	امام ابومحمد حسین بن مسعود فراء بغوی شافعی	عربی	مرکزی مجلسِ رضا، لاہور رضا اکیڈمی، ممبئی

اُصولِ تفسیر

6	الاتقان فی علوم القرآن	امام جلال الدین عبدالرحمٰن بن ابی بکر سیوطی	عربی	غیر مطبوعہ

marfat.com

حدیث و شروحِ حدیث

7	صحیحِ بخاری	امام ابوعبداللہ محمد بن اسمٰعیل بخاری	عربی	غیر مطبوعہ
8	صحیحِ مسلم	امام ابوالحسین مسلم بن حجاج قشیری	عربی	غیر مطبوعہ
9	جامعِ ترمذی	امام ابوعیسیٰ محمد بن عیسیٰ ترمذی	عربی	غیر مطبوعہ
10	سننِ نسائی	حافظ ابوعبدالرحمٰن احمد بن شعیب نسائی	عربی	غیر مطبوعہ
11	سننِ ابنِ ماجہ	حافظ ابوعبداللہ محمد بن یزید ابنِ ماجہ	عربی	غیر مطبوعہ
12	مسندِ احمد بن حنبل	امام احمد بن حنبل	عربی	غیر مطبوعہ
13	سننِ دارمی[2]	حافظ عبداللہ بن عبدالرحمٰن دارمی سمرقندی	عربی	غیر مطبوعہ
14	مُسندِ امامِ اعظم	امام ابوحنیفہ نعمان بن ثابت کوفی	عربی	غیر مطبوعہ
15	کتاب الآثار	امام محمد بن حسن شیبانی حنفی	عربی	غیر مطبوعہ

marfat.com

16	کتاب الحجج		عربی	غیر مطبوعہ
17	شرح معانی الآثار	امام ابوجعفر احمد بن محمد طحاوی حنفی	عربی	غیر مطبوعہ
18	الترغیب والترہیب	حافظ عبدالعظیم بن عبدالقوی منذری شافعی	عربی	غیر مطبوعہ
19	کنزالعمال فی سنن الاقوال والافعال	علامہ علی متقی بن حسام الدین برہانپوری حنفی	عربی	غیر مطبوعہ
20	الخصائص الکبریٰ	امام جلال الدین عبدالرحمٰن بن ابی بکر سیوطی	عربی	غیر مطبوعہ
21	اللآلی المصنوعۃ فی الاحادیث الموضوعۃ	امام جلال الدین عبدالرحمٰن بن ابی بکر سیوطی	عربی	غیر مطبوعہ
22	ذیل اللآلی المصنوعۃ	امام جلال الدین عبدالرحمٰن بن ابی بکر سیوطی	عربی	غیر مطبوعہ
23	شرح الصدور بشرح حال الموتیٰ والقبور	امام جلال الدین عبدالرحمٰن بن ابی بکر سیوطی	عربی	غیر مطبوعہ
24	التعقبات علی الموضوعات	امام جلال الدین عبدالرحمٰن بن ابی بکر سیوطی	عربی	غیر مطبوعہ
25	الکشف عن مجاوزۃ ہذہ الامۃ الالف	امام جلال الدین عبدالرحمٰن بن ابی بکر سیوطی	عربی	غیر مطبوعہ

marfat.com

26	المقاصد الحسنۃ فی بیان کثیر من الاحادیث المشتہرۃ علی الالسنۃ[4]	امام محمد بن عبدالرحمٰن سخاوی شافعی	عربی	غیر مطبوعہ
27	القول البدیع فی الصلوٰۃ علی الحبیب الشفیع	امام محمد بن عبدالرحمٰن سخاوی شافعی	عربی	غیر مطبوعہ
28	الموضوعات الکبیر	مُلّا علی قاری حنفی	عربی	غیر مطبوعہ
29	فتح الباری شرح صحیح البخاری	امام ابنِ حجر عسقلانی شافعی	عربی	غیر مطبوعہ
30	ارشاد الساری شرح صحیح البخاری[5]	علامہ احمد قسطلانی شافعی	عربی	رضا اکیڈمی، لاہور
31	عمدۃ القاری شرح صحیح البخاری	امام بدرالدین عینی حنفی	عربی	غیر مطبوعہ
32	فیض القدیر شرح جامع صغیر	امام عبدالرءوف مناوی شافعی	عربی	غیر مطبوعہ
33	التیسیر مختصر شرح جامع صغیر	امام عبدالرءوف مناوی شافعی	عربی	غیر مطبوعہ
34	جمع الوسائل فی شرح الشمائل	ملا علی قاری حنفی	عربی	غیر مطبوعہ
35	مرقاۃ المفاتیح شرح مشکوٰۃ المصابیح	ملا علی قاری حنفی	عربی	غیر مطبوعہ

marfat.com

36	المدخل الی الصحیح	امام حاکم نیشاپوری	عربی	غیر مطبوعہ
37	نیل الاوطار شرح منتقی الاخبار	قاضی محمد بن علی شوکانی	عربی	غیر مطبوعہ
38	اشعۃ اللمعات فی شرح المشکوۃ	شیخ عبدالحق محدث دہلوی	فارسی	غیر مطبوعہ
39	جواہر البیان فی اسرار الارکان[6]	مولانا نقی علی خان بریلوی	عربی	غیر مطبوعہ
40	احسن الوعاء لآداب الدعاء[7]	مولانا نقی علی خان بریلوی	اردو	سُنّی باب الاشاعت، کراچی المجمع الاسلامی، مبارکپور

أصولِ حدیث

41	نخبۃ الفکر فی مصطلح اہل الاثر	حافظ ابنِ حجر عسقلانی شافعی	عربی	غیر مطبوعہ
42	فتح المغیث شرح الفیۃ الحدیث	امام محمد بن عبدالرحمٰن سخاوی	عربی	غیر مطبوعہ

تخریجِ احادیث

43	نصب الرایۃ لتخریج احادیث الہدایۃ	حافظ عبداللہ بن یوسف زیلعی حنفی	عربی	غیر مطبوعہ

marfat.com

جرح و تعدیل

44	العلل المتناہیۃ فی الاحادیث الواہیۃ	علامہ ابوالفرج عبدالرحمٰن بن علی جوزی	عربی	غیر مطبوعہ
45	کشف الاحوال فی نقد الرجال		عربی	غیر مطبوعہ
46	ترتیب الطبقات		عربی	غیر مطبوعہ

اسماء الرجال

47	تہذیب التہذیب	حافظ ابنِ حجر عسقلانی شافعی	عربی	غیر مطبوعہ
48	تقریب التہذیب	حافظ ابنِ حجر عسقلانی شافعی	عربی	غیر مطبوعہ
49	الاسماء والصفات	امام ابوبکر احمد بن حسین بیہقی	عربی	غیر مطبوعہ
50	تذکرۃ الحفاظ	علامہ محمد بن احمد ذہبی شافعی	عربی	غیر مطبوعہ
51	میزان الاعتدال فی نقد الرجال	علامہ محمد بن احمد ذہبی شافعی	عربی	غیر مطبوعہ
52	تذہیب تہذیب الکمال فی اسماء الرجال	حافظ احمد بن عبداللہ خزرجی	عربی	غیر مطبوعہ

marfat.com

53	الاصابۃ فی تمییز الصحابۃ ؓ	علامہ ابنِ حجر عسقلانی شافعی	عربی	غیر مطبوعہ

لُغتِ حدیث

54	مجمع بحار الانوار	علامہ محمد طاہر پٹنی	عربی	غیر مطبوعہ

فقہ

55	الاسعاف فی حکم الاوقاف	شیخ ابراہیم بن موسیٰ طرابلسی حنفی	عربی	غیر مطبوعہ
56	الاعلام بقواطع الاسلام	علامہ ابنِ حجر مکّی	عربی	غیر مطبوعہ
57	بدائع الصنائع فی ترتیب الشرائع	علامہ ابوبکر بن مسعود کاسانی	عربی	غیر مطبوعہ
58	الجوہرۃ النیرۃ شرح مختصر القدوری	علامہ ابوبکر بن علی بن محمد حداد یمنی	عربی	غیر مطبوعہ
59	جواہر اخلاطی	علامہ ابراہیم بن ابوبکر اخلاطی	عربی	غیر مطبوعہ
60	البحر الرائق شرح کنز الدقائق	علامہ ابنِ نجیم حنفی	عربی	غیر مطبوعہ
61	تبیین الحقائق شرح کنز الدقائق	علامہ عثمان بن علی زیلعی حنفی	عربی	غیر مطبوعہ

marfat.com

62	منحۃ الخالق شرح کنز الدقائق	علامہ ابنِ عابدین شامی حنفی	عربی	غیر مطبوعہ
63	فتاوی بزازیہ	علامہ محمد بن محمد بن شہاب ابن بزاز حنفی	عربی	غیر مطبوعہ
64	فتاوی انقرویہ	علامہ محمد بن حسین انقروی حنفی	عربی	غیر مطبوعہ
65	فتاوی عالمگیری	ملا نظام الدین دہلوی حنفی	عربی	غیر مطبوعہ
66	فتاوی تاتارخانیہ	علامہ عالم بن العلاء انصاری دہلوی	عربی	غیر مطبوعہ
67	فتاوی سراجیہ	علامہ سراج الدین علی بن عثمان اوشی	عربی	غیر مطبوعہ
68	فتاوی حدیثیہ	علامہ ابنِ حجر مکی	عربی	غیر مطبوعہ
69	فتاوی زینبیہ	شیخ ابو طالب حسین بن محمد بن علی زیلبی	عربی	غیر مطبوعہ
70	فتاوی غیاثیہ	علامہ داؤد بن یوسف خطیب حنفی	عربی	غیر مطبوعہ
71	حلیۃ المحلی شرح منیۃ المصلی	علامہ محمد بن محمد بن امیر الحاج	عربی	غیر مطبوعہ

marfat.com

72	غنیۃ المستملی شرح منیۃ المصلی[9]	علامہ ابراہیم بن محمد حلبی	عربی	غیر مطبوعہ
73	العقود الدریہ فی تنقیح الفتاوی الحامدیہ[10]	علامہ سید ابنِ عابدین شامی حنفی	عربی	غیر مطبوعہ
74	منۃ الجلیل	علامہ سید ابنِ عابدین شامی حنفی	عربی	غیر مطبوعہ
75	جامع الرموز	علامہ شمس الدین محمد خراسانی قہستانی	عربی	غیر مطبوعہ
76	جامع الفصولین[11]	شیخ بدرالدین محمود بن اسماعیل حنفی	عربی	غیر مطبوعہ
77	ہدایہ	علامہ ابوالحسن علی بن ابی بکر مرغینانی حنفی	عربی	غیر مطبوعہ
78	فتح القدیر شرح ہدایہ	علامہ کمال الدین بن ہمام حنفی	عربی	غیر مطبوعہ
79	عنایہ شرح ہدایہ	علامہ محمد بن محمد بابرتی حنفی	عربی	غیر مطبوعہ
80	دررالحکام شرح غررالاحکام	قاضی محمد بن فراموز ملا خسرو	عربی	غیر مطبوعہ
81	خلاصۃ الفتاوی	علامہ طاہر بن عبدالرشید بخاری	عربی	غیر مطبوعہ

marfat.com

82	معین الحکام	علامہ ابوالحسن علی بن خلیل طرابلسی حنفی	عربی	غیر مطبوعہ
83	مراقی الفلاح	علامہ حسن بن عمار بن علی شرنبلالی	عربی	غیر مطبوعہ
84	مجمع الانہر	علامہ عبدالرحمٰن بن محمد حنفی	عربی	غیر مطبوعہ
85	کتاب الخراج	امام ابو یوسف یعقوب بن ابراہیم حنفی	عربی	غیر مطبوعہ
86	طلبۃ الطلبۃ	علامہ نجم الدین عمر بن محمد نسفی	عربی	غیر مطبوعہ
87	اتحاف الابصار والبصائر		عربی	غیر مطبوعہ
88	الاصلاح شرح الایضاح		عربی	غیر مطبوعہ
89	شفاء الاسقام	ابو سعید شعبان بن محمد قرشی	عربی	غیر مطبوعہ
90	فتح المعین	سید محمد ابی السعود حنفی	عربی	غیر مطبوعہ
91	شعار السفار		عربی	غیر مطبوعہ

marfat.com

92	جامع الصغار		عربی	غیر مطبوعہ
93	کتاب الانوار		عربی	غیر مطبوعہ
94	حسن عجیمی		عربی	غیر مطبوعہ
95	خادمی		عربی	غیر مطبوعہ
96	فتاوی زرینیہ		عربی	غیر مطبوعہ
97	کشف الغمۃ عن جمیع الامۃ	علامہ عبدالوہاب شعرانی	عربی	غیر مطبوعہ
98	مسلک متقسط شرح منسک متوسط		عربی	غیر مطبوعہ
99	رسائل الارکان	علامہ عبدالعلی محمد بن نظام الدین لکھنوی	عربی	غیر مطبوعہ
100	شرعۃ الاسلام	علامہ محمد بن ابوبکر مفتی	عربی	غیر مطبوعہ
101	احکام الاوقاف	علامہ ابوبکر احمد بن عمرو خصاف	عربی	غیر مطبوعہ

marfat.com

102	فوائدِ کتبِ عدیدہ		عربی	غیر مطبوعہ
103	رسائل قاسم	علامہ قاسم بن خلیل رومی حنفی	عربی	غیر مطبوعہ
104	مسائرہ	علامہ قاسم بن خلیل رومی حنفی	عربی	غیر مطبوعہ
105	مسامرہ	علامہ قاسم بن خلیل رومی حنفی	عربی	غیر مطبوعہ
106	حاشیۃ الطحطاوی علی الدرّ المختار[12]	علامہ سید احمد طحطاوی حنفی	عربی	مرکزی مجلس رضا، لاہور
107	فتاوی خیریہ[13]	علامہ خیر الدین رملی حنفی	عربی	منظمۃ الدعوۃ الاسلامیۃ، لاہور
108	ردّ المحتار المعروف بہ فتاوی شامی[14]	علامہ سید ابنِ عابدین شامی حنفی	عربی	مکتبۃ المدینہ، کراچی المجمع الاسلامی، مبارکپور
109	تکملۃ ردّ المحتار	علامہ سید ابنِ عابدین شامی حنفی	عربی	غیر مطبوعہ
110	فتاوی عزیزیہ	شاہ عبد العزیز دہلوی	فارسی	غیر مطبوعہ
111	النیرۃ الوضیۃ فی شرح الجوہرۃ المضیہ[15]	امام احمد رضا خان بریلوی	اردو	مکتبۂ قادریہ، لاہور

marfat.com

112	نورالادلۃ للبدورالاجلۃ [16]	امام احمد رضا خان بریلوی	اردو	رضا اکیڈمی، ممبئی
113	الزبدۃ الزکیۃ فی تحریم سجود التحیۃ [17]	امام احمد رضا خان بریلوی	عربی	رضا فاؤنڈیشن، لاہور

اصولِ فقہ

114	مسلّم الثبوت	علامہ محمد محبّ اللہ بہاری	عربی	غیر مطبوعہ
115	فواتح الرحموت شرح مسلم الثبوت	علامہ عبدالعلی محمد بن نظام الدین لکھنوی	عربی	غیر مطبوعہ
116	غمز عیون البصائر فی محاسن الاشباہ والنظائر [18]	علامہ احمد بن محمد مکی حموی مصری حنفی	عربی	غیر مطبوعہ

رسم المفتی

117	رسائل الشامی	علامہ سید ابن عابدین شامی	عربی	غیر مطبوعہ

عقائد و کلام

118	تحفۂ اثنا عشریہ ★	شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی	فارسی	غیر مطبوعہ

★- مرآۃ التصانیف صفحہ 271 پر ہے کہ علامہ محمد صدیق ہزاروی صاحب نے ان حواشی کا ترجمہ و تحقیق کیا ہے جو غلط ہے۔ اس کی تصدیق حضرت موصوف نے خود کی ہے۔ ۱۲ محمد رضا

marfat.com

119	شرح فقہ اکبر	مُلّا علی قاری حنفی	عربی	غیر مطبوعہ
120	شرح مواقف	میر سید شریف جرجانی	عربی	غیر مطبوعہ
121	شرح المقاصد	علامہ سعد الدین مسعود بن عمر تفتازانی	عربی	غیر مطبوعہ
122	عقائدِ عضدیہ	قاضی عضد الدین ایجی	عربی	غیر مطبوعہ
123	حاشیہ خیالی علیٰ شرح العقائد[19]	علامہ احمد بن موسیٰ خیالی	عربی	غیر مطبوعہ
124	الصواعق المحرقہ	علامہ ابنِ حجر مکی	عربی	غیر مطبوعہ
125	التفرقۃ بین الاسلام والزندقۃ	امام محمد بن محمد غزالی شافعی	عربی	غیر مطبوعہ
126	مفتاح السعادۃ ومصباح السیادۃ	احمد بن مصطفیٰ طاشکپری زادہ	عربی	غیر مطبوعہ
127	تحفۃ الاخوان		عربی	غیر مطبوعہ
128	علم الکلام		عربی	غیر مطبوعہ

marfat.com

129	تہافت الفلاسفۃ	امام محمد بن محمد غزالی شافعی	عربی	غیر مطبوعہ
130	تہافت الفلاسفۃ	ابوالولید ابن رُشد مالکی	عربی	غیر مطبوعہ
131	الیواقیت والجواہر فی بیان عقائد الاکابر	امام عبدالوہاب شعرانی	عربی	غیر مطبوعہ
132	المعتقد المنتقد[20]	علامہ فضلِ رسول قادری بدایونی	عربی	مکتبۂ حامدیہ، لاہور مکتبۂ ایشیق، استنبول
133	الدولۃ المکیۃ بالمادّۃ الغیبیۃ[21]	امام احمد رضا خان بریلوی	عربی	مؤسسۃ رضا، لاہور مکتبۂ ایشیق، استنبول
134	اذاقۃ الآثام لمانعی عمل المولد والقیام[22]	مولانا نقی علی خان بریلوی	اردو	مطبعِ اہلِ سُنّت، بریلی

فضائل و سِیَر، تاریخ

135	شرح الشفاء بتعریف حقوق المصطفیٰ	ملا علی قاری حنفی	عربی	غیر مطبوعہ
136	شرح زرقانی علی المواہب اللدنیہ	علامہ محمد عبدالباقی زرقانی	عربی	غیر مطبوعہ

marfat.com

137	ہمزیہ		عربی	غیر مطبوعہ
138	الفوائد البہیۃ فی تراجم الحنفیۃ	علامہ عبدالحی لکھنوی	عربی	غیر مطبوعہ
139	خلاصۃ الوفا	علامہ علی بن احمد سمہودی	عربی	غیر مطبوعہ
140	عصر الشارد		عربی	غیر مطبوعہ
141	کشف الظنون عن اسامی الکتب والفنون [۲۳]	حاجی خلیفہ کاتب چلپی	عربی	غیر مطبوعہ
142	مقدمۃ ابن خلدون	علامہ عبدالرحمٰن ابن خلدون	عربی	غیر مطبوعہ
143	شفاء السقام فی زیارۃ خیر الانام	امام تقی الدین سبکی شافعی	عربی	غیر مطبوعہ

تصوّف

144	احیاء علوم الدین	امام محمد بن محمد غزالی شافعی	عربی	غیر مطبوعہ
145	الزواجر عن اقتراف الکبائر	علامہ ابنِ حجر مکی	عربی	غیر مطبوعہ
146	میزان الشریعۃ الکبریٰ	علامہ عبدالوہاب شعرانی	عربی	غیر مطبوعہ

marfat.com

147	الحدیقۃ الندیہ شرح الطریقۃ المحمدیۃ	علامہ عبدالغنی نابلسی	عربی	غیر مطبوعہ
148	بہجۃ الاسرار ومعدن الانوار	امام ابوالحسن علی بن یوسف بن جریر لخمی شطنوفی	عربی	غیر مطبوعہ
149	الابریز من کلام سیدی عبدالعزیز	علامہ احمد بن مبارک سجلماسی مالکی	عربی	غیر مطبوعہ
150	مدخل	علامہ ابن امیر الحاج	عربی	غیر مطبوعہ

تجوید

151	المنح الفکریہ شرح مقدمہ جزریہ	مُلّا علی قاری حنفی	عربی	غیر مطبوعہ

صرف

152	علم الصیغہ	مفتی عنایت احمد کاکوروی	فارسی	غیر مطبوعہ

منطق

153	میر زاہد	مُلّا زاہد ہروی	عربی	غیر مطبوعہ
154	مُلّا جلال	ملا جلال الدین دوّانی	عربی	غیر مطبوعہ

marfat.com

فلسفہ

155	اصولِ طبعی		عربی	غیر مطبوعہ
156	شمسِ بازغہ	ملا محمود جونپوری	عربی	غیر مطبوعہ

لغت

157	صراح	ابو فضل محمد بن عمر بن خالد قرشی	فارسی	غیر مطبوعہ
158	تاج العروس	علامہ سید محمد مرتضیٰ زبیدی حنفی	عربی	غیر مطبوعہ

جفر

159	الکواکب الدریۃ[۴۴]		عربی	مرکزی مجلس رضا، لاہور رضا اکیڈمی، ممبئی

توقیت

160	جامع الافکار		فارسی	ادارۂ تحقیقاتِ امام احمد رضا، کراچی

marfat.com

161	خزانۃ العلم		فارسی	غیر مطبوعہ
162	زبدۃ المنتخب		فارسی	غیر مطبوعہ

ہیئت

163	کتاب الصور	صوفی عبدالرحمٰن	عربی	غیر مطبوعہ
164	شرح چغمینی	قاضی زادہ رومی	عربی	غیر مطبوعہ
165	شرح تذکرہ	قاضی زادہ رومی	عربی	غیر مطبوعہ
166	تصریح شرح تشریح	شیخ امام الدین بن لطف اللہ مہندس لاہوری	عربی	غیر مطبوعہ
167	شرح باکورہ		عربی	غیر مطبوعہ
168	علم البیت		عربی	غیر مطبوعہ
169	طیب النفس		عربی	غیر مطبوعہ

marfat.com

170	رفع الخلاف فی دقائق الاختلاف		عربی	غیر مطبوعہ
171	رسالہ کسوف وخسوف		فارسی	غیر مطبوعہ

نجوم

172	حدائق النجوم		عربی	غیر مطبوعہ

زیجات

173	برجندی		عربی	غیر مطبوعہ
174	زلالات البرجندی		عربی	غیر مطبوعہ
175	زیج بہادر خانی		فارسی	غیر مطبوعہ
176	فوائد بہادر خانی		فارسی	غیر مطبوعہ
177	جامع بہادر خانی		فارسی	غیر مطبوعہ

marfat.com

178	زیج الاجد		عربی	غیر مطبوعہ
179	زیج الایلخانی	خواجہ نصیر الدین طوسی نیشاپوری	عربی	غیر مطبوعہ

جبر و مقابلہ

180	القواعد الجلیلۃ فی الاعمال الجبریۃ		عربی	غیر مطبوعہ

ہندسہ

181	اصولِ ہندسہ		عربی	غیر مطبوعہ

اقلیدس

182	تحریر الاقلیدس	خواجہ نصیر الدین طوسی نیشاپوری	عربی	غیر مطبوعہ

تکسیر

183	الدرّ المکنون		عربی	غیر مطبوعہ

marfat.com

تعبیر

184	تعطیر الانام		عربی	غیر مطبوعہ

لوگارثم

185	رسالہ علم لوگارثم		اُردو	ادارۂ تحقیقاتِ امام احمد رضا، کراچی

عروض

186	میزان الافکار		فارسی	غیر مطبوعہ

مثلث

187	رسالہ علم مثلث کُروی [۲۵]		فارسی	مرکزی مجلسِ رضا، لاہور

marfat.com

مآخذ

1- المصنّفات الرضویہ از مولانا عبدالمبین نعمانی قادری

2- ماہنامہ المیزان ''امام احمد رضا نمبر'' مارچ 1976ء ممبئی

3- مرآۃ التصانیف از مولانا حافظ محمد عبدالستار قادری سعیدی

4- امام احمد رضا رحمۃ اللہ علیہ کی حاشیہ نگاری از علامہ شمس الحسن شمس صدیقی بریلوی

5- سوانحِ امام احمد رضا از علامہ بدرالدین احمد قادری رضوی

6- امام احمد رضا رحمۃ اللہ علیہ کی عربی زُبان وادب میں خدمات از ڈاکٹر محمود حسن بریلوی

7- مقدمہ بر رسالہ در علمِ لوگارثم از پروفیسر ڈاکٹر محمد مسعود احمد قادری

8- فہرست حواشی از علامہ سیّد وجاہت رسول قادری

marfat.com

حواشی

1- مولانا محمد صدیق ہزاروی سعیدی ﷾ (مُدرِّسِ جامعہ نظامیہ رضویہ، لاہور) نے اِس حاشیہ پر تحقیق کی ہے نیز اُردو ترجمہ ومختصر تشریح بھی فرمائی ہے۔۱۲محمد رضا

2,3,4- اِن حواشی پر راقم نے تحقیق کی ہے۔۱۲محمد رضا

5- علامہ سیّد غلامِ مصطفیٰ عقیل بخاری ﷾ نے اِس پر تحقیق وترجمہ کیا ہے۔۱۲محمد رضا

6- یہ حاشیۂ متن کے صرف اَڑھائی صفحات پر ہے جس کا نام ''زواہر الجنان من جواہر البیان'' معروف باسمِ تاریخی ''سلطنۃ المصطفٰی فی ملکوت کل الوریٰ'' (۱۲۹۷ھ) ہے۔۱۲محمد رضا

7- اس حاشیہ کا تاریخی نام ''ذیل المدعاء لاحسن الوعاء'' (۱۳۰۶ھ) ہے۔۱۲محمد رضا

8- علامہ علی احمد سندھیلوی ﷾ نے اس پر تحقیق کی ہے۔۱۲محمد رضا

9- اِس حاشیہ پر مولانا محمد حسین رضا قادِری ﷾ (رکن المدینۃ العلمیۃ، کراچی) نے تحقیق کی ہے۔۱۲محمد رضا

10- اِس حاشیہ پر ڈاکٹر محمد اسمٰعیل ﷾ نے اورینٹل کالج لاہور سے ایم فل کے مقالہ لکھنے کے سلسلے میں تحقیق کی ہے۔۱۲محمد رضا

marfat.com

11- مرآۃ التصانیف صفحہ ۶۳ پر ہے کہ اِس حاشیہ پر شیخ الحدیث علامہ محمد عبدالحکیم شرف قادری دَامَت بَرَکَاتُھُمُ الْعَالِیَۃُ نے تحقیق کی ہے جو سراسر غلط ہے۔ مَیں نے بذاتِ خود حضرت علامہ سے اِس کی تصدیق کی ہے۔ ۱۲ محمد رضا

12- مولانا محمد صدیق ہزاروی سعیدی ﷾ (مُدرِّسِ جامعہ نظامیہ رضویہ، لاہور) نے اِس حاشیہ پر تحقیق کی ہے نیز اُردو ترجمہ و مختصر توضیح بھی فرمائی ہے۔ ۱۲ محمد رضا

13- اس حاشیہ پر مفتی محمد خان قادری ﷾ نے تحقیق کی ہے۔ مرآۃ التصانیف صفحہ ۶۴ پر ہے کہ مولانا علی احمد سندھیلوی ﷾ نے بھی اِس حاشیہ پر تحقیق کی ہے صحیح نہیں ہے۔ علامہ صاحب نے خود اِس بات کی تصدیق کی ہے۔ ۱۲ محمد رضا

14- اس حاشیہ کا نام ''جَدّ الممتار علیٰ ردّ المحتار'' ہے اور مولانا محمد احمد اعظمی مصباحی (استاذ الجامعۃ الاشرفیۃ ''مصباح العلوم''، مبارکپور) اور علمائے ''المدینۃ العلمیۃ'' (فیضانِ مدینہ دعوتِ اسلامی، کراچی) نے اِس کی تحقیق و تدوین کی ہے۔ ۱۲ محمد رضا

15- اس حاشیہ کا تاریخی نام ''الطرۃ الرضیۃ علی النیرۃ الوضیۃ'' (۱۲۹۵ھ) ہے اور یہ فتاوٰی رضویہ (رضا فاؤنڈیشن، لاہور) کی کتاب الحج جلد ۱۰ میں موجود ہے۔ ۱۲ محمد رضا

16- اس حاشیہ کا اسمِ تاریخی ''رفع العلّۃ عن نور الادلّۃ'' (۱۳۰۴ھ) ہے اور یہ فتاوٰی رضویہ (رضا فاؤنڈیشن، لاہور) کی کتاب الصوم جلد ۱۰ میں شامل ہے۔ ۱۲ محمد رضا

17- اس کا صرف ایک حاشیہ اُردو میں ہے، بقیہ عربی میں ہیں اور یہ فتاوٰی رضویہ (رضا فاؤنڈیشن، لاہور) کی کتاب الحظر والاباحۃ جلد ۲۲ میں مطبوع ہیں۔ ۱۲ محمد رضا

18,19- اِن حواشی پر مولانا محمد حسین رضا قادری ﷾ (رکن المدینۃ العلمیۃ، کراچی) نے تحقیق کی ہے۔ ۱۲ محمد رضا

marfat.com

20- اس حاشیہ کا اسمِ تاریخی ''المعتمد المستند بناء نجاۃ الابد'' (۱۳۲۰ھ) ہے۔۱۲محمد رضا

21- اس کتاب پر دو حواشی ہیں جن کے تاریخی نام ''الفیوضات الملکیۃ لمحب الدولۃ المکیۃ'' (۱۳۲۵ھ) اور ''انباء الحی ان کلامہ المصون تبیان لکل شی'' (۱۳۲۶ھ) ہیں۔مؤخر الذکر حاشیہ پر بھی ایک حاشیہ ہے جس کا تاریخی نام ''حاسم المفتری علی السید البری'' (۱۳۲۸ھ) ہے۔۱۲محمد رضا

22- اِس حاشیہ پر راقم نے تحقیق کی ہے۔۱۲محمد رضا

23- اس کا تاریخی اسم ''رشاقۃ الکلام فی حواشی اذاقۃ الآثام'' (۱۳۱۱ھ) ہے۔۱۲محمد رضا

24- اس کا اسمِ تاریخی ''الثواقب الرضویۃ علی الکواکب الدریۃ'' (۱۳۲۲ھ) ہے۔۱۲محمد رضا

25- یہ حاشیہ ''اعالی العطایا فی الاضلاع والزوایا'' جو کہ اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ علیہ کے علمِ مثلث پر چار رسائل کا مجموعہ ہے، میں شامل ہے۔۱۲محمد رضا

marfat.com

اہم گزارش

قارئینِ کرام! ایک بات کی طرف توجہ مبذول کروانا بے حد ضروری ہے! وہ یہ کہ حضور شیخ الاسلام والمسلمین اعلیٰ حضرت امام احمد رضا خان فاضلِ بریلوی رحمۃ اللہ علیہ کے تمام حواشی نہ تو مطبوعہ ہیں اور نہ ہی سب کی اصل دستیاب ہے * جن سے تمام حواشی اور ان کے ماتنین و مصنفین کی مکمل طور پر نشاندہی ہو سکے۔ اس لیے جن مصنفین کا معلوم ہوا، اُن کے نام لکھ دیے گئے ہیں، بقیہ کے نہیں لکھے گئے۔ بعض کتابوں کے مصنفین کے نام تلاشِ بسیار کے باوجود ہمیں نہ مل سکے۔ بہر حال اِس دوران اگر چہ بہت اِحتیاط برتی گئی ہے۔ تاہم اگر کوئی غلطی کوتاہی ہوگئی ہو تو ہم معذرت خواہ ہیں۔ اہلِ علم سے عاجزانہ درخواست ہے کہ اگر وہ اِس سلسلے میں کوئی بھی قابلِ اِصلاح بات پائیں تو اَز راہِ کرم محض برائے حصولِ رضائے الٰہی ہماری اِصلاح فرمادیں اور اپنے مفید مشوروں سے ہمیں نوازتے رہیں۔

نیاز مند

محمد رضاء الحسن قادری

0321-9425765

نوٹ: یہ فہرست حتمی نہیں ہے۔ مآخذ کتب اور پیشِ نظر مخطوطاتِ حواشی پر اعتماد کرتے ہوئے ترتیب دی گئی ہے۔ اس میں اِصلاح کی گنجائش ہے۔

*- ادارۂ تحقیقاتِ امام احمد رضا (کراچی) اور رضا لائبریری (جامعہ نظامیہ رضویہ، لاہور) میں اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ علیہ کے بہت سے حواشی کے عکس موجود ہیں، ان سے کافی مدد لی گئی ہے۔ اس کے علاوہ حواشی پر کام کرنے والے محققین نے خصوصاً اس سلسلے میں ہماری راہنمائی فرمائی۔ مَیں ان کا تہِ دِل سے شکر گزار ہوں۔ ان اجرھم الّا علی اللّٰہ۔ ۱۲ محمد رضا

marfat.com

تذکرہ سید الشہداء

سیدنا امیر حمزہ رضی اللہ عنہ

تالیف

محمد عابد عمران انجم مدنی

کرمانوالہ بک شاپ

دوکان نمبر ۲ - دربار مارکیٹ لاہور

Ph: 042 7249 515

marfat.com

اعلیٰحضرت امام احمد رضا خان قادری بریلوی رحمۃ اللہ علیہ
کی صوفیانہ سیرت اور شریعت و طریقت میں
آپ رحمۃ اللہ علیہ کے مرتبہ و مقام پر مشتمل تحقیقی مقالے

بنام

امام احمد رضا رحمۃ اللہ علیہ اور تصوف

مولانا محمد احمد مصباحی اعظمی

مقالہ نگاران

استاذ جامعہ اشرفیہ مبارکپور (اعظم گڑھ)
و رکن المجمع الاسلامی مبارکپور (اعظم گڑھ)

پروفیسر سید اعجاز احمد مدنی

برہانی کالج ممبئی

مرتبہ

محمد رضاء الحسن قادری

کرمانوالہ بک شاپ

دوکان نمبر ۲۔ دربار مارکیٹ لاہور

Voice: 042-7249515

marfat.com

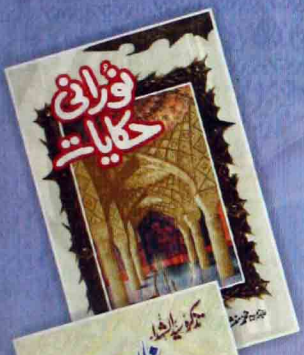

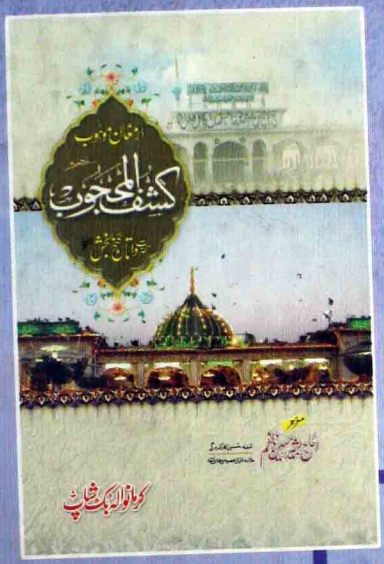

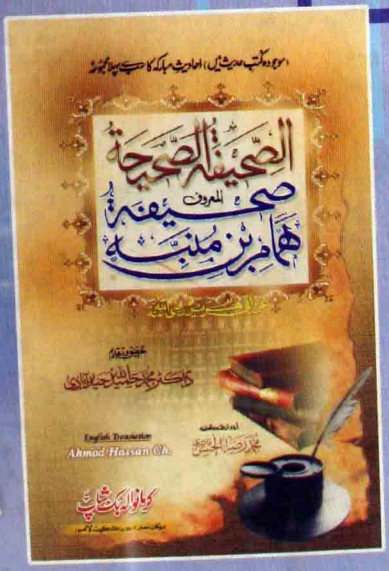

کرمانوالہ بک شاپ
دکان نمبر ۲۔ دربار مارکیٹ لاہور
Voice:+92 42 7249515